फरायज़ इन्सान

मुन्शी नत्थूराम साहब

सन् 1908

فرائض انسان

جوزف میزینی اٹلی کے مشہور محب الوطن
ریفارمر کی کتاب

"ڈیوٹیز آف مین"

کا مکمل اردو ترجمہ

از منشی نتھورام صاحب شمیم مرحوم سابق
سپرنٹنڈنٹ سٹیٹ پریس جموں و سابق ایڈیٹر
کوہ نور لاہور
مصنف سوانح عمری راجہ رام موہن رائے و مترجم
مطالعہ فطرت وغیرہ

بار دوم ستمبر ۱۹۰۸ء میں

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام منشی محمد عبد العزیز
مینیجر طبع ہو کر شائع ہوا

فرائضِ انسان

پہلا باب

تمہید

میرا ارادہ ہے کہ میں تمہارے سامنے تمہارے فرائض کا بیان کروں۔ میرا منشا یہ ہے کہ میں تم سے اپنے قلب کی ہدایتوں کے مطابق ایسے امور کا تذکرہ کروں جو نہایت ہی پاک ہیں۔ یعنے تم سے **خدا۔ نوع انسان۔ وطن** اور **کنبے** کی بابت بیان کیا چاہتا ہوں؛

تمہیں چاہئے کہ محبّت سے میری طرف مخاطب ہو کیونکہ میں بھی محبّت کے ساتھ تم سے کلام کیا چاہتا ہوں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اپنے اعتقاد سے کہتا ہوں۔ جس کو برسوں کے مطالعہ۔ تجربہ اور رنج و افکار نے پختہ کر دیا ہے ان فرائض کو جو میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ جہاں تک میرے امکان میں تھا۔ میں نے خود بھی بجا لانے کی کوشش کی ہے اور جب تک زندہ ہوں کوشش کرتا رہوں گا۔ ممکن ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔ مگر میری غلطی جان بوجھ کر نہ ہوگی ممکن ہے کہ میں نے دھوکا کھایا ہو۔ مگر میں تمہیں دھوکا نہ دوں گا۔ پس

میرے کلام کو برادرانہ محبت سے سنو۔ اور خود آزادی کے ساتھ رائے قایم کرو کہ آیا میں سچ کہتا ہوں یا غلطی پر ہوں۔ اگر تمہیں معلوم ہو کہ میں غلطی پر ہوں تو تم مجھ سے کنارہ کرو۔ لیکن اگر تم مجھے سچائی کا پیغام پہنچانے والا پاؤ۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میری تعلیم کے موافق عامل ہو۔ غلطی کرنا ایک بدقسمتی ہے۔ اور اسی لئے معافی کے قابل۔ لیکن راستی کو جان لینا اور اپنے فعلوں کو اس کے مطابق نہ کرنا ایسا جرم ہے جس کو دنیا اور عاقبت دونوں میں یکساں قابل سزا گردانا گیا ہے ؎

کیا تم سمجھتے ہو کہ میں کس لئے تم سے تمہارے حقوق کا ذکر نہیں کرتا اور پہلے ہی تمہارے فرائض کا بیان کرنے لگا ہوں؟ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ میں یہ جان کر کہ تم ایک ایسی سوسائٹی میں رہتے ہو جو بلا ارادہ یا بالارادہ تم کو ستاتی ہے۔ یہ جان کر بھی کہ دنیا میں تمہارے لئے مصیبت ہی مصیبت ہے۔ وہ چیز جسے آرام کہتے ہیں دوسرے لوگوں کا حصّہ ہے۔ میں کیوں تم سے فتوحات کا تذکرہ چھوڑ کر ذاتی ایثار کا اور تمہاری دنیوی بہتری کا بیان چھوڑ کر نیکی۔ درستی اخلاق اور تعلیم کا ذکر کرتا ہوں ؎

پیشتر اس کے کہ میں آگے بڑھوں میرا فرض ہے کہ میں صاف طور پر اس سوال کا جواب دوں۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جو میرے طریقہ اور یورپ کے دوسرے موجودہ طریقوں میں حد فاصل قایم کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ یہی وہ سوال ہے جو جفاکش محنت پیشہ شخص کے آزردہ دل میں قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے ؎

ہم لوگ محنت کے غلام ہیں۔ اسی واسطے غریب اور آسودگی سے دور۔ ہمارے سامنے صرف دنیادی بہتری۔ آزادی اور مسرت کا ذکر کرو۔ تم ہمیں یہ بتلاؤ کہ کیا ہماری تقدیر میں ہمیشہ کی مصیبت ہے یا کبھی ہمارے بہرہ یاب ہونے کی نوبت آئیگی؟ فرض کی تلقین ہمارے مالکوں کو کرو۔

یعنی اُن جماعتوں کو جو ہم سے بالاتر ہیں۔ جو ہمیں مثل آلات کے سمجھتی ہیں اور آسودہ حالی کے ذریعوں کو جو انصافاً کُل نوع انسان کی ملکیت ہیں۔ اپنے لئے مخصوص جانتے ہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے حقوق کا ذکر کرو۔ اور اُن کے حصول کی تدبیر ہمیں بتاؤ۔ ہمارے سامنے یہ بیان کرو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ پہلے ہم اپنا سوشیل اور پولیٹیکل وجود قایم کر لیں۔ اس کے بعد بلاشک تم ہمیں ہمارے فرائض کی تعلیم دینا:-

کثرت کے ساتھ محنت پیشہ اشخاص اسی طرح کہتے ہیں۔ اور وہ مسائل کی پیروی کرتے اور ایسے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ جو اس قسم کے خیالات اور خواہشوں کے مطابق ہیں۔ مگر وہ اس بات کو دل سے بھلا دیتے ہیں۔ کہ جن مسائل کی طرف وہ ابھی تک رجوع ہیں وہ وہی ہیں جن کی نسبت گذشتہ ۵۰ سال سے برابر وعظ ہو رہا ہے مگر اُن سے ذرا بھی بہتری محنت پیشہ اشخاص کی دنیوی حالت میں نہیں ہوئی:-

گذشتہ پچاس سال کے اندر یورپ میں تمام جو کچھ ترقی اور اصلاح کے بارہ میں خواہ برخلاف خود مختار حکومتوں خواہ خاندانی امارت کے حاصل ہوا۔ یا جس کے لئے کوشش کی گئی ہے۔ اور انہی کو ذریعہ اُس بہتری کا سمجھا گیا ہے جو انسانی زندگی کا انجام اور مقصد خیال کی گئی ہے۔ فرانس کے بڑے انقلاب اور اُن انقلابوں میں جو اُس کے بعد ہوئے۔ اور جن میں اُسی کی تقلید کی گئی جو کچھ ہوا وہ "حقوق انسانی کا اعلان" کا ہی نتیجہ تھا۔ جن فلاسفروں کی تحریرات نے اُس انقلاب کے لئے راستہ تیار کیا تھا اُن کی تمام تصانیف آزادی اور اس امر کے خیال پر مبنی تھیں کہ ہر شخص کو اُس کے حقوق سے واقف کیا جائے۔ تمام انقلاب پسند جماعتوں کی تعلیم یہ تھی کہ انسان مسرت کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اُس کا حق ہے۔ کہ وہ ہر ایک ذریعہ سے جو اُس کی طاقت میں ہے۔ اپنے لئے مسرت کی تلاش

کرے۔ اور کہ کسی کا حق نہیں ہے کہ اس کی اس کوشش میں روک پیدا کرے۔ بخلاف اس کے اس کا حق ہے کہ اُن تمام روکوں کو دور کرے، جو اسطرف جاتے ہوئے اس کے راستے میں حائل ہوں ؞

اور وہ تمام روکیں دور کرکے آزادی حاصل کی گئی جو بہت سے ملکوں میں برسوں تک قایم رہی۔ اور بعض میں ابھی تک قایم ہے ؞

مگر سوال یہ ہے۔ کیا لوگوں کی حالت میں اصلاح ہوئی؟ کیا اُن لاکھوں بندگان خدا نے جو اپنے ہاتھوں کی روزانہ محنت پر گذارہ کرتے ہیں۔ اُس فارغ البالی کا جس کے وہ طالب تھے اور جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کوئی حصّہ (خفیف ہی کیوں نہ سہی) حاصل کیا؟ نہیں۔ لوگوں کی حالت میں اصلاح نہیں ہوئی۔ برخلاف اس کے بہت سے ممالک میں پہلے سے زیادہ خراب ہوگئی ہے خصوصاً اس جگہ جہاں میں لکھ رہا ہوں ضروریات زندگی کی قیمت برابر بڑھتی گئی اور محنت پیشہ اشخاص کی اُجرت حرفت کی بعض شاخوں میں رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ آبادی بڑھتی گئی ہے۔ قریباً تمام ممالک میں محنت پیشہ جماعت کی حالت زیادہ تر ڈانواں ڈول اور نازک ہوگئی ہے اور ایسے موقعے کثرت سے آنے لگے ہیں جب ہزاروں محنت پیشہ اشخاص کو ایک خاص مدت کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا پڑتا ہے ؞

ایک مُلک سے دوسرے ملک میں اور یورپ سے دنیا کے دوسرے حصّوں میں نقل مکان کرنے والوں کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی ہے اور خیرات خانوں کی ترقی۔ غربا کی شرح اور دوسری احتیاطیں جو گداگری کو روکنے کے لئے کی جارہی ہیں۔ اس دعوے کو ثابت کرنے کے واسطے کافی ہیں۔ اس تمام سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کی تکلیفوں کی طرف پبلک کی توجہ دن بدن مبذول ہو رہی ہے۔ لیکن اُس کا اِن تکلیفوں کو کم

کر سکنا اتنا ہی زیادہ اس امر کا ثبوت ہے کہ اُن جماعتوں میں جن کیلئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے یہ مصیبت رفتہ رفتہ ترقی کر رہی ہے *

تاہم الغرض ۵۰ سال کے اندر تمدنی دولت کے مخزنوں اور فارغ البالی کے مادّی ذریعوں میں بھی برابر ترقی ہوئی ہے۔ تجارت نے اُن لگاتار آزمائشوں پر جو کسی ترتیب کی مطلق عدم موجودگی میں ناگزیر ہیں۔ غلبہ پا کر بہت کچھ زور اور تیزی حاصل کر لی ہے اور وسعت پکڑتی جاتی ہے آمد و رفت کے وسائل قریباً ہر ایک جگہ تیز رو اور محفوظ ہو گئے ہیں اور اسی باعث بار برداری کا خرچ جس قدر کم ہوا ہے۔ قیمت پیداوار بھی اُسی قدر گھٹ گئی ہے۔ دوسری جانب یہ خیال کہ بعض ایسے حقوق ہیں جو سرشت انسانی کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔ اب عام طور پر مانا اور قبول کیا جاتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ لوگ بھی جو ان حقوق کو دبا رکھنا چاہتے ہیں۔ ریاکاری یا کم از کم زبان سے اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر کیوں لوگوں کی حالت میں اصلاح نہ ہوئی؟ پھر کیوں پیداوار کا صَرف بجائے اس کے کہ یورپ کی سوسائٹی کے کل رکنوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا۔ چند آدمیوں کے ہاتھوں میں یعنی ایسی جماعت کے ہاتھوں میں بند ہے جو ایک نئی صورت حکومت اُمرا کی قائم کرتی ہے؟ اس کا باعث کیا ہے۔ کہ دستکاری اور تجارت کی اس ترقی نے بجائے اس کے کہ بہتوں کو فائدہ پہنچاتی صرف چند اشخاص کے لئے سامان عیش پیدا کر دئے؟ جو لوگ معاملات کو گہری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے لئے اس کا جواب بہت صاف ہے۔ آدمی کا سانچہ تعلیم ہے۔ جس اصول کی تعلیم اُسے دی جاتی ہے۔ اُسی کے مطابق اس سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ انقلابات اور پولٹیکل تغیر و تبدل کے تمام حامیوں کی بنیاد اب تک صرف ایک خیال پر رہی ہے یعنے ہر فرد کے حقوق کے خیال پر اور اُن

انقلابوں سے **آزادی** شخصی آزادی۔ تعلیم کی آزادی۔ مذہب کی آزادی تجارت کی آزادی۔ اور مختصر یہ کہ تمام باتوں میں اور تمام اشخاص کو آزادی حاصل ہو گئی ؛

لیکن حقوق حاصل ہو جانے سے اُن لوگوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا جنہیں اُن کے استعمال کے وسائل حاصل نہ تھے؟ محض تعلیم کی آزادی اُن لوگوں کے لئے کس مصرف کی تھی جو اس سے مستفیض ہونے کی نہ فرصت رکھتے تھے نہ ذریعے؟ صرف تجارت کی آزادی اُن لوگوں کے کیا کام آتی جن کے پاس تجارتی مال یا سرمایہ نہ تھا۔ نہ اعتبار ہی رکھتے تھے؟

اُن تمام مُلکوں میں جہاں ان اصول کو مشتہر کیا گیا ایسے لوگوں کی تعداد سوسائٹی میں بہت تھوڑی تھی جو اراضی کے مالک تھے جن کے پاس سوائے اُن کے ہاتھوں کی محنت کے اور کچھ نہ تھا۔ اور زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور تھے کہ اس محنت کو پہلی جماعت کے ہاتھ جن شرائط پر کہ وہ لینا چاہے فروخت کریں۔ جو لوگ اس امر پر مجبور رہیں کہ اپنا تمام دن لگاتار جسمانی مشقت میں صرف کریں۔ اور ہمیشہ فاقہ کشی اور احتیاج کے ساتھ لڑائی لڑتے رہیں۔ اُن کے لئے آزادی اگر ایک دھوکا اور ایک ناگوار مسخرہ پن تھی تو اور کیا تھا؟

اس حالت کی روک صرف اسی طرح ہو سکتی تھی۔ کہ اعلےٰ طبقہ کے لوگ اپنی مرضی سے محنت کا وقت گھٹانے اور اُس کی اُجرت کی شرح کو زیادہ کرتے۔ باقاعدہ اور مُفت تعلیم عوام الناس کو دیتے۔ ایسا انتظام کرتے۔ کہ آلات محنت سب کو مل سکتے۔ اور نیک نیت اور اچھی قابلیت کے محنت پیشہ اشخاص کا اعتبار بڑھاتے ؛

لیکن وہ کیوں ایسا کرتے؟ کیا خوشحالی زندگی کا انجام اور مقصد نہیں تھی؟ کیا سب کے سب دنیاوی بہتری کے خواہاں نہیں تھے؟ تب وہ

دوسروں کی خاطر اپنے تمتعات کو کیوں کم کرتے؟ ہر ایک کو جو کرسکتا ہے آپ اپنی مدد کرنی چاہیئے۔ جب سوسائٹی نے ایک دفعہ ہر ایک فرد کو اس قابل کر دیا۔ کہ وہ اُن حقوق کا استعمال آزادی سے کر سکے۔ جو فطرت انسانی کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں تو وہ اپنا فرض پُورا کر چکی۔ اگر کوئی شخص اپنے حالات کی مہربانی سے کوئی حق استعمال نہیں کر سکتا تو اُسے لازم ہے کہ اپنی تقدیر پر راضی ہو۔ اور دوسروں کو الزام نہ دے ÷

یہ قدرتی امر تھا کہ وہ ایسا کہیں۔ اور حقیقت میں اُنہوں نے ایسا ہی کہا۔ اور جب امیروں کی طرف سے غریبوں کے ساتھ برتاؤ کا یہ طریقہ ظاہر ہُوا۔ تو فوراً ہر ایک فرد ایک دوسرے کو اسی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ ہر ایک شخص اپنے ہی حقوق اور اپنی ہی حالت کی بہتری کے خیال میں محو تھا۔ دوسروں کا کچھ فکر نہ کیا۔ اور جس وقت وہ حقوق دوسروں کے حقوق سے ٹکرانے لگے تو نتیجہ یہ ہُوا کہ لڑائی شروع ہو گئی۔ مگر وہ لڑائی نہیں جس میں خون کی ندیاں جاری ہوں بلکہ زر اور فریب کی لڑائی۔ جس میں بمقابلہ پہلی کے بہادری کا کام کم تھا۔ لیکن اُسی کے برابر قاتل تھی۔ جو ایک ایسی بے رحم لڑائی تھی کہ اُن اشخاص نے جنہیں وسایل حاصل تھے۔ کمزور اور اناڑیوں کو پیروں کے نیچے روند ڈالا ÷

اس لگاتار لڑائی کی حالت میں لوگوں نے خود غرضی کی تعلیم پائی۔ اور دنیاوی خوشحالی کی بلا شراکت غیر طمع کرنا سیکھے۔ خالی اعتقاد کی آزادی نے ایمان کی جڑ کاٹی۔ خالی اعتقاد کی آزادی نے اخلاق میں فتور پیدا کیا۔ اور جب نوع انسان میں کوئی رشتہ یگانگت نہ رہا۔ مذہبی اعتقاد یا مقصد کا اتحاد ٹوٹ گیا۔ تو سب کے سب ذاتی منافع ڈھونڈنے اور اپنا اپنا راستہ چلنے لگے۔ اور مطلق لحاظ اس امر کا نہ کیا کہ ایسا کرنے میں وہ اپنے بھائیوں (بھائی صرف نام کے حقیقت میں دشمنوں) کے

جسم پیروں کے نیچے روندتے جاتے ہیں۔ معاملات کی حالت جس میں ہم بالفعل پہنچے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں حقوق کے مسئلہ کا شکرگذار ہونا چاہئے ؛

اس میں کچھ شک نہیں کہ حقوق ہیں۔ لیکن جب ایک شخص کے حقوق دوسرے شخص کے حقوق سے ٹکرا جائیں تو ہم کسطرح امید کر سکتے ہیں کہ جب تک کسی ایسی چیز کی طرف رجوع نہ کریں۔ جو کل حقوق سے بالاتر ہو۔ وہ اختلاف دور ہو سکتا ہے۔ اور جس وقت ایک شخص یا بہت سے اشخاص کے حقوق ملک کے حقوق کے ساتھ ٹکرا جائیں۔ تو ہم کون سی عدالت سے چارہ جوئی کریں؟

اگر کل نوع انسان کا حق ہے کہ وہ اعلےٰ ترین درجہ کی خوشی جو ممکن ہے حاصل کرے تو مزدور اور کارخانہ دار کا سوال ہم کیونکر حاصل کریں گے؟ اگر زندہ رہنے کا حق پہلا برقرار رہنے والا حق ہر ایک فرد بشر کا ہے تو کون چاہے گا کہ دوسرے انسانوں کے فائدے کے لئے وہ زندگی قربان کی جائے؟

کیا تم ملک کے نام سے۔ سوسائٹی کے نام سے۔ عوام۔ اپنے بھائیوں کے نام سے اس قربانی کا مطالبہ کر سکتے ہو؟

ایسے شخصوں کے لئے جن کا یہ اصول ہو جو میں نے اوپر بیان کیا ہے ٹکڑہ زمین کا ملک ہے۔ جہاں پر اُن کے شخصی حقوق زیادہ محفوظ ہیں۔ سوسائٹی اور کیا چیز ہے۔ اگر ایسے انسانوں کا مجمع نہیں ہے۔ جنہوں نے ہر ایک کے حقوق کی حمایت کے لئے سبھوں کی طاقت سے کام لینے پر اتفاق کیا ہے؟

پس تم جو ۵۰ سال سے ہر ایک فرد کو یہ تلقین کر رہے ہو کہ سوسائٹی اس غرض سے بنائی گئی ہے کہ وہ حفاظت کے ساتھ اپنے حقوق کا استعمال کرے اب کس طرح اس شخص سے یہ درخواست کر سکتے ہو کہ وہ اُن تمام حقوق کو سوسائٹی

کے فائدے کے لئے قربان کر دے۔ بلکہ ضرورت پڑے تو سوسائٹی کی اصلاح کے لئے لگاتار محنت۔ قید اور جلا وطنی کو بھی برداشت کرے؟ جب تم ہر ایک ذریعہ سے جو تمہاری مقدور میں تھا اُس کو تعلیم دے چکے ہو کہ مسرت زندگی کا انجام اور مقصد ہے تو اب کس طرح اس سے یہ امید رکھ سکتے ہو کہ وہ اپنے ملک کو غیر قوم کے ظلم سے بچانے یا جس جماعت سے اُسکا تعلق نہیں ہے اُس کی حالت میں کچھ بہتری پیدا کرنے کے لئے مسرت اور زندگی دونوں کو قربان کر دے گا؟ جبکہ تم برسوں تک اُسے مادی فائدوں کی بابت تلقین کرتے رہے ہو۔ تو کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ دولت اور طاقت تک اپنی پہنچ دیکھیگا۔ اور ان کو اپنے قابو میں لانے کے لئے ہاتھ نہیں پھیلائیگا۔ خواہ اس میں اُس کے ابنائے جنس کا نقصان ہی کیوں نہ ہو؟

اے محنت پیشہ اشخاص! یہ محض کوئی شخصی رائے نہیں ہے جو میرے اپنے ذہن سے پیدا ہوئی ہے اور امور واقعہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ یہ تاریخ ہے اور ہمارے اپنے زمانہ کی تاریخ۔ ایسی تاریخ جس کے صفحات خون سے ہاں قوم کے خون سے رنگین ہیں۔

اُن اشخاص سے دریافت کرو جنہوں نے ۱۸۳۰ء کے انقلابات کی صورت محض تبدیل اشخاص میں بدل دی۔ اور اپنے آپ کو طاقت اور مرتبہ پر پہنچانے کے لئے اپنے فرانسیسی بھائیوں کی لاشوں سے سیڑھی کا کام لیا۔ اُن کے تمام مسائل اور تعلیم ۱۸۳۰ء کے قبل حقوق کے پرانے اصول پر مبنی تھے نہ کہ فرائض انسان کے یقین پر۔ آج تم اُنہیں بے وفا اور مردود کے نام سے پکارتے ہو۔ مگر واقعہ میں وہ اپنے اصول کے سچے تھے۔ اُنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ چارلس دہم کی گورنمنٹ سے لڑائی کی۔ کیونکہ جس گروہ سے یہ لوگ تھے۔ گورنمنٹ مذکور اُسکی علانیہ دشمن تھی۔ اور اُس نے

اُن کے حقوق کو توڑا یا اُن کو دبانا چاہتا تھا۔ اُن کی لڑائی اس مسرت کے واسطے تھی جو اُن کے خیال کے موافق انہیں اس قدر حاصل نہ تھی۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ اُن میں سے بعضے اپنے خیالات کی آزادی کے سبب ستائے گئے۔ دوسروں نے جو زبردست دل و دماغ کے آدمی تھے اپنے آپ کو تمام عہدوں اور سرکاری ملازمتوں سے محروم پایا۔ اور اپنے سے کم قناعت کے آدمیوں کو اُن پر فائز ہوتے دیکھا۔ اور اپنی قوم کی غلط کاریوں نے اُن کو اور بھی غصہ دلایا پس انہوں نے دلیرانہ طور پر لیکن نیک نیتی کے ساتھ اُن حقوق پر لکھا جو تمام نوع انسان کے فطرتی حقوق ہیں ؛

لیکن جب اُن کے اپنے پولیٹکل اور دماغی حقوق حاصل ہوگئے جب اُن کے لئے عہدوں پر پہنچنے کا راستہ کھل گیا۔ جب اُنہیں وہ مسرت حاصل ہوگئی جس کے وہ متلاشی تھے۔ انہوں نے لوگوں کو۔ اُن لاکھوں کو جو اُن سے پیچھے تھے جو تعلیم اور خواہشات دونوں میں اُن سے کم درجہ رکھتے تھے۔ نیز جو ایک دوسری تعلیم کی مسرت کے خواہاں تھے بالکل بھلا دیا۔ اس معاملہ کی نسبت تکلیف کرنی چھوڑ دی اور محض اپنی ہی نسبت خیال کرنے لگے۔ تم ایسے لوگوں کو بے وفا نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اُن کے مسائل کو عجوبہ اور فریب دہ کہو تو بجا ہے ؛

اُسی زمانہ میں ملک فرانس میں ایک شخص رہتا تھا۔ جس کی نسبت تم میں سے بعضوں نے سُنا ہوگا۔ اور جس کو تمہیں کبھی بھولنا نہ چاہئے وہ شخص اُسی وقت ہمارے خیالات کا مخالف تھا۔ تاہم فرض میں اُس کا یقین تھا۔ اُس کا یقین تھا کہ فائدہ عام اور صداقت کی تلاش اور اُسے فتحمند کرنے کے لئے اپنی کل ہستی کو قربان کر دینا ہمارا فرض ہے۔ اس نے دلی شوق سے زمانہ اور اُس کے لوگوں کے حالات کو مطالعہ کیا تھا اُس شخص کو نہ تعریف نے گمراہ کیا۔ نہ دھوکا پانے سے وہ بے حوصلہ ہوا۔ وہ

بہتوں کی اصلاح کے لئے ایک طریقہ کی آزمایش کرتا تھا اور جب اُس میں کامیاب نہ ہوتا تو کوئی دوسری راہ نکالتا تھا۔ جس وقت حالات زمانہ نے اُس کو قایل کر دیا کہ مقصد دلی کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ یعنے جب کہ عوام نے میدان میں اُتر کر اپنے آپ کو اُن لوگوں کے مقابلہ میں جو اُن کی حمایت اور طرفداری کے مدعی تھے زیادہ نیک اور باور کرنے والے دکھلایا۔ تو وہ یعنے لیمنس جس کی کتاب "ایک ایماندار کے الفاظ" کو تم میں سے بعضوں نے پڑھا ہوگا اس کام کا سب سے بڑا حامی بن گیا۔ جس کے لئے ہم لوگوں نے اتفاق کیا ہے +

لیمنس ہیں اور اُن لوگوں میں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تم اس فرق کی مثال دیکھ سکتے ہو جو حقوق کے ماننے والوں اور فرایض کے ماننے والوں میں پایا جاتا ہے۔ مقدم الذکر نے اپنے شخصی حقوق حاصل کر کے باگ ہاتھ سے چھوڑ دی مگر موخر الذکر کی خدمتیں صرف اُن کی زندگی کے ساتھ ختم ہونگی +

اور اُن قوموں میں جو غلام ہو چکی ہیں۔ جہاں پر اس قسم کے جدوجہد میں اور کتنے ہی خطرات ہیں۔ جہاں ترقی کے راستہ میں قدم قدم پر ایک شہید کے خون سے مہر کرنی پڑتی ہے۔ جہاں مروجہ بے انصافی کے خلاف جدوجہد ضرورتاً پوشیدہ طور پر کی جاتی ہے اور شہرت اور تعریف بھی جو تسکین دل سکتی ہے اس سے بھی قطعی محرومی ہے۔ وہاں کونسا فرض یا وفاداری کا جوش ہے جو اُن لوگوں کو ترقی کے راستہ پر قائم رکھ سکیگا جن کے اصول اس پاک سوشیل لڑائی کو جس میں ہم لوگ لگے ہوئے ہیں۔ محض ایک جدوجہد اُن کے حقوق کے واسطے قرار دیتے ہیں؟ یہ خیال رہے کہ میں کثرت کا ذکر کرتا ہوں۔ اور میرے اس بیان سے وہ مستثنے افراد خارج ہیں جو شاذ و نادر ہر ایک خیال کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں +

اور جب کہ خوں ریزی کا ہنگامہ بند ہوا - اور مدافعت ظلم کا جوش جو قدرتی طور پر نوجوانوں کو اس لڑائی کی طرف کھینچتا ہے سرد پڑ گیا تو اب کونسی چیز ہے جو چند سال کی سعی کے بعد - اُن ناگریز مغالطوں کے بعد جو ایک اسی قسم کی جرأت کے لئے لازمی ہیں - ایک ایسی زندگی پر جس میں ہمیشہ بے چینی - مزاحمت اور خطرہ ہی نہیں ہے - بلکہ قید - پھانسی اور جلاوطنی ہر لحظہ سامنے کھڑی دکھلائی دیتی ہے - انہیں کسی قسم کے آرام کو ترجیح دینے سے مانع آئے؟

یہی حال آج کل کے اہل اطالیہ کا ہے - جن کے رگ وپے میں یہ فرانسیسی مسائل پیوست ہو چکے ہیں - اور یہ حالت بلاشبہ افسوس کے قابل ہے - لیکن ہم اس کو بدل نہیں سکتے - جب تک کہ ہم اُس اصول کو نہ بدل دیں جو اُن کے چال چلن پر حاوی ہے - ہم کیونکر اور کس طرح کے نام سے اُنہیں یقین دلائیں کہ ہر خطرہ اور مغالطہ سے ان کو نئی قوت حاصل کرنی چاہئے - اور کہ یہ اُن کا فرض ہے کہ اس جد وجہد کو فقط چند سال کے لئے نہیں - بلکہ اپنی کل عُمر زندگی بھر جاری رکھیں؟ کون کسی شخص کو اپنے حقوق کے لئے جد وجہد جاری رکھنے کا حکم کر سکتا ہے - جبکہ اس جد وجہد میں وہ اُن حقوق سے دست بردار ہونے کی بہ نسبت اپنا زیادہ نقصان دیکھتا ہے؟

اور ایک ایسی سوسائٹی میں بھی جو بہ نسبت ہماری سوسائٹی کے زیادہ منصفانہ اصول پر قایم ہے - کون کسی ایسے شخص کو جو محض حقوق کے مسئلہ کو مانتا ہے - اس امر کی ترغیب دے سکے گا کہ فائدہ عام کیلئے کوشش کرنا - اور سوشیل خیال کے نشو ونما کی طرف متوجہ ہونا اس کا فرض ہے؟ فرض کرو کہ وہ مخالف ہو جائے - یہ بھی فرض کرو کہ وہ اپنے آپ کو ایسا قوی حوصلہ پاتا ہے - کہ تم سے یہ کہنے لگے کہ میں سوشیل رشتہ

توڑتا ہوں۔ میرا میلان طبیعت اور میری استعداد مجھے کسی اور طرف لے جاتی ہے۔ اور مجھے ایک مقدّس اور ایک لازوال حق حاصل ہے کہ اپنے اُس میلان خاطر اور استعداد کو ترقی دوں۔ اور باقی کے ساتھ میں جنگ کرنا پسند کرتا ہوں۔ تو حقوق کے مسئلے کے رو سے تم کیا جواب اُسے دے سکتے ہو؟ محض کثرت رائے کے باعث تمہیں کونسا حق حاصل ہے کہ تم اسے ایسے قوانین کی متابعت پر مجبور کرو جو اس کی ذاتی خواہشوں اور خیالات کے مطابق نہیں ہیں۔ اور اگر وہ اُن سے خلاف ورزی کرے تو تمہیں کیا حق ہے کہ اُس کو سزا دو؟

ہر فرد بشر کے حقوق مساوی ہیں۔ محض سوسائٹی میں مل کر رہنے سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔ سوسائٹی کو ایک فرد کے مقابلہ میں زیادہ طاقت حاصل ہے مگر زیادہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔ پس تم کس طرح اُس فرد پر یہ ثابت کروگے کہ اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنی مرضی کو اپنے ابنائے جنس کی مرضی کے ساتھ شامل کر دے؟

کیا جیل خانہ یا جلّاد کے ذریعہ سے؟ ہر ایک سوسائٹی نے آجتک انہی ذریعوں سے کام لیا ہے÷

لیکن یہ حالت لڑائی کی ہے اور ہمیں امن کی احتیاج ہے۔ یہ جابرانہ دباؤ ہے اور ہم تعلیم چاہتے ہیں÷

میں نے تعلیم کا ذکر کیا ہے اور یہی لفظ میرے کل اصول کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اس زمانہ کا سب سے ضروری سوال تعلیم کا سوال ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ زور اور جبر سے نئی صورت معاملات کی قائم کریں یہ صورت ہر چند پہلی پر فوقیت رکھتی ہے لیکن تو بھی ظلم میں داخل ہے ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ معاملات کی ایک ایسی صورت قوم کی منظوری کے لئے پیش کریں۔ جس کو ہم صورت موجودہ سے فائق تر باور

کرتے ہیں۔ اور ہر ایک ممکن ذریعہ سے لوگوں کو تعلیم دیں۔ کہ وہ اس کی نشوونما کریں۔ اور اس کے مطابق کاربند ہوں۔

حقوق کا اصول لوگوں کو اس امر کا اشتعال دلانے کے لئے اچھا ہے کہ ظلم سے جو روکیں ان کے راستہ میں قائم کی گئی ہیں۔ وہ دور کر دی جاویں مگر جہاں یہ غرض "مدنظر" ہو۔ کہ قوم کے مختلف اجزا میں ایک اعلےٰ اور زبردست اتفاق پیدا کیا جاوے۔ وہاں یہ اصول محض ناکارہ ہے۔ اس اصول سے کہ حصول مسرت ہی زندگی کا مقصد اولےٰ ہے صرف ایسے خود غرض لوگ پیدا ہونگے جو معاملات کی نئی صورت میں پرانے جذبات اور خواہشوں کو دخل دیں گے۔ اور چند مہینے کے بعد ہی افسوسناک خرابی پیدا کر دیں گے۔ پس ہم ایک ایسے اصول تعلیم کے متلاشی ہیں جو ہر ایک ایسے اصول پر فوقیت رکھتا ہو جو نوع انسان کو ترقی کی طرف چلنے میں رہنمائی کرے۔ انھیں استقلال اور ذاتی ایثار کا سبق دے اور اُن کو اپنے ابنائے جنس کے ساتھ اس طرح ملا دے کہ ایک واحد شخص کے خیال یا کثرت رائے کے زور پہ بھروسہ کرنے کی محتاجی نہ رہے۔

یہ اصول فرض کا اصول ہے۔ ہمیں لوگوں کو یقین دلانا چاہئیے کہ وہ تمام ایک ہی خدا کے بیٹے ہیں۔ یہاں دنیا میں ایک ہی قانون کو پورا کرنا اور بجا لانا اُن کا فرض ہے۔ اُن میں سے ہر شخص اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنے لئے نہیں۔ بلکہ دوسروں کے واسطے جئے زندگی کا مقصد کم یا بیش خوش حال ہونا نہیں۔ بلکہ اپنے آپ اور نیز دوسروں کو زیادہ تر نیک بنانا ہے۔ اور کہ بے انصافی اور غلطی کے برخلاف جہاں کہیں وہ پائی جائیں جدوجہد کرنا محض ایک حق نہیں ہے۔ بلکہ ایک فرض ہے۔ اور ایک ایسا فرض ہے جس کی طرف سے غافل

ہونا گناہ ہے۔ جو اُن کی کل زندگی کا فرض ہے +

میرے محنت پیشہ بھائیو! میرا مطلب اچھی طرح سمجھ لو۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ تمہارا اپنے حقوق سے آگاہ ہو جانا ایک اہم اور دیرپا ترقی پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تو میری یہ مراد نہیں کہ میں تم سے ان حقوق کے ترک کی درخواست کرتا ہوں۔ میرا مطلب فقط یہ ہے کہ یہ حقوق محض بطور نتیجہ بجا آوری فرائض کے قائم رہ سکتے ہیں اور ان حقوق کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اوّل فرائض کو پورا کریں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسرت خوشحالی یا دُنیاوی فائدوں کو زندگی کا مقصد ٹھیرا کر ہم خود غرض لوگ پیدا کرنے کی جو کھم میں پڑتے ہیں۔ تو اس سے میرا مقصود ہرگز یہ نہیں ہے۔ کہ تم کو کبھی اُن کا خیال نہیں کرنا چاہئیے۔ بلکہ میری یہ مراد ہے کہ جب دنیاوی فائدوں کی تلاش بطور ذریعوں کے نہیں۔ بلکہ بطور ایک مقصد کے کی جاتی ہے۔ تو اس سے ہمیشہ بربادی بخش اور افسوسناک نتائج پیدا ہوئے ہیں +

جب قدیم اہل روما نے شہنشاہوں کی حکومت میں صرف روٹی اور دل بہلانے والی چیزوں پر قناعت کر لی تو وہ ایک نہایت ہی کمینہ درجے کی قوم بن گئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے شہنشاہوں کی بیہودہ اور وحشیانہ حکومت کے بعد اُن کو بڑی ذلت کے ساتھ اپنے وحشی حملہ آوروں کی غلامی اختیار کرنی پڑی۔ فرانس میں اور ہر کہیں سوشیل ترقی کے مخالفوں کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے۔ کہ لوگوں کی طبیعتوں کو محض جسمانی آرام و آسایش کی طرف ڈال کر ترقی اور تبدیلی کے خیالات سے پھراتے اور خرابی پیدا کرتے ہیں اور کیا ہمیں لازم ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے مخالفین کی مدد کریں؟

ہماری دنیاوی حالت کی دُرستی بہت ضروری امر ہے۔ اور ہمیں

اسکے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اس خیال سے نہیں کہ انسان کے لئے فقط یہی ضروری امر ہے کہ اس کی سکونت اور خورد و نوش کا انتظام اچھا ہو۔ بلکہ اس لئے کہ جب تک مفلسی اور احتیاج کے ساتھ تمہارا مقابلہ جاری رہیگا۔ تب تک نہ تم اپنے رتبے سے واقف ہوسکتے ہو۔ نہ اخلاقی طور پر نشو ونما کرنے کے قابل ہو ❊

تمہیں دن کے دس یا بارہ گھنٹے تک محنت کرنی پڑتی ہے ایسی حالت میں اپنی تعلیم کے لئے تم کو کب فرصت مل سکتی ہے ؟ تمہاری بڑی تعداد مشکل سے اس قدر کما سکتی ہے کہ اپنا اور اپنے کنبوں کا گزارہ چلائے۔ پھر تعلیم کے وسائل کیونکر تمہیں مل سکتے ہیں ؟ تمہارے کام میں اکثر اوقات ناغے پڑتے ہیں۔ اُس کی میعاد بھی بے ٹھکانے ہے اور اس سبب سے کبھی تم کو سخت محنت کرنی پڑتی ہے کبھی خالی بیٹھنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں انتظام۔ قاعدہ۔ اور سعی کی عادتیں تم کیونکر ڈال سکتے ہو ؟ تمہاری کمائی اس قدر نہیں ہے کہ جس سے تم کوئی ایسی رقم پس انداز کرو جو کسی روز تمہارے بچوں کے کام آئے یا تمہارے بڑھاپے کا سہارا ہو۔ پس کفایت شعاری کی عادات کس طرح تمہیں حاصل ہوں ؟ مفلسی تم میں سے بہتوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کی والدہ کی (میں نہیں کہونگا کہ تربیت سے۔ کیونکہ ایک مزدور کی غریب بی بی سے کیا تعلیمی فیض اس کے بچوں کو پہنچ سکتا ہے) خبرداری اور آغوش محبت سے جُدا کر کے کارخانوں کی ناموافق اور ضرر رسان محنت میں لگائیں۔ تاکہ وہ چند پیسے کما سکیں۔ جن بچوں کی یہ حالت ہو۔ خاندانی محبت کا کیا فیض رسان اثر اُن کے نشو ونما پر ہوگا ؟

شہر دار کا کوئی حق تمہیں حاصل نہیں ہے۔ جو قوانین تمہارے افعال کی رہنمائی اور تمہاری زندگی پر حادی ہونے کے لئے بنائے

جلاتے ہیں۔ اُن میں انتخاب یا ووٹ کے ذریعہ سے تمہاری شرکت نہیں ہے۔ ایسی حالت میں تم کس طرح شہرداری کے خیال کو دل میں جگہ دے سکتے ہو؟ کس طرح سلطنت کے بہبود کے لئے سرگرمی دکھلا سکتے ہو؟ اور کیونکر اُس کے قوانین کو خالص محبت کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہو؟

تمہارے افلاس کے باعث ابسا اوقات یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ مثل دوسری جماعت کے تم بھی انصاف حاصل کرو۔ پس تم انصاف کو محبت اور عزت کرنا کیونکر سیکھ سکتے ہو؟ سوسائٹی کو تمہارے ساتھ ذرہ بھی ہمدردی نہیں۔ پس تم سوسائٹی کے ساتھ ہمدردی کرنا کس طرح سیکھو گے؟

نظر براں یہ ضروری امر ہے کہ تمہاری ظاہری حالت میں اصلاح ہو تاکہ اخلاقی طور پر تم ترقی کر سکو۔ یہ ضروری ہے کہ تمہیں کم محنت کرنی پڑے۔ تاکہ تم ہر روز چند گھنٹے اپنی روح کی بھلائی کے لئے خرچ کر سکو۔ اس کی بھی ضرورت ہے کہ تمہاری محنت کا معاوضہ اس قدر ہو کہ تم ایک کافی مقدار پس انداز کر کے آیندہ کے فکر و تردّد سے نجات حاصل کرو۔ اور سب سے بڑھ کے یہ بات ضروری ہے کہ تم اپنے دلوں کو تمام خیالات مدافعت۔ انتقام اور بے انصافی سے پاک کرو۔ حتیٰ کہ اُن لوگوں کی نسبت بھی جو تمہارے ساتھ بے انصافی سے پیش آئے ہیں۔ کبھی اس قسم کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ پس تمہیں لازم ہے۔ کہ اپنی حالت میں ان اصلاحوں کے پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور تم انہیں حاصل کرو گے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تم ان کے ذریعے سمجھ کر تلاش کرو نہ ایک مقصد ٹھہرا کر۔ ان کی تلاش فرض جان کر کرو۔ نہ محض ایک حق سمجھ کر۔ ان کو اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ تم زیادہ آسودہ حال ہو جاؤ۔ بلکہ اس نیت سے کہ تم زیادہ نیک بن جاؤ۔

اگر ایسا نہ ہو گا۔ تو تم میں اور اُن لوگوں میں کیا فرق رہیگا جن کے ہاتھ

سے تمہیں ایذا پہنچی ہے؟ اُنھوں نے تمہیں اسی لئے تو ستایا تھا کہ وہ خالی مسرت۔ فارغ البالی اور اختیارات کے خواہشمند تھے ؛

تم اپنی حالت سدھارو۔ یہی تمہاری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے صرف اپنے آپ کو سدھارنے اور زیادہ تر نیک بننے سے تم اپنی حالت کو ہمیشہ کے واسطے کم ناخوش کر سکتے ہو۔ جب تک تم محض دنیاوی فایدوں یا کسی خاص سوشیل اتفاق کے واسطے آگے بڑھنے کی کوشش کروگے۔ خود تم میں سے ہزاروں چھوٹے چھوٹے ظالم پیدا ہوتے رہینگے۔ سوشیل انتظام میں کوئی تبدیلی ہونے سے ذرا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک تمہارے موجودہ جذبات اور خودغرضی تمہارے ساتھ ہیں۔ سوشیل انتظامات مثل اُن خاص پودوں کے ہیں جو طریق استعمال کے مطابق زہر اور دوا دونوں ہو سکتے ہیں۔ نیک آدمی بُری صورت میں نیکی اور بُرے آدمی اچھی صورت میں بھی برائی کر سکتے ہیں ؛

اس میں شک نہیں کہ ان جماعتوں کو سدھارنا بھی ضروری امر ہے جو اس وقت تمہیں ستا رہی ہیں۔ مگر تم ایسا کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ پہلے اپنی اصلاح نہ کر لو ؛

پس جب کبھی تم ان لوگوں کو جو کسی سوشیل تبدیلی کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہوئے سنو کہ صرف تمہارے حقوق طلب کرنے سے یہ مدعا حاصل ہو سکتا ہے تو تمہیں چاہئے کہ ان نیک ارادوں کے لئے اُن کے شکرگذار ہو۔ مگر کبھی اعتبار نہ کرو کہ وہ کامیاب ہونگے۔ متمول اشخاص غربا کی تکالیف سے بخوبی طور پر واقف ہیں۔ لیکن وہ اُنہیں محسوس نہیں کرتے۔ اس عام بے اعتنائی سے جو ایک ایمان کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے اور اس خودغرضی کے باعث جو سالہا سال تک دنیاوی مسرتوں کا دعظ ہونے سے ناگریز طور پر پیدا ہو گئی ہے۔ وہ لوگ جو خود مصائب کے شکار

نہیں ہیں آہستہ آہستہ اس امر کے عادی ہو گئے ہیں کہ دوسروں کی تکلیف دہ
کوسوشیل انتظام کا قابل افسوس نتیجہ سمجھتے ہیں۔ یا اس کا علاج آنے والی
نسلوں پر چھوڑتے ہیں۔ ان کو قایل کرنا ایسا مشکل امر نہیں ہے۔ جیسا کہ
حالت سکون سے اُنہیں حرکت میں لانا اور جب ایک دفعہ قائل ہو گئے تو
اُنہیں ترغیب دینا کہ عمل کریں اور باہمی اتفاق اور یگانگت کا راستہ
قایم کر کے ایک ایسے سوشیل انتظام کی بنیاد ڈالیں۔ جس سے جہاں تک کہ
انسانی امکان کے اندر ہے ایک طرف تمہاری تکلیفیں دور ہوں دوسری
طرف اُن کے اپنے خدشے جاتے رہیں ؛

یہ کام تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب انسان کے اندر ایمان موجود ہو
جبکہ وہ اُس خدمت میں جو خدا نے اپنی انسانی مخلوق کو یہاں زمین پر
سپرد کی ہے۔ اُس ذمہ واری میں جو اُن تمام لوگوں کو بھاری معلوم ہوتی
ہے۔ جو اس خدمت کی انجام وہی میں قاصر رہتے ہیں۔ اور صداقت
کے لیے بہم کوشش اور قربانی کرنے کے فرض میں جو تمام پر واجب کیا
گیا ہے ایمان رکھتا ہو ؛

حقوق اور دنیاوی مسرت کا ہر ایک اصول جو قیاس میں آنے کے
قابل ہے صرف یہ کر سکتا ہے کہ تمہیں ایسی کوششیں کرنے پر آمادہ کرے
جو اُس وقت تک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک کہ تم ایک دوسرے
سے علیحدہ اور محض اپنی ہی طاقت پر بھروسہ کرنے والے ہو۔ اور جن
کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ جماعتوں میں خانہ جنگی برپا ہو۔
جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہے ؛

محنت کش بھائیو! جب مسیح نے آ کر دنیا کی صورت کو تبدیل کیا
تو اس نے دولت مندوں یا غربا کے سامنے حقوق کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ
دولتمندوں کو اُن کے حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور غریب دولتمندوں

کی تقلید کر کے بلاشُبہ ان کو بُری طرح استعمال کرتے اُس نے ایسی قوم کے سامنے سود مندی اور فائدے کا ذکر نہیں کیا جس کو انہی چیزوں نے خراب کر دیا تھا۔ بلکہ اُس نے **فرض۔ محبّت۔ قربانی** اور **ایمان** کی تعلیم اُنہیں دی۔ اور بتلایا کہ سب میں پہلا درجہ اُن لوگوں کا ہوگا۔ جن کی محنت سے تمام کو فایدہ پُہنچا ہے ؞

مسیح کے ان الفاظ نے جو ایک ایسی سوسائٹی کے کانوں میں ڈالے گئے تھے جس سے سچّی زندگی بالکل نکل چکی تھی۔ اس سوسائٹی کو پھر زندہ کر دیا۔ لاکھوں دلوں کو اپنی طرف پھیرلیا۔ دُنیا پر فتحیاب ہوئے۔ اور نسلِ انسانی کی تعلیم ترقی کی میزان میں ایک درجہ اور بڑھ گئی ؞

اے محنت کرنے والو! ہم بھی ایک ایسے زمانہ میں رہتے ہیں جو مسیح کے زمانہ سے ملتا ہے۔ ہم ایک ایسی سوسائٹی میں رہتے ہیں۔ جو سلطنت روما کی سوسائٹی کے برابر خراب ہے اور اس امر کی ضرورت اپنے دل میں محسوس کر رہے ہیں۔ کہ نئی زندگی دے کر اُسکی صورت تبدیل کی جائے۔ اور اُس کے تمام مختلف ارکان کو ایک ہی ایمان پر۔ ایک ہی قانون کی تحت میں اور صرف اس ایک ہی **مقصد** کے واسطے متفق اور جمع کیا جائے کہ اُن تمام قواء کو جو تخم کی صورت میں خدا نے اپنی مخلوق کو عطا کی ہیں آزادانہ اور بتدریج نشو و نما دے سکیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی بادشاہت جیسی آسمان پر ہے ویسی ہی زمین پر ہو۔ یا یوں سمجھو کہ زمین آسمانی زندگی کے لئے تیار ہونے کی جگہ بنجائے اور یہ سوسائٹی معرفت آلہی تک پُہنچنے کی ایک کوشش ہو ؞

لیکن مسیح کا ہر ایک فعل اُس ایمان کی نمایاں شبیہ تھی۔ جس کی اُس نے تلقین کی۔ اور اس کے ارد گرد وہ حواریں تھے جن کے افعال اُس ایمان کی شہادت دیتے تھے۔ جو اُنہوں نے قبول کیا تھا۔ تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ ؞

اور تم فتحیاب ہو گے - جو جماعتیں تم سے اوپر ان کو فرض کی تلقین کرو - اور خود بھی اپنے فرائض کو بجا لاؤ - نیکی - قربانی اور محبت کی تلقین کرو - اور خود بھی نیک اور محبت کرنے والے ہو - اور ذاتی ایثار کے لئے تیار ہو - اپنے خیالات بے باکانہ طور پر بیان کرو - اور اپنی ضرورتیں دلیرانہ طور پر بتلاؤ - خفگی یا جوش مدافعت یا دھمکی سے ہرگز کام نہ لو - اگر ایسے لوگ بھی ہوں - جن کو دھمکی دینا ضروری سمجھا جائے تو تقریر میں طیش ظاہر کرنے کی بجائے تمہارا استقلال ان کے لئے سب سے بڑی دھمکی ہوگا ؀

جب تم اپنے بھائیوں میں ایک اچھی آنے والی حالت کا خیال پھیلاتے ہو جس سے اُن کو تعلیم - کام - اور کام کا واجبی معاوضہ ملیگا ان کا ضمیر مطمئن رہیگا - اور انسانی زندگی کا مقصد پورا کرنے میں مدد حاصل کرینگے تو اس کے ساتھ ہی خود بھی تربیت حاصل کرنے اور اپنی حالت کو سدھارنے کی کوشش کرو - اور اس درجہ تک تعلیم حاصل کرو - جو تمہیں اپنے فرائض کے پورے علم اور عمل کے لئے ضروری ہے ؀

یہ ایسی محنت ہے - جو اس وقت انگلستان کے بہت سے حصوں میں عوام الناس کے لئے ناممکن ہو گئی ہے - تنہا کوئی تجویز عام تعلیم کی نہیں نکالی جا سکتی - لوگوں کی پولیٹیکل اور مادی دونوں حالتوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے اور جن کا یہ خیال ہے کہ مجرد تعلیم کی صورت بدل سکتی ہے وہ دھوکے میں ہیں ؀

اگر تم میں سے چند لوگوں کے دلوں میں بھی سچے اصولوں نے جن پر ایک قوم کی اخلاقی - سوشیل اور پولیٹیکل تعلیم کا مدار ہے - ایک دفعہ جگہ حاصل کر لی تو وہ ان کو لاکھوں آدمیوں میں پھیلانے کے لئے کافی ہونگے

ان کے راستے میں ایک بدرقہ کا کام دینگے اور اُن دھوکوں اور غلط مسائل سے انہیں بچائینگے۔ جن کے ذریعہ سے اُن کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جائیگی: ۰

دوسرا باب
خدا

تمہارے فرائض کا سرچشمہ ذات الٰہی ہے۔ اور اپنے فرائض کی تعریف تمہیں اس کے قانون میں ملیگی۔ اور اس قانون کو بتدریج دریافت کرنا اور اُس پر عامل ہونا نوع انسان کا خاص کام ہے۔ خدا موجود ہے۔ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس کی ہستی تمہارے روبرو ثابت کروں۔ اور نہ میں ایسا کرنے کی کوشش ہی کرونگا کیونکہ میرے نزدیک اس بات کی کوشش کرنا ویسا ہی کفر میں داخل ہے جیساکہ اُس کے وجود سے انکار کرنا دیوانگی معلوم ہوتا ہے :۰

خدا کے وجود کا ثبوت یہی ہے کہ ہمارا وجود ہے۔ خدا ہمارے ضمیر میں اور کل نوع انسان کے ضمیر میں متمکن ہمارا ضمیر غم یا خوشی کے نہایت ہی سنجیدہ اوقات میں اُس کو یاد کرتا ہے۔ انسان اُس کی صورت بدل دی۔ اُس کو بدہیئت بنا دیا مگر اُس کے پاک نام کو وہ نہ دبا سکا۔ تمام کائنات اپنے انتظام۔ اپنی ہم آہنگی۔ اپنی دانشمندانہ حرکات اور اپنے قوانین سے اُس کی شہادت دے رہی

میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگوں میں کوئی شخص خدا کا منکر نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ہے۔ تو وہ ملامت کے لایق نہیں۔ بلکہ رحم کے قابل ہے۔ جو شخص ایک تاروں بھری رات میں جبکہ وہ اُن لوگوں کی قبر کے پاس کھڑا ہے جو اُسے نہایت ہی عزیز تھے۔ یا شہید لوگوں کے ہوتے خدا کے وجود سے انکار کر سکتا ہے وہ یا تو بڑا ہی بدنصیب ہے یا بڑا ہی مجرم۔ یقیناً پہلا دہریہ دنیا میں وہ شخص تھا جس نے کوئی جرم اپنے ابنائے جنس سے چھپایا تھا۔ اور خدا سے انکار کرکے اس ایک گواہ سے جس سے کسی امر کا مخفی رہنا ناممکن ہے مخلصی حاصل کرنی اور اس طرح اس پشیمانی اور ندامت کو روکنا چاہتا تھا۔ جس سے اسکو اذیت پہنچ رہی تھی۔ یا شاید سب سے پہلا دہریہ وہ ظالم تھا۔ جس نے اپنے بھائیوں کی آزادی چھین کر اُن کو نیم جان کر دیا۔ اور فرض اور ازلی استحقاق کی جگہ وحشیانہ جبر کی اطاعت قایم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً یہاں وہاں ایسے آدمی بھی ظاہر ہوتے رہے جنہوں نے فلسفہ کے خبط میں پڑ کر دہریہ پن کی تعلیم دی۔ مگر وہ چند آدمی تھے اور اپنی حرکت سے شرمندہ تھے۔ ان کے بعد اس زمانہ میں جو ہمارے زمانے سے بہت دور نہیں تھا۔ بہت ایسے لوگ ہوئے جنہوں نے کسی لغو اور بیہودہ خیال سے جو ذات باری کی نسبت کسی ظلم یا ذات نے پیدا کیا نام سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام مروجہ مذاہب میں خرابی دیکھتے ہیں۔ اور آئندہ کے مذہب کی نسبت خالص اور بے عیب ہونے کا وہ لوگ ادراک نہیں کر سکتے مگر تو بھی اُن میں سے کسی کو اتنی جرات نہیں پڑتی ہے کہ اپنے آپ کو دہریہ کہہ سکیں۔ بلا شبہ ایسے خادمان دین موجود ہیں جو اپنے کسی دنیاوی فائدے کے لالچ سے خدا کے نام کو بُرے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور ایسے

ظالم بھی ہیں جو اپنے ظلم کی تائید میں اُس کا نام لے کر اسے جھٹلاتے ہیں۔ لیکن کیا اس باعث کہ بہت دفعہ غلیظ بخارات آفتاب کے سامنے آکر اس کی روشنی کو دھندلا کر دیتے ہیں۔ ہمیں لازم ہے کہ خود آفتاب عالمتاب کے وجود اور اس کی شعاعوں کے جان بخش اثر سے انکار کر دیں؟ کیا اس باعث کہ شریر لوگ آزادی حاصل کر کے بعض اوقات بانی شر و فساد ہوتے ہیں ہمیں لازم ہے کہ آزادی کے نام پر ہی لعنت بھیجیں؟

ذات باری کے ایمان کی غیر فانی روشنی اُس تمام فریب اور بدکاری کو جس کے ساتھ آدمیوں نے اُس کا نام تاریک کر دیا ہے چھید کر نکلتی ہے۔ فریب اور بدکاری ہوا ہو جاتی ہے۔ ظالم بھی ہوا ہو جاتے ہیں لیکن خدا باقی رہتا ہے۔ ویسے ہی قوم جو زمین پر خدا کی شکل ہے باقی رہتی ہے۔ ہاں جس طرح قوموں کو درجہ بدرجہ ذاتی وقوف طاقت اور آزادی حاصل کرنے کے لئے غلامی مفلسی اور مصیبت سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح خدا کا پاک نام آلودہ ملتوں کے کھنڈرات سے اونچا اُٹھ کر عالم کو منور کرتا اور پہلے کی بنسبت زیادہ خلوص۔ زیادہ سرگرمی اور زیادہ شائستہ طریق سے اس کی پرستش ہونے لگتی ہے

پس میں جو تم سے خدا کی نسبت کہتا ہوں وہ اس لئے نہیں ہے کہ میں تم پر اُس کی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہوں یا یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اُس کی پرستش کرنا تم پر واجب ہے جب کبھی تم خود اپنی زندگی اور اپنے اُن ابنائے جنس کی نسبت جن سے تم گھرے ہوئے ہو عمق دل سے محسوس کرتے ہو۔ تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔ بلکہ میں تمہیں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اس کی عبادت کس طرح کرنی چاہئے اور نیز تمہیں ایک ایسی غلطی سے متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو اُن جماعتوں میں بڑے زور سے

پھیلی ہوئی ہے جو تم پر حکمران ہیں اور اُن کی نیلز سے تم میں سے بہتوں
پر جس کا اثر ہوتا ہے۔ جو دہریہ پن سے بھی زیادہ سنگین اور مہلک ہے
وہ غلطی یہ ہے کہ خدا کو کم و بیش ظاہرا طور پر اُس کے کام سے ایسی
زمین سے جس پر ایک حصہ زندگی کا پورا کرنے کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے
جدا کر دیا جاتا ہے ÷

ایک طرف ایسے لوگ ہیں جو تمہیں کہتے ہیں:۔ یہ سچ ہے کہ خدا ہے
لیکن تم سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتے۔ کہ اس کے وجود کا اقرار کرو۔
اور اس کی پرستش کرو خدا اور تمہارے ضمیر کے درمیان کیا رشتہ ہے
اس کو کوئی سمجھ نہیں سکتا نہ بیان کر سکتا ہے۔ اس بارہ میں جس قدر
چاہو خوض کرو۔ مگر اپنے عقیدہ کو اپنے ابنائے جنس میں نہ پھیلاؤ۔
نہ اس دنیا کے معاملات میں اُس سے کام لینے کی کوشش کرو ؟

ملکی معاملات ایک چیز ہیں۔ اور مذہب دوسری چیز دونوں کو آپس
میں نہ ملاؤ۔ عالم اُخرے کے معاملات کو دینی عاملوں پر چھوڑ دو۔ کیسے
ہی وہ کیوں نہ ہوں۔ تم اپنا صرف یہ حق قائم رکھو کہ اگر وہ لوگ تمہیں
اپنے مشن سے گمراہ ہوتے دکھائی دیں تو تم کو ان میں اعتقاد رکھنے کا
اختیار حاصل ہے اگر ہر ایک آدمی کا جدا اعتقاد نہ رکھنے کا اختیار حاصل
ہے اگر ہر ایک آدمی کا جدا اعتقاد ہو تب کیا حرج ہے ؟ تمہیں دوسروں
کے ساتھ ملکر جن معاملات پر دھیان دینا چاہئے۔ وہ اس دنیا کے معاملات
ہیں۔ خواہ تم میٹیریلسٹ ہو۔ خواہ سپر چوآلسٹ۔ تم کوئی بھی ہو۔
کیا تم نوع انسان کی آزادی اور مساوات میں یقین کرتے ہو؟ کیا تم
کثیر التعداد کی بہتری چاہتے ہو؟ کیا تم عام رائے کے مسئلہ کو مانتے ہو؟
پس ان باتوں کے حاصل کرنے کے لئے ایک دل ہو جاؤ۔ اور ان کے
حصول کیواسطے تمہارے لئے یہ ضرور نہ ہوگا کہ دینی امور میں بھی تم دوسرے

ہمخیال ہو"۔

دوسری طرف ایسے آدمی ملینگے جو تمہیں کہیں گے:۔ "خدا موجود ہے مگر وہ ایسا عظیم ہے اور جملہ کائنات سے ایسا برتر کہ تم کسی انسانی کام کے ذریعہ سے اس تک پہنچنے کی امید نہیں کر سکتے ہو۔ زمین مٹی کی ہے اور زندگی صرف چندروزہ۔ جہاں تک ہو سکے دنیا سے اپنے تعلقات کم کرو۔ اور زندگی کی اس سے زیادہ قدر نہ کرو جس کے وہ لایق ہے۔ تمہاری روح کی غیرفانی زندگی کے مقابلہ میں تمام دنیاوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ اس بات پر سوچو اور اپنی توجہ روحانی چیزوں کی طرف پھراؤ۔ کچھ مضایقہ نہیں یہاں دنیا پر تم کس طرح سے بسر کرتے ہو۔ مرنا برحق ہے اور خدا تمہارا انصاف کرتے وقت اُن خیالات کو نہیں دیکھیگا جو تم نے دنیا کے معاملات کی نسبت رکھے ہیں بلکہ اس امر کا لحاظ کریگا کہ اُس کے ساتھ تمہارا تعلق کیا رہا۔ کیا تم ناخوش ہو؟ خدا کا شکر بجا لاؤ کہ تم پر رنج و مصائب کو بھیجا ہے۔ یہ چندروزہ زندگی صرف آزمائیش کا ایک زمانہ ہے۔ اور زمین کیا ہے؟ جلاوطنی کی جگہ ہے۔ پس اس سے نفرت کرو اور اپنے آپ کو اس سے بالاتر لے جاؤ۔ رنج۔ افلاس اور غلامی میں بھی تم خدا کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ اور اس کی عبادت اور مناجات اور ایک ایسے آنے والے زمانہ میں ایمان رکھنے کے ذریعہ جب کہ تمہیں اس بات کا کہ تم نے ہر ایک دنیاوی چیز سے نفرت کی بہت بڑا اجر ملنے والا ہے اپنے آپ کو گناہوں سے چھڑا سکتے ہو"۔

جو لوگ تم سے اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں اُن میں سے پہلے خدا کی محبت نہیں کرتے اور دوسرے اُس کو جانتے نہیں ہیں۔

مقدم الذکر سے کہو کہ انسان ایک ہے تم اس کو دو حصوں میں

تقسیم نہیں کر سکتے ہو۔ تاکہ ایسی تجویز نکالو۔ کہ وہ ان اصولوں میں تو تمہارے ساتھ اتفاق کرے جو بنائے سوسائٹی کو ترتیب دیتے ہیں۔ مگر اپنی بنا اور مقدّرا اور اس کی زندگی کے قانون کی نسبت تم سے اختلاف رکھے۔ دنیا میں مذاہب کی حکومت ہے۔ اگر ہندوستانیوں کا فی الواقع یہ اعتقاد تھا۔ کہ اُن میں سے بعضے اُن کے خدا یعنے برہما کے سر سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور دوسرے اس کے بازو اور پاؤں سے۔ تو انہوں نے اپنی سوسائٹی کو اس طرح ترتیب دیا کہ نوع انسان کو ذاتوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک ذات کو دماغی محنت میراث میں ملی۔ فوجی خدمت دوسری کا حصّہ قرار پائی۔ باقی غلامانہ خدمت کے لئے نامزد ہوئے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو ایک ایسی حالت سکون میں لے جا ڈالا جو ابھی تک قایم ہے اور اُس وقت تک برابر قایم رہیگی۔ جب تک اس مذہبی اصول میں اعتقاد قایم رہیگا۔

جب مسیحی لوگوں نے دنیا پر یہ ظاہر کیا کہ تمام انسان خدا کے بیٹے اور اُس کے نام سے آپس میں بھائی ہیں۔ تو پہلے زمانہ کے واضعان قانون اور حکماء کے وہ تمام مسائل جو آدمیوں کی دو نسلیں قایم کرتے تھے۔ غلامی کی موقوفی اور اُس بھاری تبدیلی کو جو اس کے باعث نظام سوسائٹی میں واقع ہوئی روکنے کے لئے بالکل بے سود تھے۔

ہم تاریخ میں یہ بات دکھلا سکتے ہیں کہ جو ترقی انسان نے اپنے مذہبی عقایدمیں کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ویسی ہی ترقی اسکی تمدنی حالت میں ہوئی ہے۔ لیکن تم اپنی اس تعلیم کا مذہبی معاملات میں انسان کو بے پرواہ رہنا چاہئے بجز فساد اور بربادی کے اور کوئی نتیجہ نہیں دکھلا سکتے۔ تم لوگ مسمار کرنے والے ہو۔ تعمیر کبھی نہیں کرتے۔ اور اگر تم سے بن پڑتا ہے تو اس کی تردید کرو۔

تم نے مذہب پروٹسٹنٹ کے ایک اصول میں مبالغہ کر کے جبر
اصول کو ترک کرنے کی ضرورت اب خود ہی مذہب محسوس کر رہا ہے
اپنے تمام خیالات کی بنیاد خالی شخصی آزادی کے اصول کو ٹھہرا کر کیا
حاصل کیا؟

تجارت میں تم نے بدعملی حاصل کی۔ یعنے کمزوروں پر ظلم ہونے
لگا۔ مُلکی معاملات میں تم نے آزادی حاصل کی۔ یعنے اُس کمزور گروہ کو
تمسخر کرنے لگے جس کو اپنے حقوق کے استعمال کے لئے نہ فرصت ہی
تھی نہ وسائل حاصل تھے۔ اور نہ وہ کافی تعلیم سے بہرہ رکھتا ہے اخلاق
میں تم نے خودغرضی حاصل کی۔ یعنے کمزوروں کو جو آپ اپنے آپ کو
نہیں اُٹھا سکتے برباد ہونے کے لئے بےکس اور بےمدد چھوڑ دیا۔

لیکن ہم ایسوسی ایشن یعنے اتفاق چاہتے ہیں۔ اور یہ کیونکر
محفوظ طور پر عمل میں حاصل ہو سکتا ہے جب تک سب بجائے ایک حادی
اصول میں یقین نہ رکھتے ہوں۔ ایک ایمان نے سبھوں کو متفق نہ کیا
ہو۔ اور ایک ہی نام کی شہادت تمام نہ دیں۔

ہم تعلیم چاہتے ہیں۔ مگر ہم نہ تعلیم دے سکتے ہیں نہ حاصل
کر سکتے ہیں جبتک کسی ایسے اصول کے زور سے کام نہ لیں جو زمین پر
نوع انسان کی زندگی کے مبدا اور مقصد اور قانون کا خلاصہ نہ ہو
اور اس کی نسبت ہمارا ایک ہی اعتقاد ظاہر نہ کرے۔

ہم ایک عام تعلیم کے خواہاں ہیں۔ لیکن ایک ہی ایمان
اور ایک ہی فرض میں یقین کرنے کے بغیر ہم نہ یہ دے سکتے ہیں اور
نہ خود حاصل کر سکتے ہیں۔

اور ہم یہ کہاں سے استنباط کر سکتے ہیں کہ ہم سب پر ایک ہی
فرض واجب ہے اگر اس خیال سے نہیں جو ہم نے خدا اور اس امر کے

نسبت قایم کیا ہے کہ اُس کے ساتھ ہمارا کیا رشتہ ہے؟

اس میں شک نہیں کہ مُلکی معاملات میں عوام الناس کی رائے لینا ایک عمدہ بات ہے۔ صرف یہی ایک جائز ذریعہ ہے جس سے کوئی قوم آپ اپنے اوپر حکومت کر سکتی ہے اور مسلسل سخت نازک حالتوں میں پڑنے کی جوکھم سے چھوٹ سکتی ہے۔ ایسے مُلک میں جس پر ایک ایمان حکمران ہے عام رائے قوم کی مرضی کا اظہار ہوتی ہے۔ لیکن جو مُلک ایک ایمان کی برکت سے محروم ہے۔ وہاں پر عام رائے محض اُن لوگوں کے فوائد کو ظاہر کرتی ہے جو شمار میں زیادہ ہیں۔ باقی تمام جبر و تشدد کا شکار ہوتے ہیں +

جس قدر پولیٹیکل اصلاحیں ایسے مُلکوں میں حاصل کی گئی تھیں جو یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے تھے یا مذہب کی طرف سے بے پروا تھے وہ صرف اُس وقت تک قایم رہی ہیں جب تک کہ اُن کو عمل میں لانے والوں کے فائدہ نے اُن کے قائم رکھنے کی اجازت دی۔ اُس سے زیادہ دیر نہیں۔ گذشتہ پچاس سال کے اندر یورپ میں جس قدر پولیٹیکل تحریکیں ہوئی ہیں اُن سے ہم کو کافی سبق اس باب میں مل چکے ہیں +

جو لوگ تم سے آسمان کا ذکر کرتے اور زمین سے اُس کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اُن کے جواب میں تم یہ کہو کہ جس طرح راستہ اور منزل مقصود ایک ہیں اسی طرح آسمان اور زمین بھی ایک ہی ہیں ہم سے یہ نہ کہو کہ زمین مٹی کی ہے۔ زمین خدا کی ہے یہ ایک وسیلہ بنائی گئی ہے جس کے ذریعہ سے ہم خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہیں کوئی ایسا مقام نہیں ہے جہاں لالچ یا توبہ کے لئے ہم چند روزہ اقامت رکھتے ہیں بلکہ یہ ایک مقررہ گھر ہے جس میں ہم اس امر کے پابند

کئے گئے ہیں کہ خود اپنی ترقی اور نشو و نما کے لئے کوشش کریں اور اپنی ہستی کی ایک اعلےٰ منزل کی طرف بڑھیں - خدا نے ہم کو خیالات میں پڑے رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ کام کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اس نے ہم کو اپنی شکل پر بنایا ہے - اور وہ خیال اور فعل دونوں ہے یا یوں کہنا بجا ہوگا کہ اُس کا کوئی خیال نہیں ہے جو ساتھ ہی فعل نہ ہو ؛

تم ہم سے کہتے ہو کہ ہم تمام دنیاوی چیزوں سے نفرت کریں اور صرف آسمانی زندگی سے علاقہ رکھنے کے لئے اپنی عارضی زندگی کو پیروں کے نیچے روند ڈالیں - مگر کیا ہماری دنیاوی زندگی آسمانی زندگی کا شروع نہیں ہے اور کیا ہم اس کے ذریعہ سے ایک قدم اُس کی طرف نہیں بڑھتے ؟ کیا تم نہیں سمجھتے کہ جب تم اُس زینہ کے اخیر پایہ کو جس پر ہم لوگوں نے چڑھنا ہے پاک ٹھہراتے ہو - اور اُسی کے پہلے پایہ کو بُرا کہتے ہو تو تم ہمارے راستہ کو بند کرتے ہو ؟

ایک سورح کی زندگی اپنی ہستی کی ہر ایک منزل میں مقدس ہے وہ اس منزل میں بھی یعنے جب کہ زمین پر ہے ویسی ہی مقدس ہے جیسی کہ اُن منزلوں میں ہوگی جو بعد میں آنے والی ہیں - ہر ایک منزل کو ایسا سمجھنا چاہئے گویا کہ ہم اُس میں دوسری منزل کے لئے تیار ہو رہے ہیں - اور لازم ہے کہ ہماری ہر ایک عارضی پیش قدمی اس غیر فانی زندگی کی جو خدا نے ہم کو بخشی ہے بتدریج بڑھنے والی ترقی میں اور نیز اُس بڑی ہستی یعنے نوع انسان کی ترقی میں جو اُس کے ہر ایک فرد کی محنت کے ذریعہ سے نشو و نما پاتی ہے ممد اور معاون ہو ؛

خدا نے تم کو اس زمین پر رکھا ہے اور تم اپنے کروڑوں ابنائے جنس سے گھرے ہوئے ہو جن کے دل تمہارے دلوں سے قوت پاتے

ہیں۔جن کی نشو و نما تمہاری نشو و نما کے ساتھ ہے جن کی زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ بار آور ہوتی ہے۔علیحدگی کے خطرات سے بچانے کے لئے خدا نے تم کو ایسی خواہشیں دی ہیں۔جن کو تم تنہا اپنی قوت سے پورا نہیں کر سکتے اور تمہارے اندر ایسی پُرزور تحریکیں اپنے ابنائے جنس کے ساتھ مل کر رہنے کی پیدا کی ہیں جن کے باعث تم حیوانات مطلق سے ممتاز ہو جن میں کہ وہ تحریکیں بند پڑی ہوئی ہیں اُس نے تمہارے ارد گرد ایسی مادّی دنیا کا ظہور کیا ہے جو کمال خوبصورت اور زندگی سے مالا مال ہے۔ایسی زندگی سے جو ہر چند مرضی آلہی کا اظہار ہے تاہم ہر جگہ تمہاری محنت چاہتی ہے اور تمہارے توسط سے اپنی شکلیں بدلتی رہتی ہے۔اور جس قدر زیادہ تم مستعد اور چالاک ہوتے جاتے ہو اُسی تناسب سے اُس کی قوت اور لطافت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔

خدا نے تم میں کئی قسم کی ہمدردی کی خاصیت رکھی ہے جو دور نہیں ہو سکتی۔مثلاً ماتم زدوں کی حالت پر افسوس کرنا اور جو خوشی کرتے ہیں اُن کے ساتھ خوش ہونا۔اُن لوگوں پر غصہ ہونا جو اپنے ابنائے جنس پر ظلم کرتے ہیں۔ہمیشہ صداقت کے متلاشی رہنا اُس ذہن کی تعریف کرنا جو صداقت کا کوئی نیا جزو یا نئی شکل دریافت کرے اُن لوگوں کی نسبت سرگرمی دکھلانا جو اسے نوع انسان کے فائدے کے لئے فعل کی صورت میں لائیں اور اُن شخصوں کو واجب الاحترام جاننا جو ہر چند اُس صداقت کے پھیلانے میں کامیاب نہ ہوئے مگر جنہوں نے اپنے خون سے اُس کی نسبت گواہی دی۔اور اپنی جانیں اُس پر قربان کر دیں۔یہ تمام تمہارے مشن کی علامتیں ہیں جن کو خدا نے اِس طرح تمہارے ارد گرد جمع کر دیا ہے۔لیکن تم ان سے انکار کرتے اور

انہیں رد کرتے ہو جب تم اس کے ہاتھ کے کام پر نفرین بھیجتے اور ہم
یہ کہتے ہو کہ ہم اپنی تمام قوتوں کو محض تزکیہ باطن کے کام پر لگائیں جو
تنہا اسی کے لئے کوشش کرنے کی صورت میں ضرور ہے کہ ناکامل رہے
بلکہ ناممکن الحصول ہو۔

کیا خدا ان لوگوں کو سزا نہیں دیتا جو ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا غلام کی حالت گری ہوئی نہیں ہے؟ کیا مزدور غریب کی روح پر کہ جس تک تعلیم کی روشنی نہیں پہنچی۔ جو اپنی حیوانی خواہشوں کے نیچے دبی ہوئی ہے یہ فتوےٰ نہیں ہوچکا کہ اسی کا نصف آلہی روشنی کو مسلسل جسمانی کاموں یعنے ان تاریک جذبات میں صرف کرے جن کو تم مادی نام رکھتے ہو؟ کیا تم ایک غریب روسی غلام میں پولینڈ کے اس باشندہ کی بہ نسبت جو ملک اور آزادی کے لئے لڑ رہا ہے زیادہ بیداری پاتے ہو؟ کیا تم بارھویں صدی کی سلطنت جمہوری لمبارڈی یا چودھویں صدی کی سلطنت جمہوری فلارنس کے باشندوں کی بہ نسبت ایک پوپ یا کسی خود مختاری بادشاہ کی گری ہوئی رعایا میں خدا کی سرگرم محبت زیادہ دیکھتے ہو؟

"جہاں کہیں خدا کی روح ہے وہیں آزادی ہے" یہ دنیا کے ایک نہایت ہی زبردست رسول کا قول ہے اور جس مذہب کی اس نے تعلیم دی اس سے غلامی کی موقوفی کا فتوےٰ ملا۔ جو شخص مخلوق کے پیروں میں لوٹتا ہے وہ کب خالق کو درست طور پر جان سکتا یا اس کی عبادت کر سکتا ہے۔

تمہارا مذہب کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں کا فرقہ ہے جنہوں نے اپنے اصل کو بھلا دیا ہے۔ جنہوں نے ان لڑائیوں کو فراموش کر دیا ہے جو ان کے آبا و اجداد نے خراب سوسائٹی کے برخلاف کی تھیں

اور جنہیں وہ فتوحات بھی یاد نہیں رہیں جو اُن لوگوں نے دنیا کی صورت تبدیل کرنے میں حاصل کی تھیں جن کو تم اسے اہل مراقبہ تقرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو!

پہلا حقیقی اور سچا ایمان جو پُرانے فرسودہ ملتوں کے کھنڈرات پر قایم ہوگا وہ ہمارے موجودہ سوشیل انتظام کی بالکل کایا پلٹ کر دیگا کیونکہ ہر ایک مضبوط اور سچا ایمان انسانی کاروبار کی ہر ایک شاخ سے اپنا تعلق چاہتا ہے۔ کیونکہ دنیا اپنی زندگی کے ہر ایک دور میں ہمیشہ اُس خدا سے جس میں کہ اُس وقت اُس کو یقین تھا موافقت پیدا کرنے کا میلان دکھلاتی رہی ہے کیونکہ نوع انسان کی کل تاریخ دراصل عیسائی دعا کے اِن الفاظ کی تکرار ہے کہ تیری بادشاہت جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو صرف شکل اور درجہ میں زمانہ کے حالات کے موافق تبدیل ہوتی رہے ۔

میرے بھائیو! ان الفاظ کو کہ تیری بادشاہت جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو جو زمانہ گذشتہ کے مقابلہ میں اب زیادہ اچھی طرح سمجھے اور استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ اپنے ایمان کا لہجہ اور اپنی ہر روز کی دعا بنالو۔ انہیں دُھراؤ اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرو کچھ مضایقہ نہیں اگر اور لوگ تمہیں اس امر کی ترغیب دیتے ہیں کہ تم دنیاوی چیزوں کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو اور بے پروا ہو جاؤ۔ اگر وہ تمہیں ہدایت کرتے ہیں کہ تم ہر ایک دنیاوی طاقت کی خواہ وہ کیسی ہی نامنصفانہ کیوں نہ ہو متابعت کرو اور بغیر سمجھے بوجھے اس کی سند دیتے ہیں کہ قیصر کی چیزیں قیصر کے اور خدا کی چیزیں خدا کے حوالہ کرو۔ کوئی چیز قیصر کی نہیں ہے جو خدا کے قانون کے بموجب اُس کی نہ ہو۔ قیصر یعنے دنیاوی طاقت یا گورنمنٹ سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ

قادر مطلق کے منصوبہ کی اپنے امکان کے موافق تعمیل کرنے والی ہے لیکن جبکہ وہ اپنے فرض اور اعتبار کے خلاف جاتی ہے تو اس کو تبدیل کرنا میں نہیں کہتا کہ تمہارا حق ہے بلکہ تمہارا فرض ہے ۔

اگر دنیا میں تمہارے آنے کی یہ غرض نہیں ہے کہ تم اپنے دائرہ میں اور اپنے وسائل کے مطابق خدا کے منصوبہ کو پورا کرو تو اور کیا غرض ہے؟ تمہارا نوع انسان کی وحدت میں جو وحدت الٰہی کا لازمی نتیجہ ہے یقین رکھنے کا اعتراف کس مطلب کے لئے ہے اگر تم اس کی تصدیق کے لئے وہ ناواجب تفرقات اور عداوتیں جو ابھی تک نوع انسان کے مختلف فرقوں میں علیحدگی کا باعث ہیں دور کرنے کی کوشش عمل میں نہیں لاتے ہو؟

انسان کی آزادی میں جو انسانی ذمہ داری کی بنیاد ہے یقین رکھنے سے کیا حاصل ہے اگر تم ان تمام روکوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہو جو مقدم الذکر کی سد راہ ہیں اور موخر الذکر کو برباد کر رہی ہیں؟ ہم یگانگت کا کیوں نام لیتے ہیں جب کہ ہم اپنے کسی بھائی کا پیروں میں روندا جانا یا پست اور ذلیل ہونا گوارا کر سکتے ہیں؟

زمین ہمارا کارخانہ ہے۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اسکو برا کہیں بلکہ واجب ہے کہ اس کو پاک بنا دیں ۔

جو مادی قوتیں ہمارے اردگرد ہیں وہ ہماری محنت کے اوزار ہیں مناسب نہیں ہے کہ ہم انہیں پھینک دیں بلکہ لازم ہے کہ ان سے فائدہ کا کام لیں ۔

لیکن ہم یہ تن تنہا خدا کو چھوڑ کر نہیں کر سکتے ۔

میں نے تم سے فرائض کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اپنے حقوق کا علم تمہیں کمال کی طرف نہیں لے جا سکتا بلکہ یہ تمہاری حالت

مسلسل ترقی پذیر اصلاح پیدا کرنے کے لئے بھی کافی نہیں ہے جس کے کہ تم خواہشمند اور متلاشی ہو ۔

اب خدا سے جُدا ہو کر تم کہاں سے اپنا فرض معلوم کروگے ؟ خدا کو چھوڑ کر تم کسی طریقہ کی طرف جھکو تم یہی معلوم کروگے کہ اسکی بنیاد محض بے شعور - جابرانہ اور وحشیانہ زور پر رکھی گئی ہے - اور اس سے کوئی چارہ نہیں ہے ۔

انسانی کاموں کی نشو و نما یا تو کسی ایسے الٰہی قانون پر منحصر ہے جسکو دریافت کرنا اور استعمال میں لانا ہم سب کا فرض ہے یا اسکو اتفاق اور حالات وقت اور اُس شخص پر چھوڑ دیا گیا ہے جو اُنہیں بہترین طور پر کام میں لانے کا طریق نکال سکتا ہے ۔

بہرکیف ضرور ہے کہ ہم یا خدا کے فرمان بردار رہیں یا آدمی کی خدمت گذاری کریں - وہ آدمی خواہ ایک ہے یا متعدد یہ کوئی بات نہیں ۔

اگر کوئی ایسا ذہن حکمران نہیں ہے جو ہر ایک انسانی ذہن سے اعلےٰ تر ہے تو وہ کون سی چیز ہے جو ہم کو اپنے ابنائے جنس کی حکومت سے جب کبھی وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہو جائیں بچا سکیگی ؟

اگر ایک ایسا پاک اور اٹل قانون نہیں ہے جو انسان نے وضع نہیں کیا تو وہ کونسا قاعدہ ہے جس کی رو سے ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ فلاں فعل منصفانہ ہے یا غیر منصفانہ ؟

ہم کس کے نام سے غیر مساوات اور ظلم کے برخلاف اعتراض کرینگے ؟ خدا کے سوا کوئی دوسرا قاعدہ بجز امر واقعہ تکمیل یافتہ امر واقعہ کے نہیں ہے جس کے سامنے ہمیشہ مادّہ پرست اپنا سر جھکاتا ہے - اس کا نام خواہ بونا پارٹ رکھ لو خواہ اسے زولیوشن* کے نام سے پکارو ۔

* زولیوشن کے معنے انقلاب سلطنت ہیں مگر یہاں اُس بڑے زولیوشن سے مراد ہے جو

ہم کیونکر امید کر سکتے ہیں کہ آدمی ہماری شخصی رائیوں کی خاطر سے نقصانات برداشت کریں یا اپنی جانوں کو قربان کر دینگے ؟

کیا ہم محض ذاتی اغراض کے زور پر قیاس کو عمل میں اور مطلق اصول کو فعل کی صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں ؟

دھوکے میں نہ آؤ۔ جب تک ہم اس کوشش میں رہیں گے کہ لوگوں کو قربانی کی تعلیم بحیثیت افراد یا کسی قیاسی اصول سے جو محض ہمارے شخصی ذہن نے نکالا ہے دیجائے ہمیں صرف ایسے پیرو ملیں گے زبان سے سب کچھ کہیں گے لیکن عمل نہیں کرینگے۔ کروسیڈ* والوں ہی کے اس نعرہ کو "یہ خدا کی مرضی ہے - یہ خدا کی مرضی ہے" جو تمام بڑے اور عمدہ انقلابوں میں برابر گونجتا رہا ہے یہ طاقت حاصل ہے کہ کاہلوں کو چالاک بنا دے بے ہمتوں کو ہمت دے۔ گنتی گننے والوں میں قربان ہونے کا جوش پیدا کرے۔ اور اُن لوگوں کو ایمان کی قوت بخشے جو تمام انسانی خیالات کو بے اعتباری کی نظر سے دیکھتے اور اُنہیں رد کیا کرتے ہیں *

نوعِ انسان پر یہ ثابت کر دو کہ اُن کا بتدریج ترقی کرتے جانا

[illegible] گذشتہ صدی میں فرانس کے اندر رہا تھا اور جس کا نتیجہ یہ تھا کہ شخصی حکومت کا وہاں خاتمہ ہو گیا تھا (مترجم)

* کروسیڈ اُن مذہبی لڑائیوں کا نام ہے جو یورپ کے زمانہ متوسط میں عیسائیوں نے عربوں کے خلاف بیت المقدس کو چھڑانے کے لئے کی تھیں کروسیڈ کے قبل پایا سنز اور کلیر ونٹ میں بڑی پُرجوش کونسلیں ہوئیں جنہیں یروشلم کی آزادی کیلئے گرمجوشی کیساتھ تقریریں کی گئیں کلیر مونٹ کی کونسل میں اس جوش کا یہ عالم تھا کہ تمام حاضرین کے دل اور زبان سے نعرہ "یہ خدا کی مرضی ہے" بلند تھا اور حقیقت میں یہی اصول ان تمام معرکوں کی تہ میں اپنی جھلک دکھا رہا ہے (مترجم)

منشائے ایزدی کا ایک جزو ہے اور پھر کوئی شخص سرتابی نہ کرے گا اُن پر یہ واضح کردو کہ دنیا میں جو فرائض ہمیں پورے کرنے ہیں۔ وہ ہماری غیر فانی زندگی کا ایک لازمی جزو ہیں اور تم دیکھو گے کہ زمانہ حال کی نسبت تمام خیالات زمانہ آئیندہ کے عظم و شان کے روبرو غائب ہو جاتے ہیں ٭

خدا کو چھوڑ کر تم مجبور کر سکتے ہو لیکن ترغیب نہیں دے سکتے تم اپنی نوبت پر ظالم ہو سکتے ہو مگر معلم یا رسول نہیں بن سکتے ٭

تیسرا باب

قانون

تم جیتے ہو۔ اس لئے تمہاری زندگی کا کوئی قانون بھی ہے۔ ایسی کوئی زندگی نہیں ہے جس کا قانون نہ ہو۔ جس چیز کی ہستی ہے اس کی ہستی کا ایک خاص طریقہ اور خاص شرائط ہیں اور ایک خاص قانون کے وہ تابع ہے ٭

معدنیات کی دنیا اجتماع کے ایک قانون کے تابع ہے۔ نباتات کی دنیا ایک قانون نشو و نما کے اور ستارے حرکت کے ایک قانون کے تحت میں ہیں ٭

چونکہ تم کو دنیا میں تمام دوسری مخلوقات پر شرف حاصل ہے اس لئے تمہاری زندگی ان کی بہ نسبت ایک اعلےٰ اور افضل قانون کے تابع ہے او

اور اپنی ترقی کرنا اور اپنے افعال اور زندگی کو اپنے قانون کے مطابق رکھنا تمہارا فرض ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہی ایک تمہارا فرض ہے ❊

خدا نے تم کو زندگی بخشی ہے ۔ تو اس کے ساتھ ہی تم کو قانون بھی دیا ہے نوع انسان کے لئے قانون وضع کرنے والا صرف ایک خدا ہے اور اسی کا قانون ایک ایسا قانون ہے جس کی متابعت تم پر لازم ہے انسان کے بنائے ہوئے قوانین وہیں تک اچھے اور جائز ہیں جہاں تک وہ خدا کے قانون سے ملتے ۔ اس کی تشریح کرتے اور اس کو عمل میں لاتے ہیں لیکن جس وقت وہ اس کا مقابلہ کرتے یا اس کے برخلاف چلتے ہیں وہ خراب ہیں اور اس وقت ان کو نہ ماننا اور انہیں منسوخ کرانا صرف تمہارا حق نہیں بلکہ تمہارا فرض ہے ❊

وہی تمہارا جائز حکمران ہے جو خدا کے قانون کو اچھی طرح سے بیان کر سکتا اور انسانی کاروبار میں بوجہ احسن اس کا عمل کرا سکتا ہے تم اسے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو ۔ لیکن سوائے خدا کے کوئی تمہارا مالک نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے کسی دوسرے کو ایسا سمجھنا خدا سے بیوفا اور باغی ہو جانا ہے ❊

پس تمام اخلاق کی بنیاد ۔ تمام اپنے افعال اور فرائض کا آئین اور اپنی ذمہ واری کا اندازہ تمہیں اپنی زندگی کے قانون یعنے قانون ایزدی کے علم سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ یہی قانون ان نامنصفانہ قوانین کے مقابلہ میں تمہاری سپر ہوگا جن کو ایک یا متعدد اشخاص اپنے ظلم سے تمہارے گلے لگانا چاہیں ❊

جب تک تم اس قانون کو معلوم نہ کرو تمہیں اپنے انسان ہونے یا انسانی حقوق کا دعوےٰ کرنا مناسب نہیں ۔ تمام حقوق کی بنا ایک قانون پر ہے اور جس حال میں تم اس قانون سے مدد نہیں لے سکتے تم یا تو ظالم

ہوگے یا غلام - ظالم اُس صورت میں جب کہ تم زبردست ہو اور کمزور ہو تو زبردست کے غلام ہو گے - سوائے اس کے تم اور کچھ نہیں کر سکتے ۰:

انسان بننے کے لئے یہ ضرور ہے کہ تمہیں اس قانون کا علم ہو جو انسانی فطرت کو حیوانات - نباتات اور معدنیات کی فطرت سے جدا کرتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمہارے افعال اُس کے (انسانی فطرت کے) مطابق ہوں - اب سوال یہ ہے کہ تمہیں وہ قانون کیونکر معلوم ہو؟

یہ ایسا سوال ہے جو نوع انسان کی طرف سے ہمیشہ اُن لوگوں کے روبرو پیش ہوتا رہا ہے جنہوں نے **فرض** کا لفظ زبان سے نکالا ہے اور اس کے جواب اب تک بھی مختلف ہیں ۰:

بعض اس کے جواب میں کسی مجموعہ احکام یا کتاب کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ تمام قانون اخلاق اس کتاب میں مندرج ہے بعض ہیں جن کا قول ہے کہ ہر ایک انسان کو چاہئے کہ اپنے ضمیر سے سوال کرے اُس سے نیک و بد کی تمیز اسے معلوم ہوگی ایک اور گروہ ہے جو شخصی رائے کو رد کر کے عالمگیر رائے کو اپنا رہنما ٹھہراتا ہے - اسکا قول ہے کہ وہی عقیدہ راست ہے جس پر نوع انسان کا اتفاق ہو -

مگر یہ سب کے سب غلطی پر ہیں اور ایسے واقعات سے کونسل انسانی کی تاریخ بھری ہے جن کا جواب نہیں ملسکتا ان تمام جوابوں کی کمزوری ثابت ہوگئی ہے ۰:

جو لوگ یہ دعوے کرتے ہیں کہ پورا قانون اخلاق ایک کتاب میں موجود ہے یا ایک آدمی نے بتلا دیا ہے وہ اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ ایسا کوئی مجموعہ اخلاق کا نہیں ہے جس کو نوع انسان نے چند صدیوں تک مان کر اور اُس میں یقین رکھ کر آخر اس غرض سے ترک نہیں کر دیا ہے کہ اُس سے کسی بہتر مجموعہ کی تلاش کرے اور یہ مان لینے کی کوئی خاص

وجہ نہیں ہے کہ وہ آیندہ اپنی رفتار اس بارہ میں تبدیل کر دیگی ؛
جو لوگ حق و راست کا مناسب معیار شخصی ضمیر کو سمجھتے ہیں اُن کو
اسی قدر یاد دلانا کافی ہوگا کہ دنیا میں کوئی مذہب خواہ وہ کیسا ہی پاک
کیوں نہ تھا ایسا نہیں ہُوا ہے جس میں بدعتی نہیں پائے گئے یا جبر
ایسے منکر نہیں ہو گزرے جو یقین کلی کے ساتھ منکر ہوئے اور اپنے
ضمیر کیخاطر سے جان دینے کے لئے تیار تھے پروٹسٹنٹ مذہب اس
وقت ہزاروں فرقوں میں تقسیم ہو رہا ہے اور آگے اُن میں بے شمار تفریق
ہیں۔ یہ تمام شخصی ضمیر کے حقوق پر مبنی ہیں اور سب کے سب ایک دوسرے
سے لڑنے اور عقائد میں اُس ابتری کو قائم رکھنے پر آمادہ ہیں جو اُن تمام
سوشیل اور پولیٹیکل فسادوں کا اصل باعث ہے جن سے یورپ کی قومیں
تکلیف اُٹھا رہی ہیں۔ برخلاف اس کے اُن لوگوں کو جو شخصی ضمیر کی شہادت
رد کر کے اپنے ایمان کے لئے نوع انسان کی رضامندی تلاش کرتے
ہیں یہی کہہ دینا کفایت کرے گا کہ تمام اعلےٰ خیالات جن سے اب تک نوع
انسان کی ترقی میں امداد ملی ہے۔ ابتدا میں ہمیشہ نوع انسان کے
اُس وقت کے عقیدہ کے مخالف رہے ہیں اور اُن کو پھیلانے والے
ایسے اشخاص تھے جن کو نوع انسان نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔
ستایا اور صلیب پر کھینچا ہے ؛

پس قانون آلہی یا یوں کہو کہ صداقت کا علم حاصل کرنے کے لئے
ان میں سے کوئی ایک قاعدہ بھی کافی نہیں ہے ؛

تاہم شخصی ضمیر اور علیٰ ہذا نوع انسان کی عام رضامندی دونوں
واجب الاحترام ہیں اور جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک سے مشورہ
نہیں لیتا وہ صداقت پر پہنچنے کا ایک ضروری وسیلہ آپ اپنے ہاتھ
سے کھوتا ہے۔ اب تک بڑی غلطی یہی چلی آئی ہے کہ لوگ ان میں سے

صرف ایک معیار کی مدد سے صداقت پر پہنچنے کی کوششیں کرتے رہے ہیں اس غلطی کے نتایج مہلک اور قاطع ہیں - کیونکہ شخصی ضمیر کو یہ درجہ دینا کہ تنہا وہی صداقت کا پرکھنے والا ہے بغیر ابتری پیدا کرنے کے ناممکن ہے اور انسانی آزادی کو کچلنے اور ظلم کی حالت پیدا کرنے کے بغیر یہ بھی ناممکن ہے کہ کسی مقررہ وقت پر نوع انسان کی عام رضامندی سے استمداد کر سکیں - اس طرح پر بعضے آدمی اس غلطی میں پڑ گئے ہیں کہ وہ سوسائٹی کی بنیاد محض شخصی حقوق کے لحاظ پر قایم کرتے اور سوسائٹی کے تعلیمی مشن کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں اور دوسرے اشخاص ہیں جو اس کی بنیاد صرف سوسائٹی کے حقوق پر رکھتے ہیں اور اس طرح یہ شخصی آزادی اور فعل مختاری کی جڑ کاٹتے ہیں[۱] میں نے یہ مثالیں تمہیں دکھلانے کے لئے بیان کی ہیں کہ کل سوشیل عمارت اس سے کہیں بڑھ کر جو عام طور پر فرض کیا جاتا ہے ان ابتدائی بنیادوں پر قایم ہے ؛

فرانس نے اپنے بڑے انقلاب کے بعد اور اس سے بھی بڑھ کر انگلستان نے ہم کو یہ سکھلایا ہے کہ مقدم الذکر طریقہ کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مساوات پیدا ہو اور کثرت کو ظلم و تعدی کا شکار کرے اور اگر کمیونزم[۲]

[۱] بلاشبہ میں اُن ملکوں کا ذکر کر رہا ہوں جن میں قانونی حکومت ہے - اور سوسائٹی کو کسی ترتیب میں لانے کی کوشش کی گئی ہے جو ملک مطلق العنان حکومتوں کے ماتحت ہیں انہیں کوئی سوسائٹی موجود نہیں اور لوگ شخصی اور سوشیل دو نو قسم کے حقوق سے محروم ہیں (مصنف)

[۲] کمیونزم ایک شاخ سوشیلزم کی ہے اور اُن لوگوں کی رائے کا نام ہے جو ہر قسم کی جائیداد میں شخصی حقوق کے مخالف ہیں اور ہر ایک جائیداد کو نہ صرف سوسائٹی کی مشترکہ ملکیت قرار دینا چاہتے ہیں بلکہ اسکا استعمال بھی مشترک رکھتے ہیں مگر یہ رائے اس گروہ کی اُس زمانہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ ہمارے مصنف نے اس کتاب کو لکھا حال میں یہ رائے بہت کچھ تبدیل ہو گئی ہے اور علمی اصولوں پر اسکی بنیاد قایم کی گئی ہے جو ہربرٹ سپنسر کے اصولوں سے بہت مختلف نہیں ہے ؛ (مترجم)

کو کبھی امر واقعہ کا مرتبہ حاصل ہؤا تو اُس سے ہمیں یہ سبق ملیگا کہ موخر الذ
نے سوسائٹی کی ترقی بند کر دی - کیونکہ کوئی ترغیب اور کوئی موقع تر
کے لئے نہیں رہا +

پس بعضوں نے تو فرضی شخصی حقوق کا خیال کر کے سوسائٹی کو
مقابلہ کی غیر محدود آزادی کی بنا پر ترتیب دینا چاہا ہے یا یہ کہنا زیا
مناسب ہوگا کہ اُس کو درہم برہم کر دیا ہے - برخلاف اس کے دوسرو
نے صرف سوشیل اتحاد کو مد نظر رکھ کر ریاست کی تمام پیدا کرنے والی طا
کا اجارہ گورنمنٹ کو دیدیا ہے ان میں سے پہلے خیال کا نتیجہ وہ تمام خرا
ہوئیں جو بدعملی سے پیدا ہو سکتی ہیں اور دوسرے کا انجام یہ ہوگا کہ
سوسائٹی میں سکون کی حالت اور ظلم کی تمام بُرائیاں اپنا ظہور کرینگی

خدا نے تم کو اپنے ابنائے جنس کی رضامندی اور تمہارا اپنا
ضمیر یہ دو چیزیں دی ہیں جو بمنزلہ دو بازوؤں کے ہیں جن کے وسیلہ
تم اُس کی طرف پرواز کر سکتے ہو - اِن میں سے ایک کو کاٹ ڈالنے پر کیا
اصرار ہے؟ کیوں تم دنیا سے بالکل جدا یا اُس میں بالکل غرق ہو جاؤ؟
کیوں تم اس فکر میں ہو کہ یا شخص آواز کا گلا گھونٹو یا نسل انسانی کی
آواز کا دم بند کرو؟ دونوں پاک ہیں اور اُن میں سے ہر ایک کے ذریعہ
خدا کلام کرتا ہے - جب کبھی وہ اتفاق کریں اور جب کبھی تمہارے ضمیر
کی آواز نوع انسان کی رضامندی سے تصدیق حاصل کرے - سمجھو
خدا وہیں ہے یقیناً تم نے اُس وقت صداقت کو پا لیا کیونکہ ایک دوسری
کی تصدیق کرتی ہے +

اگر تمہارے فرائض منفی صورت کے ہوتے یعنے اگر وہ اسی قدر
ہوتے کہ تم بُرائی نہ کرو - اپنے ابنائے جنس کو ضرر نہ پہنچاؤ اور بس تو
شاید ترقی کی اُس منزل میں جس پر تم میں سے وہ لوگ بھی جنہوں نے

بہت ہی تھوڑی تعلیم پائی ہے پُہنچ چُکے ہیں تنہا ضمیر کی آواز تمہاری ہدایت کے لئے کافی ہوتی۔ لیکن تم نیکی کی طرف رغبت لے کر پیدا ہوئے ہو اور ہر دفعہ جب کہ تم اُس امر کا ارتکاب کرتے ہو جس کو نوع انسان نے متفق اللفظ گناہ کا نام دیا ہے تمہارے اندر کوئی چیز تمہیں ملامت کرتی ہے۔ ایک آواز سرزنش کی نکلتی ہے جسکو تم دوسروں سے چھپا سکتے ہو لیکن اپنے آپ سے نہیں چھپا سکتے ✣

مگر تمہارے بہت ہی ضروری فرائض مثبت صورت کے ہیں صرف یہی کافی نہیں ہے کہ تم مناہی سے پرہیز کرو۔ تمہارا فرض ہے کہ اوامر کو بجا لاؤ۔ خالی اسی قدر کفایت نہیں ہے کہ تم قانون کے برخلاف نہ چلو بلکہ تمہارا فرض ہے۔ کہ تم اُس کے مطابق عمل کرو۔ یہی کافی نہیں ہے کہ تم اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔ بلکہ تم پر واجب ہے، کہ انہیں فائدہ پہنچاؤ اب تک علم اخلاق نوع انسان کے سامنے بیشتر منفی صورت میں پیش ہوتا رہا ہے۔ قانون الٰہی کے تعبیر کرنے والوں نے ہمیں بتلایا ہے۔ "تو قتل نہ کر۔ تو چوری نہ کر"۔ لیکن کسی نے بھی ہمیں نہ سکھلایا کہ انسان کے عملی فرائض کیا ہیں وہ کس طرح سے نوع انسان کے لئے فائدہ رسان ہو سکتا اور خدا کے ارادہ کو جو اس خلقت سے تھا پورا کر سکتا ہے حالانکہ اخلاق کا مقصد اولیٰ یہی ہے اور کوئی شخص صرف ضمیر کی ہدایت سے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا ✣

شخصی ضمیر ایک شخص کی تعلیم۔ اُس کی رغبتوں عادات اور جذبات کے اندازہ سے ہدایت کرتا ہے۔ ایک وحشی کا ضمیر اُنیسویں صدی کے مہذب یورپین کے ضمیر سے مختلف ہدایت کرتا ہے۔ ایک آزاد شخص کا ضمیر ایسے فرائض کی نسبت نبلاتا ہے جو غلام شخص کے ضمیر کے خیال میں کبھی نہیں آتے لمبارڈی یا نیپلیس سے غریب کسان سے دریافت

کرو جس کو سوائے ایک بڑے پادری کے کوئی اُستاد علم اخلاق نہیں ملا یا جس کو بشرطیکہ وہ پڑھنا جانتا ہے سوائے آسٹریا کی کتاب سوال وجواب کے کوئی دوسری کتاب پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ شاید تم سے کہیگا کہ اُس کا فرض محض یہی ہے کہ اپنے کنبے کی پرورش کے لئے جو اُجرت اُسے مل سکے اُسی پر سخت محنت کرے سلطنت کے قوانین کے آگے خواہ وہ کچھ ہی ہوں بلاچون وچرا سر جھکائے اور دوسرے کے ساتھ کوئی بُرائی نہ کرے۔ اگر تم اُس سے یہ کہو کہ جب تم ایسے قوانین کی اطاعت کرتے ہو تو وہ اس کے جواب میں تمہارے مُنہ کی طرف ایسی ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گا جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ تمہاری بات کچھ بھی نہیں سمجھا ✤

اب اطالیہ کے مزدور سے سوال کرو جس کو خوش قسمتی سے بعض خاص حالات کے باعث اور نیز زیادہ درجہ کے روشن ضمیر اشخاص کے ساتھ مقابلہ پڑنے سے کچھ حصہ صداقت کا معلوم ہو گیا ہے اور وہ تمہیں بتلائیگا کہ اُس کا ملک غلامی کی حالت میں ہے اور اُس کے بھائی بے انصافی سے مجبور کئے گئے ہیں کہ دینی اور دنیاوی احتیاجوں میں مبتلا رہ کر اپنی اوقات بسر کریں اور کہ وہ اس امر کو اپنا فرض محسوس کرتا ہے کہ جہانتک اُس کے امکان میں ہے اس بے انصافی پر معترض ہو ✤

اب ایک ہی ملک میں اور ایک ہی زمانہ میں دو شخصوں کے ضمیروں کی ہدایتوں میں اس قدر اختلاف ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس کا کیا باعث ہے کہ دس آدمی معاً ایک ہی مذہبی عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ عقیدہ جو نسل انسانی کی نشوونما اور ترقی کا فتویٰ دیتا ہے لیکن اُس طریقہ کی نسبت جس سے وہ عقیدہ قوۃ سے فعل کی صورت میں آسکتا ہے یعنے اُن کے اپنے فرائض کی نسبت ان دسوں کی دس

رائیں دیکھی جاتی ہیں؟ ظاہر اس کی وجہ یہی ہے کہ شخصی ضمیر کی آواز بغیر کسی دوسرے رہنما کے تمام حالتوں میں اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ قانون الٰہی کو ہم پر ظاہر کرے۔ تنہا ضمیر ہم کو یہ سکھلا سکتا ہے کہ ایسا قانون موجود ہے مگر اُس قانون سے جو فرائیض قائم ہوتے ہیں اُن کی تعلیم یہ نہیں دے سکتا اور یہ اسی باعث سے ہے کہ انسانوں میں شہید ہونا کبھی بند نہیں ہُوا۔ ہر چند خود غرضی اعلےٰ درجہ پر ترقی کر گئی ہے۔ لیکن کتنے آدمیوں نے اپنی جانیں خیالی فرائیض کے لئے یا اُن غلطیوں کے لئے جو آج کے دن ہم سب کو نظر آ رہی ہیں قربان نہیں کر دی ہیں!

پس ضمیر کو بھی کسی ہادی کی ضرورت ہے۔ کسی ایسی مشعل کی ضرورت ہے جو اُس اندھیرے کو اُجالا کر دے جو اس کے ارد گرد پھیلا ہُوا ہے ایک ایسے قاعدہ کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ سے اُسکی طبعی تحریکوں کی ہدایت اور تصدیق ہُوا کرے +

یہ قاعدہ نوع انسان کا ادراک ہے +

خدا نے تم میں سے ہر ایک ادراک بخشا ہے تا کہ تم اُس کی ایسی تربیت کرو کہ اُس کے قانون کو جان سکو۔ فی الحال تم کو مفلسی اور زمانہ کی دیرینہ غلطیوں نے مکمل تعلیم کے وسائل سے محروم کر رکھا ہے اسی لئے پہلے تمہیں اُن روکوں کو دور کرنا ہے جو تعلیم کے راستہ میں حائل ہیں لیکن یہ تمام روکیں بھی دور ہو جائیں تب بھی شخصی ادراک قانون الٰہی کا علم حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگا تا وقتیکہ نوع انسان کے ادراک سے اُس کی اعانت نہ کی جائے۔ تمہاری زندگی مختصر ہے اور تمہارے قواء فرداً فرداً کمزور اور غیر محقق۔ اُن کو تصدیق اور تقویت دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔ اب خدا نے تمہارے پہلو میں ایک

ایسے وجود کو رکھتا ہے۔ جس کی زندگی مسلسل ہے۔ جس کے قواعد اُن تمام شخصی قواعد کا نتیجہ اور جوڑ ہیں جو شاید چار سو زمانوں سے موجود چلے آئے ہیں۔ جو وجود کہ اشخاص کی غلطیوں اور جرائم کے درمیان دانش اور اخلاق میں برابر ترقی کر رہا ہے جس وجود کے نشو و نما اور ترقی میں خدا نے اپنے قانون کی ایک سطر کندہ کر دی ہے اور ہر ایک دور میں ایسا کرتا چلا آرہا ہے ٭

یہ وجود نوع انسان کا وجود ہے ٭

گذشتہ صدی کے ایک حکیم نے نوع انسان کی تعریف کی ہے کہ وہ ایک انسان ہے جو ہمیشہ زندہ رہتا اور سیکھتا ہے فرداً فرداً اشخاص مرجاتے ہیں لیکن جس قدر صداقت انہوں نے معلوم کی ہے اور جتنی بھلائی اُن سے بن آئی ہے وہ اُن کے ساتھ نہیں مرجاتی اور جو لوگ اُن کی قبروں پر سے گزرتے ہیں وہ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور نوع انسان اسکو انبار کرتی جاتی ہے ٭

آج ہم میں سے ہر ایک ایسے خیالات اور عقائد کی آب و ہوا میں پیدا ہوتا ہے جو ہم سے پہلے گزر گئی ہوئی نسل انسانی نے محنت کر کے نکالے تھے اور ہم میں سے ہر ایک (چاہے بے خبری کی حالت میں سہی) ایک نہ ایک عنصر جو کم و بیش ضروری ہے آنے والی نسل انسانی کا اپنے ساتھ لاتا ہے۔ نوع انسان کی تعلیمی عمارت مثل اُن مشرقی میناروں کے تعمیر ہوئی ہے جن پر ہر ایک راہ گذر ایک پتھر لگا جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ بطور ایک دن کے بحری مسافروں کے ہیں برابر گذرتے چلے جاتے ہیں تا کہ جیسا مقدر ہو گیا ہے اپنی شخصی تعلیم کو کسی اور جگہ پورا کریں لیکن نوع انسان کی تعلیم جس کی جھلملاہٹ ہم میں سے ہر ایک میں نظر آتی ہے آہستہ آہستہ لیکن ترقی کرتے ہوئے اور سلسلہ وار خود نوع انسان میں ہے

اندر سے نمودار ہوتی چلی جاتی ہے ⁘

نوع انسان کلام ہے جو خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ خدا کی روح اس کو بارآور کرتی اور اس کے اندر کبھی کسی ایک شخص کے توسط سے اور کبھی کسی قوم کو ذریعہ بناکر دور دور میں زیادہ پاکیزگی اور آمادگی سے اپنا جلوہ دکھلاتی ہے ایک محنت سے ہٹ کر دوسری محنت پر آتی ہے ایک اعتقاد کو چھوڑ کر دوسرا اعتقاد قبول کرتی ہے اور اس طرح بتدریج نوع انسان کو اپنی زندگی۔ اپنے مشن۔ اپنے خدا اور اس خدا کے قانون کا تصور روز بروز زیادہ صاف حاصل ہوتا جاتا ہے ⁘

نوع انسان مسلسل اوتار خدا کا ہے ⁘

جس طرح خدا ایک ہے اسی طرح خدا کا قانون بھی ایک ہے مگر ہم اس کو جمع کئے ہوئے تجربہ کے مطابق جو ہم سے پہلی نسلیں چھوڑ گئی ہیں اور اس وسعت اور بڑھی ہوئی رفتار کے موجب جو باہمی اتحاد نے نسلوں۔ قوموں اور منفرد اشخاص کے درمیان حاصل کی ہے صرف دفعہ وار اور سطر بہ سطر دریافت کر سکتے ہیں۔ کوئی شخص۔ کوئی قوم اور کوئی زمانہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے کل قانون کو دریافت کر لیا ہے اخلاقی قانون یعنے نوع انسان کی زندگی کا قانون کلیتہً اسی وقت دریافت ہو سکتا ہے جب کل نوع انسان میں پاک اتحاد قایم ہو جائے کیونکہ وہ تمام طاقتیں اور وہ کل قواء جن سے ہماری انسانی فطرت بنی ہوئی ہے قوہ سے فعل میں ترقی کر جائینگی لیکن اس اثناء میں نوع انسان کا وہ حصہ جو تعلیم میں سب سے آگے بڑھا ہوا ہے اپنی ترقی اور نشو و نما میں ایک جزو اس قانون کا جسکو کہ ہم جاننا چاہتے ہیں ہم پر ظاہر کر رہا ہے اس کی تاریخ ہمیں خدا کے ارادہ کا سبق دیتی ہے اور اس کی حاجتیں ہمارے فرائض ہمکو بتلاتی ہیں کیونکہ ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم نوع انسان کو

ترقی اور تعلیم کی اُس منزل پر پہنچنے میں مدد دیں جس کے واسطے وقت اور خدا نے اُسکو تیار اور ریختہ کیا ہے ؂

پس قانون آلہی کو جاننے کے لئے تمہیں لازم ہے کہ تم صرف اپنے ضمیر سے ہی سوال نہ کرو بلکہ نوع انسان کا ضمیر اور رضامندی بھی معلوم کرو۔ یہ جاننے کے لئے کہ ہمارے اپنے فرائض کیا ہیں ہمیں لازم ہے کہ نوع انسان کی موجودہ ضرورتیں دریافت کریں۔ جس طرح تمہاری تعلیم اور نسل انسانی کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اُسی طرح علم اخلاق بھی ترقی کرتا ہے مسیحی دین کا اتفاق بُت پرستوں کے اخلاق سے مختلف تھا۔ اسی طرح ہمارے اپنے زمانہ کا اخلاق گذشتہ اٹھارہ سو سال کے اخلاق سے مختلف ہے ؂

یقین کر کے جانو کہ تعلیم کے بغیر تم اپنے فرائض کو نہیں جان سکتے اگر سوسائٹی تمہاری تعلیم کے راستہ میں سدراہ ہوتی ہے تو تمہاری غلطیوں کی جواب دہی سوسائٹی پر ہے تم پر نہیں ہے۔ تمہاری ذمہ داری اُسی روز سے شروع ہوتی ہے جس روز تمہارے لئے تعلیم کا کوئی راستہ کھولا گیا لیکن تم نے اس کو اختیار کرنے میں غفلت کی یا جس روز ایسے وسائل تمہارے پیش کئے گئے جن سے تم سوسائٹی کی کایا پلٹ کر سکتے ہو کہ جس نے اس قدر عرصہ تک تمہیں جہالت میں ڈال رکھا مگر تم اُس موقع کا فائدہ اُٹھانے میں تغافل سے کام لو۔ تم اسوجہ سے قصوروار نہیں ہو کہ تم جاہل ہو۔ بلکہ تم اُس وقت قصوروار ہو جب جہالت پر تکیہ کرتے ہو ہر چند تمہارا ضمیر تمہیں بتلا رہا ہے کہ خدا نے جو طاقتیں تمہیں بخشی ہیں اُن کو ترقی دینا ساتھ ہی تمہارا فرض ٹھیرا دیا ہے لیکن پھر بھی تم اپنی غور و فکر کی قوت کو سُست اور بیکار پڑا رہنے دیتے ہو۔ یا جب تم یہ جانتے ہو کہ خدا تمہارے دل میں کبھی صداقت کی محبت پیدا نہ کرتا

اگر اس کے ساتھ ہی وہ حصول صداقت کے وسائل تمہیں نہ بخشتا تاہم صداقت کو دریافت کرنے کی ہر ایک کوشش سے تم مایوسی کے ساتھ باز رہتے ہو اور دنیاوی طاقتیں خواہ خادم دین جو دنیاوی طاقتوں کے ہاتھ بک چکا ہے جو کچھ کہہ دیتا ہے اسکو بغیر جانچ پڑتال کے بطور صداقت قبول کر لیتے ہو تو ایسی حالت میں تم قصوروار ٹھہرتے ہو ؞

خدا جو نوع انسان کا باپ اور تعلیم کنندہ ہے نوع انسان پر اپنا قانون وقت اور فاصلہ کے توسط سے ظاہر کرتا ہے تم نوع انسان کی جو بمنزلہ تمہارے ابنائے جنس کی کونسل کے ہے رائیوں سے دریافت کرو مگر کسی ایک زمانہ یا فرقہ کے محدود دائرہ میں بند نہ رہو بلکہ تمام زمانوں اور ماضی اور حال کی نسل کی کثرت رائے کو دیکھو اور جب کبھی تم نوع انسان کی رضامندی کو اپنے ضمیر کی تعلیمات سے مطابق پاؤ یقین کر لو کہ تم صداقت پر پہنچ گئے ہو یعنے اس بات کا یقین کہ تم نے خدا کے قانون کی ایک سطر کو پڑھ لیا ہے ؞

میرا اعتقاد یہ ہے کہ سطح زمین پر صرف نوع انسان کی رضامندی سے جہاں وہ میرے شخصی ضمیر سے مطابق ہوئی ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں جس کو تمہارے فرائض کی نسبت میں اب بیان کرنا چاہتا ہوں ؞

چوتھا باب

ہمارے فرائض نوع انسان کی نسبت

تمہارے مقدم فرائض جو زمانہ کے لحاظ سے مقدم نہیں بلکہ اپنی وقعت کے اعتبار سے مقدم ہیں۔ جن کو سمجھے بغیر تم باقی فرائض کو مکمل طور سے پورا نہیں کر سکتے۔ وہ فرائض ہیں جو نوع انسان کی نسبت تم پر واجب کئے گئے ہیں۔ تمہارے اور بھی فرائض ہیں مثلاً شہریوں کے فرائض بیٹے کے فرائض۔ شوہر کے فرائض۔ باپ کے فرائض جو بجائے خود پاک اور ناقابل شکست فرائض ہیں اور جن کا مفصل ذکر میں ابھی تم سے کرنے والا ہوں لیکن جو چیز اُن فرائض کو پاک اور ناقابل شکست ہونے کا مرتبہ بخشتی ہے وہ وہی مشن اور وہی فرض ہے جو تمہاری انسانی فطرت سے پیدا ہوتا ہے ٭

تمہیں باپ بنایا گیا ہے تاکہ تم لوگوں کو خدا کی پرستش اور اسکے قانون کی بجا آوری کی تعلیم دو۔ تم شہر دار اور اہل ملک ہو تاکہ تم ایک معلومہ اور محدود دائرہ فعل میں ایک خاص تعداد اشخاص کی اعانت آور ... سے جن کے ساتھ ایک زبان۔ ایک قسم کا میلان طبیعت اور رسم و

رواج کے باعث تمہارا رشتہ یگانگت پہلے سے قایم ہے اس قابل ہو جاؤ کہ کل انسانوں کی بہبود کے لئے جو اس وقت موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے موثر طور پر محنت کر سکو۔ جو کام اتنا بڑا ہے کہ اس میں تمہاری تنہا کوشش کچھ کام نہیں آسکتی اور تمہارے ابنائے جنس کے گروہ کثیر کے درمیان وہ کمزور پڑکر ضایع چلی جائے گی اور کسیکو کچھ لحاظ اسکا نہ ہوگا ❖

جو لوگ تمہیں اخلاق کی تعلیم دینے کا دعوے کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی تمہارے فرائض کو اُن فرائض پر محدود کرتے ہیں جو تم پر اپنے کُنبے اور اپنے ملک کی نسبت واجب کئے گئے ہیں وہ کم و بیش تمہیں ایک بڑے درجہ کی خود غرضی کی تعلیم دیتے ہیں جو دوسروں کو اور خود تمہیں نقصان پہنچانے والی ہے کنبہ اور وطن، یہ دونوں مثل اُن دو دائروں کے ہیں جو ایک ایسے بڑے دائرے کے اندر کھینچے جائیں جن میں کہ وہ دونوں آسکتے ہیں۔ یہ دونوں اُس زینہ کی دو سیڑھیاں ہیں۔ جس پر کہ ہمیں چڑھنا ہے اور وہ سچ ہے کہ اُن کے بغیر ہم نہیں چڑھ سکتے۔ مگر اُنہی پر چڑھ کر بیٹھ رہنا یہ امر ممنوع ہے ❖

تم انسان ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ ایسی مخلوق ہو جو عقلی۔ تمدنی اور دماغی ترقی محض اتحاد کے ذریعہ سے کر سکتی ہے۔ اور جو ایسی ترقی ہے کہ کوئی شخص اس کی حد مقرر نہیں کر سکتا ❖

نوع انسان کی زندگی کے قانون کی نسبت جو کچھ اب تک ہمیں معلوم ہُوا ہے وہ یہی ہے۔ یہی وہ خواص ہیں جن سے انسانی سرشت مرکب ہے۔ اور یہی وہ خواص ہیں جو تمہیں اُن مختلف جانداروں سے جن سے تم گھرے ہوئے ہو تمیز کرتے ہیں۔ اور تم میں سے ہر ایک کو بطور تحفہ عطا ہوئے ہیں کہ جن کو سرسبز کرنا تمہارا فرض ہے۔ تمہاری کل زندگی کا رجحان اس طرف ہونا چاہئے کہ اپنی سرشت کی ان طاقتوں کو قاعدہ

کے ساتھ نشو و نما دو اور انہیں کام میں لاؤ - اگر تم ان میں سے کسی ایک طاقت کو بھی جزاً خواہ کُلاً کسی وقت خود دباتے یا کسی دوسرے کو اُس کے دبانے کا موقعہ دیتے ہو تم انسانوں کے مرتبہ سے گر کر ادنےٰ حیوانات کے درجہ پر آجاتے ہو اور اپنی زندگی کے قانون آلہی کو توڑتے ہو - جن قواء سے کہ سرشت انسانی مرکّب ہے جب تم ان میں سے کسی کو بھی خواہ اپنے میں خواہ کسی دوسرے میں خود دباتے یا اُس کا دبایا جانا گوارا کرتے ہو - بیشک تب تم حیوانات مطلق کے برابر ہو - خدا کی یہ مرضی نہیں ہے کہ تم اُس کے قانون کو فرداً فرداً پورا کرو - اگر منشاے ایزدی ایسا ہوتا تو تمہیں مدنی الطبع پیدا نہ کیا جاتا - بلکہ اس کی مرضی ہے کہ اُس کا قانون کُل سطح زمین پر اُس تمام مخلوق کے درمیان جس کو اُس نے اپنی شکل پر بنایا ہے پورا ہو - اُس کی مرضی یہ ہے کہ درجات کمال و محبّت پر فائز ہونے کی نسبت جو خیال اُس نے قایم کیا اور اس دنیا کی شکل میں اس کا ظہور کیا ہے وہ خیال روز افزوں چمک دمک کے ساتھ ظاہر ہوتا رہے اور اُسکی مخلوق رفتہ رفتہ اُس تصوّر کی ماہیّت کو جان کر اُسکی پرستش کرے ؞

تم اپنی چند روزہ ہستی میں جو تعلیم اور صلاحیّت دونوں کے اعتبار سے محدود ہے اس آلہی خیال کو محض ناکامل اور ناپائدار طور پر جان سکتے ہو لیکن نوع انسان کا وجود ایک دوسرے کے بعد آنیوالی نسلوں کے باعث مسلسل ہے - اسکا فہم بھی اس وجہ سے مسلسل ہے کہ اُسکے تمام ارکان حصّہ رسد اسمیں مدد کرتے ہیں - اسلئے فقط نوع انسان ہی اس آلہی خیال کو ظاہر کرنے - عمل میں لانے اور اس کے جلال کو بڑھانے کے قابل ہے -

پس خدا نے تم کو زندگی اس غرض سے عطا کی تھی کہ تم اُس زندگی

کو نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ تم اپنی شخصی قواء سے اپنے ابنائے جنس کی قواء کے نشو و نما میں مدد دو۔ اور اپنی مدد سے ترقی اور صداقت کی دریافت کے مجموعی کام میں جسکو رفتہ رفتہ لیکن مدامی طور پر ترقی دینا تمام نسلوں کا مقدر ٹھیرایا گیا ہے۔ ایک عنصر زیادہ کرو۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور نیز دوسروں کو تعلیم دو۔ خود کامل بننے اور دوسروں کو کامل بنانے کی کوشش کرو۔

یہ سچ ہے کہ خدا تمہارے بھیتر ہے۔ لیکن خدا تمام انسانوں کے بھیتر ہے جو کرہ زمین پر آباد ہیں۔ خدا اُن تمام نسلوں کی زندگی میں ہے جو گذر چکی ہیں یا موجود ہیں یا آئیندہ ہونے والی ہیں۔ ذات باری اُسکے قانون اور اپنے فرائض کی نسبت جو خیال نوع انسان نے قایم کیا ہے گذشتہ نسلیں بتدریج اُسکی اصلاح کرتی چلی آئی ہیں اور آئیندہ نسلیں برابر اُسی طرح کرتی چلی جائینگی۔ جہاں کہیں ذات باری اپنا ظہور کرے تمہارا فرض ہے کہ وہیں اُس کی عبادت کرو اور اس کا جلال بڑھاؤ کُل جہان اُس کا مندر ہے اور اس مندر کو ناپاک کرنے کا گناہ ہر ایسے معتقد کے سر پر رہیگا جس کی طرف سے کوئی مزاحمت یا کفارہ اس گناہ کا عمل میں نہیں آیا۔

یہ کہنا فایدہ بخش نہیں ہے کہ تم خود پاک ہو اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ حالت تجرد میں خالص پاکیزگی کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ جب تم اپنے برابر میں خرابی دیکھتے ہو اور اُس کے برخلاف کوشش نہیں کرتے تم اپنا فرض ادا نہیں کرتے ہو۔ اس امر کا کوئی فایدہ نہیں ہے کہ تم صداقت کے پیرو ہو۔ جب تم یہ دیکھتے ہو کہ تمہارے ابنائے جنس زمین کے (جو ہم سب کی ماں ہے) کسی دوسرے حصہ میں غلطی کے اندر پڑے ہیں اور اپنے امکان کے مطابق تم اس غلطی کو دور کرنے کی خواہش

اور کوشش نہیں کرتے ہو تو تم اپنا فرض بجا نہیں لاتے۔

تمہارے ابنائے جنس کی غیر فانی روحوں میں خدا کی شکل بدنما ہو گئی ہے خدا کی مرضی ہے کہ اسکی عبادت اس کے قانون کے ذریعہ سے ہو لیکن تمہارے ارد گرد اس کے قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور غلط تفسیر کی جا رہی ہے۔ اُن تکلیفوں کا اندازہ جن پر خدا نے اپنے ارادہ کے پورا ہونے کا انحصار کیا ہے یعنی انسانی فطرت کو جھٹلایا جا رہا ہے اور تم سُست بیٹھے ہو کیا اس پر بھی تم یہ کہنے کی دلیری کر سکتے ہو کہ تم اس پر ایمان رکھتے ہو؟

ایک قوم خواہ وہ یونانی ہیں یا اہل پولنڈ خواہ اٹلی یا سرکیشیا کے باشندے اپنے ملک کا اور خود مختاری کا جھنڈا بلند کرتی اور لڑتی ہے یا فتح کرتی ہے یا اس کے لئے مر جاتی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے کہ ان لڑائیوں کی خبریں سُن کر تمہارا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ اُن کی فتح سے تمہیں خوشی ہوتی ہے۔ اُن کی شکست تمہیں اُداس کر دیتی ہے؟ دنیا کے کسی دور دراز اور اجنبی حصہ میں ایک شخص نکلتا ہے اور جبکہ تمام دنیا خاموش ہے وہ بعض ایسے خیالات کا اظہار کرتا ہے جنہیں وہ سچ باور کرتا ہے سخت تکلیفوں کے مابین اُن پر قائم رہتا ہے قید ہونا اور پھانسی پر چڑھنا منظور کرتا ہے لیکن اُن سے انکار نہیں کرتا تم کس لئے اس شخص کی عزت کرتے اور اسے مقدس اور شہید کے نام سے پکارتے ہو؟ کیوں تم آپ اس شخص کی یادگار کو عزیز رکھتے اور اپنی اولاد کو اس بات کی تلقین کرتے ہو؟ کیا سبب ہے کہ تم یونان کی تاریخ میں حب الوطنی کے کارناموں کو ایسے شوق سے مطالعہ کرتے اور فخریہ طور پر انہیں اپنی اولاد کے سامنے بیان کرتے ہو گویا تمہارا سے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں؟

اہلِ یونان کے وہ کارنامے دو ہزار سال کے پُرانے ہیں۔ اور تہذیب کے ایسے دور سے تعلق رکھتے ہیں جو تمہاری نہیں ہے نہ کبھی ہوسکتی ہے۔ جن شخصوں کو تم ابھی تک شہید کہہ کر پکارتے ہو اُنہوں نے شاید کسی ایسے ایمان کے لئے جانیں دی ہوں جو تمہارا ایمان نہیں ہے۔ اور اُن کی موت نے یقیناً اُن کی ہر ایک اُمید شخصی ترقی کی اِس دُنیا میں منقطع کر دی ہے۔ جس قوم کی فتح یا شکست پر تم اُس کی تعریف یا اُس کے لئے افسوس کرتے ہو وہ ایک اجنبی قوم ہے۔ جس سے تم بالکل ناواقف ہو اور ایک مختلف زبان بولتی ہے۔ پھر تمہیں اس امر کی کیا پرواہ ہونی چاہیئے کہ آیا اُس قوم پر پوپ یا سلطان یا شاہ پروشیا یا زارِ روس حکمران ہے یا قوم کی رضامندی سے ایک آزاد حکومت وہاں قائم ہو گئی ہے؟

اس کا سبب یہ ہے کہ تمہارے اندر سے ایک آواز نکلتی ہے جو تمہیں کہتی ہے کہ وہ آدمی جو دو ہزار سال پہلے ہو چکے ہیں۔ وہ قومیں جو اس وقت دور دراز جگہوں میں لڑ رہی ہیں اور وہ شہید جس نے ایک ایسے خیال کے واسطے جان دیدی جس کے واسطے تم آپ کبھی جان نہ دیتے یہ سب تمہارے بھائی ہیں اور نہ صرف اصل اور سرشت کے لحاظ سے بلکہ محنت اور مقصد کے لحاظ سے بھائی ہیں۔ وہ اہلِ یونان گذر گئے ہیں۔ لیکن اُن کے کارنامے باقی ہیں۔ اور اگر وہ نہ ہوتے تم اخلاقی اور دماغی ترقی کے اپنے موجودہ درجہ پر نہ پہنچتے۔ وہ قومیں اپنے خون سے قومی آزادی کے ایک ایسے خیال کی تصدیق کر رہی ہیں جس کے واسطے تم بھی لڑائی کرنے کو تیار ہو۔ اُس شہید نے اپنی جان دے کر اس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ آدمی جس امر کو سچ باور کرتا ہے اُسکے لئے اپنی تمام چیزیں حتیٰ کہ جان تک اگر اس کی ضرورت پڑے قربان

کر دینا اس کا فرض ہے اس بات کا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس نے اور اُن تمام شخصوں نے جنہوں نے اس طرح سے اپنے ایمان پر اپنے خون کی مُہریں کر دی ہیں سطح زمین پر اپنی شخصی ترقی کے سلسلہ کو منقطع کر دیا ہے۔ خدا اُن کے لئے کسی اَور جگہ اس بات کا انتظام کر دے گا مگر یہ بہت بڑی بات ہے کہ آنے والی نسل تمہاری جدّ و جہد اور تمہاری قربانیوں سے سبق لے کر قانون کو سمجھنے اور صداقت کی تعظیم کرنے میں بہ نسبت تمہارے زیادہ مضبوط اور ممتاز ہو جائے۔ یہ بھی کم فائیدہ کی بات نہیں ہو گی کہ انسان فطرت ان مثالوں سے تقویت پا کر اس دُنیا کی نسبت خدا کے ارادہ کو زیادہ تحصیل کریگی اور اُسے ترقی اور نشو و نما دینے کے قابل ہو گی اور خواہ کسی جگہ انسانی فطرت کی اصلاح اور ترقی عمل میں آئے۔ خواہ کسی جگہ کوئی نئی صداقت دریافت کی جائے۔ خواہ کسی جگہ تعلیم ترقی اور اخلاق میں ایک قدم آگے بڑھایا جائے جو قدم آگے بڑھایا جائیگا اور جو صداقت دریافت کی جائے گی وہ جلد یا بہ دیر تمام نوع انسان کو فایدہ پُہنچائے گی ؛

تم سب ایک لشکر کے سپاہی ہو۔ یہ لشکر ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے مختلف راستوں سے پیشقدمی کر رہا ہے اور مختلف پلٹنوں میں بٹا ہوا ہے۔ تم ابھی تک صرف اپنے قریبی سرغناؤں کو دیکھتے ہو۔ وردیوں کی رنگا رنگی۔ بولیوں کا اختلاف۔ وہ فاصلے جو مختلف فوجوں کے مابین حاصل ہیں اور وہ پہاڑ جو اُنہیں ایک دوسرے سے چھپاتے ہیں یہ سب تمہیں اس بڑی صداقت کو بھلا دیتے اور تمہارے خیالات کو سب طرف سے ہٹا کر صرف تمہارے اپنے منزل مقصود پر مجتمع کر دیتے ہیں۔ لیکن تم سے بالاتر ایک ہے جو کل پر نظر رکھتا اور تمہاری تمام نقل و حرکت کی ہدایت کرتا ہے جس منصوبہ سے یہ لڑائی کی گئی ہے وہ صرف خدا کو معلوم ہے

اور وہی انجام کار تمہیں ایک کیمپ میں ایک جھنڈے کے نیچے متفق کریگا۔

اب دیکھو کس قدر فاصلہ اُن دونوں ایمانوں کے درمیان واقع ہے جن میں سے ایک ہماری روحوں کے اندر سرسراتا اور آنے والے زمانہ کے اخلاق کی بنیاد ہوگا اور دوسرا اُن نسلوں کے اخلاق کی بنیاد تھا جنکو اب ہم قدامت کے نام سے موسوم کرتے ہیں! اور کیسا قریبی تعلق اُن خیالات میں پایا جاتا ہے جو الٰہی گورنمنٹ اور اپنے فرائض کی صورت کی نسبت ہم قائم کرتے ہیں:-

پہلے آدمیوں نے خدا کو محسوس تو کیا لیکن اُسے سمجھا نہیں نہ اس کے قانون کے ذریعہ سے اسکو سمجھنے کی اُنہوں نے جستجو ہی کی۔ انہوں نے اس کے جبر کو محسوس کیا۔ اُس کی محبت کو محسوس نہ کیا۔ اُنہوں نے خدا اور اپنی شخصیت کے درمیان کسی قسم کے تعلق کی موجودگی کا صرف ایک دھندلا سا خیال قائم کیا تھا۔ چونکہ اشیائے صوری کے حلقہ سے باہر نکلنا اُن کے لئے مشکل تھا۔ اُنہوں نے ان میں سے ایک میں اُسے مجسم کرنا چاہا۔ مثلاً اُس درخت میں جس پر اُنہوں نے بجلی گرتے دیکھی تھی یا اُس چٹان میں جس کے قریب اُنہوں نے اپنا خیمہ لگایا تھا۔ اُس جانور میں جو سب سے پہلے اُن کے سامنے آیا۔ اسی کا نام مذاہب کی تاریخ میں استھول پوجا یعنے عناصر پرستی رکھا گیا ہے۔

اُن دنوں میں لوگوں کو اپنے کنبے سے پرے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اپنی شخصیت کو ایک خاص شکل میں از سر نو پیدا کرنیکے سوا اور کسی بات کا خیال نہ تھا۔ جو اُن کے کنبے کے حلقہ میں نہیں آتے تھے وہ سب اجنبی بلکہ بسا اوقات دشمن سمجھے جاتے تھے۔ اپنی ذات اور اپنے کنبوں کی معاونت کرنا ہی اُن کے نزدیک اخلاق کی کل بنیاد تھی۔

مگر کچھ زمانہ پاکر ذات باری کی نسبت جو خیال قایم کیا گیا تھا۔ اس میں وسعت ہوئی۔ لوگ اپنے خیالات اشیائے صوری سے معنوی کیطرف لگ گئے۔ اور عام نتیجہ نکالنا سیکھا۔ اب خدا صرف کنبے کا محافظ نہ رہا بلکہ بہت سے کنبوں۔ شہروں اور قوموں کا محافظ بن گیا۔ اور اس طرح عناصر پرستی اور ہنوز بت پرستی یعنے بہت سے خداؤں کی پرستش شروع ہوئی ساتھ ہی اخلاق کا دائرہ بھی اسی قدر وسیع ہو گیا۔ لوگ سمجھنے لگے کہ ان پر صرف اُن کے اپنے کنبے کے فرائض ہی نہیں بلکہ کچھ دوسرے فرائض بھی واجب کئے گئے ہیں۔ اور انہوں نے لوگوں یعنے قوم کی ترقی کے لئے کوشش شروع کی۔ لیکن باوجود اس کے نوع انسان کی ابھی تک کوئی پروا نہیں کی جاتی تھی۔ ہر ایک قوم نے دوسروں کو وحشیوں کا نام دیا تھا۔ اُن کو ویسا ہی سمجھتی اور جبر یا دغا سے ان کو فتح کرنے یا ایذا پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ ہر ایک قوم میں اسی کے حلقہ کے اندر اجنبی یعنے وحشی لوگ موجود تھے لاکھوں ایسے آدمی تھے جن کو شہرواروں کی مذہبی رسمیات میں شریک نہیں کیا جاتا تھا۔ جو چھوٹے درجہ کے آدمی باور کئے جاتے تھے جیسے کہ آزاد آدمیوں میں غلام ہوتے ہیں۔ نسل انسانی کے ایک ہونے کا خیال صرف وحدت الٰہی کے خیال سے پیدا ہو سکتا تھا۔ زمانہ قدیم کے بعض حکیم بھی ہرچند خدا کی وحدانیت کے قائل تھے۔ اور موسےٰ نے کھلے طور پر اسکا اظہار کر دیا تھا (گو یہ جھوٹی قید اس کے ساتھ لگا دی تھی کہ وہ ایک ہی قوم کو خدا کی برگزیدہ قوم باور کرتا تھا) مگر یہ اُس وقت تک کوئی مسلم اعتقاد نہیں ہوا جب کہ سلطنت رومیہ کبرے کا اختتام قریب تھا اور دین عیسوی کی تعلیم پھیلی۔

مسیح کی تعلیمات میں سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل یہ دو لازم ملزوم صداقتیں تھیں۔ خدا ایک ہے۔ تمام انسان خدا کے بیٹے ہیں۔ ایمان

دونوں صداقتوں کی اشاعت نے دنیا کی صورت کو بدل دیا اور اخلاق کا دائرہ آباد کرۂ ارضی کے سروں تک بڑھا دیا۔ انسان کے فرائض جو کنبے اور ملک کی نسبت تھے ان میں نوع انسان کی نسبت فرائض کا اضافہ ہوگیا تب انسان نے مانا کہ آدمی خواہ کسی جگہ ہو اُسکا بھائی ہے۔ جو اُسی کی مانند غیر فانی روح رکھتا ہے اور اُسی کی مانند اپنے خالق کی طرف جانا جس کا مقدر ہے اور کہ اُسکی محبت کرنا۔ ایمان کی تعلیم دینا۔ اور جب کبھی ضرورت پڑے امداد اور مشورہ سے اسکے کام آنا اُسپر واجب ٹھہرایا گیا ہے۔

اس کے بعد رسولوں نے ان بڑی صداقتوں کی پیش بینی کر کے جن کا تخم مسیحی دین میں موجود تھا۔ لیکن اُن کے جانشینوں نے اُن صداقتوں کو یا غلط طور پر سمجھا یا کفران نعمت کے مرتکب ہوئے۔ یہ اعلیٰ درجہ کے الفاظ زبان سے نکالے :-

"کیونکہ جیسا ہمارے ایک بدن میں بہت سے عضو ہیں اور ہر ایک عضو کا ایک ہی کام نہیں ایسے ہی ہم جو بہت سے ہیں مسیح میں ہو کے ایک بدن ہوئے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں" (پولس کا خط رومیوں کو ۱۲ باب ۴ و ۵ آیت) "اور میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں ضرور ہے کہ میں اُنہیں بھی لاؤں اور وے میری آواز سنیں گی اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریہ ہوگا"۔ (یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت)

اور اس وقت بھی اٹھارہ سو سال کی محنت۔ مطالعہ اور تجربہ کے بعد ہمارا کام ہے کہ ان تخموں کو سرسبز کریں اور صداقتوں کو نہ صرف ہر ایک منفرد کی نسبت بلکہ کل موجودہ اور آنے والی انسانی قواعد اور طاقتوں کے اُس پیچ در پیچ مجموعہ کی نسبت جن کو ہم نوع انسان کے نام سے موسوم کرتے ہیں عمل میں لائیں۔ ہمیں آدمیوں کو ابھی تک صرف یہی نہیں سکھلانا ہے کہ کل نوع انسان گویا ایک شخص ہے جس پر ایک ہی قانون کے ذریعہ سے

حکومت ہونی چاہیئے بلکہ یہ بھی کہ اس قانون کی پہلی دفعہ ترقی کرنا ہے
یعنے یہاں اس زمین پر ترقی کریں جہاں اپنے امکان کے موافق خدا کے
ارادہ کو معلوم کرنا اور اعلیٰ تر زندگیوں کے واسطے تیار ہونا ہمارا فرض ٹھیرایا
گیا ہے۔

ہمیں آدمیوں کو ابھی سکھلانا ہے کہ چونکہ کل نوع انسان بمنزلہ ایک
جسم کے ہے۔ ہم سب اُس جسم کے اعضا ہیں اور اُس کے نشوونما کے لئے
محنت کرنا اور اُس کی زندگی کو زیادہ سڈول، مستعد اور چالاک بنانا ہم
سبکا فرض ہے۔ ہمیں ابھی اس بات کا یقین حاصل کرنا ہے اور ان ارواح
کو ترقی دینا اور پاک بنانا ہمارا فرض ہے خواہ وہ آپ ایسی ترقی اور پاکیزگی
کی خواہاں نہ ہوں۔ اور چونکہ یہاں زمین پر خدا کا ارادہ کل نوع انسان
کے اتفاق سے ہی پورا ہو سکتا ہے اس لئے ابھی ہمیں ایک ایسے
اتفاق کی بنیاد ڈالنا ہے جو عوام الناس کی حالت کو ترقی دینے والا ہو
جو منفرد اشخاص کی نسبت خیرات کا برتاؤ کرے اور کُنبے اور ملک دونوں
کو اس مقصد کی جانب رجوع ہونے کے لائق بنائے۔

جوں جوں ہم اپنے قانون زندگی کا خیال زیادہ صاف اور مکمل حاصل
کرتے جائینگے۔ ماسوائے اُن کے اور ان سے بھی بڑے فرائض آئندہ
ہم پر منکشف ہوتے رہینگے۔

اس طرح پر خدا باپ ایک بتدریج لیکن مسلسل دینی تعلیم کے ذریعہ
سے نوع انسان کی ترقی کی ہدایت کرتا ہے اور اس کُل ترقی کے ساتھ
ہماری شخصی ترقی وابستہ ہے۔ بغیر کُل کی ترقی کے تم ہرگز امید نہیں کر سکتے
کہ تم اپنی شخصی حالت اخلاقی خواہ دنیاوی میں کوئی دیرپا ترقی حاصل کرو
بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمہاری خواہش بھی ہو تب بھی تم اپنی زندگی کو نوع
انسان کی زندگی سے الگ نہیں کر سکتے۔ تمہاری زندگی اُس کی زندگی

میں شامل ہے۔ اُسی کی زندگی کے طفیل تم جیتے ہو اور اُسی کے لیے جیتے ہو۔ اُن چند اشخاص کو مستثنیٰ کر کے جو غیر معمولی طاقتیں لے کر پیدا ہوئے ہیں غور کرو تو جس طرح تمہارے جسم خواہ وہ کیسے ہی قوی ہیکل کیوں نہ ہوں اپنے اردگرد کی خراب ہوا کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے اُسی طرح تمہاری روحیں بھی اُن عناصر کی تاثیر سے نہیں چھوٹ سکتیں جن میں اُن کو نقل و حرکت کرنا پڑتی ہے۔ تم لوگوں میں کتنے ہیں جو یہ جان کر بھی کہ انہیں ایذا دیجائے گی اس امر کی کوشش کرتے ہیں اپنے بچوں کو ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں جہالت خواہ تعصب نے ہر ایک شخص کو خاموش رہنے یا اپنی دو نمائی باتوں کے چھپا رکھنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دیں؟ تم میں کتنے ہیں جو اُن کو یہ سکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں زر ہی ایک ایسی طاقت ہے جو تعظیم، رعب اور عزت کے لائق سمجھی جاتی ہے دولت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا کریں؟ تم میں کون ہے جو اس بات میں ایمان رکھنے کے باوجود کہ مسیح نے نوع انسان کی بہبود کے لیے اپنی رضامندی سے جان دی تھی اپنے بیٹے کو اس کے گلے سے لپٹ کر ہر ایک ایسی کوشش سے باز رکھنا نہیں چاہتی جس سے اُسکے ابنائے جنس کا فائدہ لیکن اُس کی اپنی جان کا خطرہ ہے؟

اور اگر تم بچوں کو کوئی عمدہ تعلیم بھی دو تو کیا تمام سوسائٹی اپنی ہزاروں زبانوں اور ہزاروں بُری مثالوں سے تمہارے کام کو تباہ و برباد نہیں کر دے گی؟ کیا تم اُس ہوا سے جو اخلاقی تنزل کی ہوا چاروں طرف پھیل رہی ہے خود اپنی روحوں کو پاک کر سکتے اور ترقی کے راستہ میں اُن کو بڑھا سکتے ہو؟ یا اگر تمہاری مادری حالت کا ہی خیال کیا جائے تو کیا یہ کبھی ترقی کر سکتی ہے جب تک تمام کی حالت میں اصلاح نہ ہو

یہاں انگلستان میں جہاں کہ میں اب لکھ رہا ہوں ہر سال لاکھوں روپیہ بیچ کی خیرات کے طور پر شخصی مصیبتوں کے دور کرنے میں صرف کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ مصیبت سال بسال ترقی کر رہی ہے۔ اور شخصی خیرات اس خرابی کو دور نہیں کر سکی۔ اور اس امر کی ضرورت روز بروز عام طور سے تسلیم ہو رہی ہے کہ متفقہ کوشش سے باقاعدہ تدارک عمل میں لائے جائیں۔ اور اُن ملکوں میں جو خودسر حکومتوں کے ماتحت ہیں۔ جن میں ٹیکس اور قیود محض حکمران کی مرضی پر لگائے جاتی ہیں۔ جن کے لشکروں۔ جاسوسوں۔ وکیلوں اور منشیوں اردلی کا خرچ اتنی قدر بڑھتا جاتا ہے جس قدر کہ اس خودسری کے تحفظ کی ضرورت روز بروز زیادہ ہو رہی ہے ایسے ملکوں میں کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ صنعت اور حرفت مسلسل طور پر ترقی کرینگے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر تمہارے اپنے ملک کی حکومت اور تمدنی حالت میں اصلاح ہو جائے تو صرف یہی امر کافی ہوگا؟ نہیں یہ ہرگز کافی نہیں ہوگا۔ اس زمانہ میں کوئی قوم محض اپنی پیداوار پر گذارہ نہیں کر سکتی۔ تم بہت چیزوں کا تبادلہ کرتے ہو۔ بہت چیزیں اپنے ملک کی دوسرے ملکوں میں بھیجتے ہو۔ بہت سی اُن ملکوں کی اپنے ملک میں منگاتے ہو۔ اگر کوئی اجنبی قوم مفلس ہو جائے اور خرچ کرنیوالوں کی تعداد اُس میں گھٹ جائے تو کیا ایسی صورت میں تمہارے لئے ایک منڈی بند نہیں ہو جائیگی؟ اگر بدانتظامی کے باعث کسی غیر ملک کی تجارت بند ہو جاتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ملک کو بھی نقصان پہنچاتی ہے امریکہ اور دوسری جگہوں کی کمی پیداوار انگلستان میں قحط ڈال دیتی ہے آجکل ساکھ کوئی قومی قاعدہ نہیں ہے بلکہ یورپ کا آئین ہے ❖

علاوہ بریں تمام دوسری حکومتیں تمہاری قومی اصلاحوں کی مخالف

ہو جائینگی۔ کیونکہ بادشاہوں نے پہلے ہی یہ سمجھ کر کہ سوشیل سوال آج کل عام سوال ہو گیا ہے آپس میں ربط و اتحاد قایم کر لیا ہے۔

یورپ کی تمام قوموں اور یورپ کی توسط سے تمام نوع انسان کی بہتری اصلاح اور یگانگت ہیں تم اپنی بہتری کی بھی امید کر سکتے ہو۔

پس اے میرے بھائیو! اپنے فرض کے نام سے اور اپنے فائدہ کی خاطر کبھی اس بات کو نہ بھولو کہ تمہارے مقدم فرائض یعنے وہ فرائض واجب طور سے بجا نہیں لا سکتے۔ وہی ہیں جو نوع انسان کی طرف سے تم پر واجب ہیں۔

جس طرح خدا کا قانون اور اُس کی محبت تمام انسانوں کے لئے ہے اسی طرح تمہارے اقوال اور تمہارے افعال بھی کُل انسانوں کیواسطے ہونے چاہئیں خواہ تم کسی ملک میں رہتے ہو مگر جہاں کہیں کوئی ایسا شخص نکلے جو حق۔ انصاف اور راستی کے لئے لڑ رہا ہے تم اُس شخص کو اپنا بھائی تصور کرو۔ خواہ کسی جگہ کسی شخص کو غلطی۔ بے انصافی یا ظلم کے باعث تکلیف پہنچ رہی ہے وہ شخص تمہارا بھائی ہے۔ آزاد ہو خواہ غلام تم سب بھائی ہو۔ تمہارا اصل ایک ہے ایک الہی قانون کے تم سب تابع ہو۔ اور ایک منزل پر تمام کو پہنچنا ہے۔ پس تمہارا ایمان اور تمہارے افعال ایک ہونے چاہئیں اور ایک ہی جھنڈے کے نیچے ہو کر تمہیں لڑنا ہے۔ یہ مت کہو کہ جو زبان ہم بولتے ہیں وہ جدا ہے" ہمارے افعال ہمارے آنسو اور ہمارا شہید ہونا ایسی زبان ہے جسکو سب جہان سمجھتے ہیں۔ یہ بھی نہ کہو کہ نوع انسان بہت ہی وسیع ہے اور ہم لوگ بہت ہی کمزور" خدا زور کو نہیں دیکھتا بلکہ نیت کو جانچتا ہے۔ نوع انسان کو پیار کرو۔ جب تم کوئی فعل اپنے کنبے یا ملک کے دائرہ کے اندر کرنے لگو

تو پہلے اپنے دل سے پوچھو کہ "اگر یہی فعل جو میں اب کرنے لگا ہوں تمام انسان کرتے اور تمام انسانوں کے واسطے کیا جاتا تو یہ نوع انسان کے حق میں مفید ہوتا یا ضرر رساں"؟ اور اگر تمہارا ضمیر تمہیں بتلائے کہ یہ ضرر رساں ہوگا تو اس کے ارتکاب سے باز رہو۔ خواہ تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ اس فعل کا نتیجہ تمہارے ملک یا کُنبے کے حق میں فی الفور مفید ہوگا۔

تم اس ایمان کے حواری ہو۔ قوموں کی یگانگت اور نسل انسانی کے اتحاد کا وعظ کرو جبکہ اس زمانہ میں اصولاً تو مانا جاتا ہے لیکن عملاً اس سے انکار کرتے ہیں۔ جہاں کہیں اور جس قدر تم ایسا کر سکتے ہو۔ ایسا ہی کرو۔ اس سے زیادہ نہ خدا تم سے چاہتا ہے نہ انسان توقع کر سکتا ہے لیکن میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر زیادہ کا امکان نہ ہو اور محض تم اپنی ذات کی شہادت ہی دیتے رہو تو تب بھی تم نوع انسان کی خدمت بجا لاتے ہو۔ خدا تعلیم کے مرحلوں کو ناپتا ہے۔ وہ نسل انسانی کو ایمانداروں کی تعداد اور خلوص کے مطابق ترقی دیتا ہے۔ اور جب تم میں خالص ایسے آدمی بہت ہو نگے تو خدا جو تمہیں شمار کرتا ہے خود تم کو بتلا دیگا کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے ۔

پانچواں باب

ہمارے فرائض اپنے ملک کی نسبت

تمہارے مقدم فرائض۔ یعنی مقدم بلحاظ اہم ہونے کے جیسا کہ ہم نے تمہیں ابھی بتلایا وہ فرائض ہیں جو نوع انسان کی نسبت تم پر واجب کئے گئے ہیں۔ تم پہلے انسان بنائے گئے ہو شہردار یا باپ پیچھے بنتے ہو۔ اگر تم کل خاندان انسانی کو اپنے آغوش محبت میں نہیں لیتے۔ اگر تم اس خاندان کی وحدانیت میں جو توحید الٰہی کا نتیجہ ہے اور قوموں کی اُس یگانگت میں جو انجام کار اس وحدانیت کو فعل کی صورت میں لائیگی اعتقاد رکھتے ہو مگر اس اعتقاد کی گواہی نہیں دیتے۔ اگر کسی جگہ کوئی بعض تکلیف اُٹھا رہا ہے یا جھوٹ اور ظلم کے ذریعہ سے سرشت انسانی کی بےعزتی کیجاتی ہے اور تم صاحب مقدور ہو کر اُس مصیبت زدہ کی اعانت کے لئے تیار نہیں ہو۔ اور اس امر کو محسوس نہیں کرتے کہ گمراہ اور مظلوم اشخاص کی حمایت میں لڑنے کے لئے تمہاری طلبی ہوئی ہے۔ تو تم اپنے قانون زندگی کی خلاف ورزی کرتے ہو۔ اور اُس مذہب کو نہیں سمجھتے جو زمانہ آئندہ کا رہنما اور برکت دینے والا ہوگا*

لیکن تم اکیلے نوع انسان کی اخلاقی ترقی اور بہبود کے لئے کیا

کر سکتے ہو۔ تم وقتاً فوقتاً اپنے اعتقاد کو ظاہر کر سکتے ہو لیکن بے سود یا یہ کر سکتے ہو۔ کہ کسی شاذ و نادر موقع پر کسی غیر وطن بھائی سے کوئی کام سخاوت کا کرو۔ اس سے زیادہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر آنے والے زمانہ کے ایمان کا پول سخاوت یا خیرات نہیں ہے۔ آنے والے زمانہ کے ایمان کا پول اتحاد ہے اور ایک غرض مشترک کے حصول کے لئے تمام کی برادرانہ مشارکت۔ اور یہ امر تمام خیرات سے اسی قدر اعلےٰ اور برتر ہے جس قدر وہ عمارت جو تم سب کے اتفاق سے تعمیر ہو اس غریبانہ جھونپڑی پر فوقیت رکھیگی جس کو تم میں سے کوئی ایک تن تنہا محض اینٹے جو نہ اور آلات کی مدد عاریتاً طور پر حاصل کر کے تعمیر کریگا ؛

لیکن تمہارا بیان ہے کہ تم متفق ہو کر کچھ کام نہیں کر سکتے کیونکہ تمہاری زبان تمہارے رسم و رواج۔ تمہاری رغبتیں اور تمہاری قابلیتیں ایک دوسرے سے علیحدہ اور مختلف ہیں شخص واحد کسی شمار میں نہیں اور نوع انسان حد سے زیادہ وسیع ہے برٹینی کا ملاح جب اپنی کشتی کو سمندر میں ڈالتا ہے تو خدا سے یہ دعا مانگتا ہے۔ اے میرے خدا! میری کشتی ایسی چھوٹی اور تیرا سمندر ایسا وسیع ہے۔ اور یہ دعا تم میں سے ہر ایک کی حالت کو ٹھیک طور پر ظاہر کرتی ہے تا وقتیکہ تم ایسے وسائل حاصل نہ کرو جن سے اپنے کام کرنے کی قواعد اور طاقتوں کو غیر محدود طور پر بڑھا سکو

خدا نے ان وسائل کا انتظام تمہارے لئے اس طرح پر کیا ہے۔ کہ تمہیں ایک ملک کا باشندہ بنا دیا۔ جس طرح ایک دانا اوورسیر مزدوروں کی مختلف قابلیتوں کے مطابق مختلف کاموں پر اُنہیں لگا دیتا ہے اسیطرح خدا نے نوع انسان کو سطح زمین پر مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا اور

فٹ نوٹ - لہ پلٹا جسکو انگریزی میں وارج ورڈ کہتے ہیں اُس خاص لفظ کا نام ہے جس سے پہرہ والے دوست دشمن میں تمیز کرتے ہیں ۱۲ (مترجم)

اس طرح پر پیٹریاٹزم (قومیت) کا بیج پیدا کیا ہے۔ ہر چند خراب حکومتوں نے آلہی نقشہ کو بگاڑ دیا ہے۔ تو بھی کم از کم جہانتک یورپ کا تعلق ہے تم بڑے بڑے دریاؤں کی گزرگاہوں اونچے اونچے پہاڑوں کی سیدھ اور دوسرے حالات متعلق جغرافیہ سے صاف طور پر اُس کا نشان دیکھ سکتے ہو اُنہوں نے اپنی فتوحات سے اپنے لالچ سے اور دوسروں کی جائز و واجبی طاقت کا بھی حسد کر کے اس آلہی نقشہ کو بگاڑا اور ایسا بگاڑا ہے کہ اگر انگلستان اور فرانس کو مستثنےٰ کر دیں تو شاید ایک ملک بھی ایسا نہ ہوگا جس کی موجودہ حدود اُس نقشے کے مطابق ملینگی۔

ان حکومتوں نے بجز اپنے کُنبوں یا خاندان کے کسی ملک کو نہیں جانا اور نہ جانتی ہیں ذات کی خود بینی اسی کا نام ہے لیکن آلہی منصوبہ بالضرور پورا ہوگا جو خودسرانہ تقسیمیں خراب حکومتوں نے منظور کر رکھی ہیں اُن کی جگہ قدرتی تقسیمیں اور قوموں کی خود رو طبعی رغبتیں قائم ہونگی یورپ کا نقشہ نئے سر سے بنایا جائیگا۔ پادشاہوں اور خاص فرقوں کے ممالک منہدم ہو کر اُن کے کھنڈرات پر قوموں کے ممالک قائم ہوں گے جن کی حدود آزاد اشخاص کی رائے سے قرار پائینگی اور ان ملکوں کے درمیان آپسمیں موافقت اور یگانگت کا برتاؤ ہوگا۔ اور نوع انسان کا مشترک کام یعنے تمام کی بہتری اور انسانی زندگی کے قانون کو بتدریج دریافت کر کے اُس پر عمل کرنا جب مقامی اور عام قابلیتوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ تو امن کے ساتھ اور ترقی پذیر صورت میں ہوتا رہیگا۔ اُس وقت جبکہ تم میں سے ہر ایک کو لاکھوں ایسے آدمی کی طاقت اور اُلفت کا بھروسہ ہوگا جو ایک ہی زبان بولتے ہونگے۔ جن کی رغبتیں ایک ہونگی۔ اور ایک ہی تاریخی روایت سے جنکو تعلیم ملیگی۔ تم مناسب طور پر یہ امید کر سکتے ہو کہ مجرد اپنی شخصی کوششوں سے کل نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے ÷

اے میرے بھائیو۔ اپنے ملک کو پیار کرو! ہمارا ملک ہمارا گھر ہے
جو خدا نے ہم کو دیا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا کنبہ ہے جو ہمیں پیار
کرتا ہے اور اُسکو ہم پیار کرتے ہیں جسکے ساتھ بہ نسبت اوروں کے ہمیں
دل سے ہمدردی ہے اور جس کی بات کو غیروں کے مقابلہ میں ہم جلدی
سمجھتے ہیں۔ اور یہ جو اس کے کہ ایک معلومہ جگہ میں جمع کیا گیا ہے اور اُسکے
عناصر طبعیت میں ایکساں واقع ہوئے ہیں۔ ایک خاص قسم کی کارگزاری
کے لئے بہت ہی موزون ہے۔ ہمارا ملک ہمارا مشترک کارخانہ ہے جہاں سے
ہمارے کام کی پیداواریں کل دنیا کے فائدے کے لئے بھیجی جاتی ہیں۔
جس میں محنت کے آلات جنہیں ہم فائدہ کے ساتھ کام میں لا سکتے ہیں
سب فراہم کر دئے گئے ہیں اور ہم بغیر اس کے کہ قادر مطلق کی تجویز کے
خلاف جائیں اور خود اپنی طاقت کو گھٹائیں انہیں ناپسند نہیں کر سکتے۔

جب ہم صحیح اصول پر خاص اپنے ملک کے لئے محنت کرتے ہیں
تو ہماری وہ محنت نوع انسان کے واسطے ہے۔ ہمارا ملک اس ڈنڈی
کی ٹیک ہے جو ہمیں سب کے فائدے کے لئے اٹھانی ہے۔ اگر ہم اس
ٹیک کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہم نہ صرف نوع انسان کے واسطے بلکہ اپنے
ملک کے لئے بھی اپنا وجود بیفایدہ کر لینے کی جوکھوں میں پڑتے ہیں پیشتر
اس کے کہ لوگ اُن قوموں کے ساتھ اتحاد کر سکیں جن سے نوع انسان
مرکب ہے یہ امر ضروری ہے کہ وہ خود کوئی قومی وجود رکھتے ہوں۔ سچا
اتحاد صرف برابر والوں میں ہو سکتا ہے۔ اپنا مجموعی وجود ہم اپنے ملک
کے ذریعہ سے ہی تسلیم کرا سکتے ہیں۔

نوع انسان مثل ایک وسیع لشکر کے ہے جو نامعلوم سرزمینوں کو
فتح کرنے کے لئے زبردست اور ہوشیار دشمنوں کے برخلاف پیشقدمی
کر رہا ہے۔ مختلف قومیں اس لشکر کی مختلف رجمنٹیں ہیں۔ جن میں سے

ہر ایک کے لئے ایک جگہ اور ایک خاص کام انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور فتح مشترک اس بات پر منحصر ہے کہ یہ تمام جداگانہ کارروائیاں ٹھیک طور پر انجام پائیں۔ لڑائی کے انتظام میں خلل انداز مت ہو۔ اور جو جھنڈا خدا نے تم کو دیا ہے اُسے نہ چھوڑو۔ چاہے تم کسی جگہ ہو۔ اتفاقات زمانہ نے چاہے کسی قوم میں تم کو پیدا کر دیا ہو۔ تم ہمیشہ بشرطِ ضرورت اُس قوم کی آزادی کی خاطر لڑنے کے واسطے تیار رہو۔ لیکن اس طریق سے لڑو کہ جو خون تم بہاؤ وہ نہ خالی تمہاری بلکہ تمہارے ملک کی عظمت ظاہر کرے میں کا لفظ کہنا چھوڑ دو اور اُسکی جگہ ہم صیغہ جمع متکلم کا استعمال کرو۔ تم میں سے ہر ایک کو اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے ملک کا اوتار ہو جائے۔ وہ اپنے تئیں اپنے ہم وطنوں کا کفیل اور اُن کے لئے جوابدہ خیال کرے۔ اور اپنے افعال کو ایسا ضبط میں لائے کہ اُس کی وجہ سے دوسرے لوگ اُس کے ملک کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔ خدا نے جو خدمت نوع انسان کی نسبت بجا لانے کے لئے تمہیں سپرد کی ہے تمہارا ملک اُس خدمت کا نشان ہے۔ جن کا وجود اُس سرزمین کی مٹی سے ہے اُن سب کی استعداد اور قوتیں اس خدمت کی بجا آوری کے لئے متفق ہو جانی چاہئیں۔ ملک اصل میں وہی ہے جس کے باشندے آزاد اور آپس میں برابر ہیں اور جو ایک غرض مشترک کے حصول کے لئے محنت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے ملک کو اپنے بناؤ اور اسی حالت میں قایم رکھو۔ ملک لوگوں کے اجتماع کا نام نہیں ہے بلکہ ایسوسی ایشن یعنے اتحاد کا نام ہے۔ پس جہاں یکساں حقوق نہیں ہیں اصل میں وہ ملک نہیں ہے۔ جہاں ذاتیں۔ خاص استحقاق اور غیر مساوات پائی جاتی ہے درحقیقت وہ بھی کوئی ملک نہیں ہے۔ جہاں شخص منفرد کی قواعد اور استعداد کا کوئی جزو رُوک دیا گیا یا بیکار پڑا ہے

جہاں کوئی عام اصول نہیں ہے جسکو سب کے سب تسلیم اور قبول کرتے اور اسکو نشوونما دیتے ہوں وہاں فی الواقع کوئی قوم نہیں ہے۔ انہیں ایک انبوہ یا ازعینی گولا آدمیوں کا سمجھنا چاہیئے جنہیں اتفاقات زمانہ نے اکٹھا کر دیا اور وہی پھر ان کو جدا بھی کر سکتے ہیں۔ اُس محبّت کے نام سے جو تم اپنے ملک کے ساتھ رکھتے ہو تمہیں واجب ہے کہ خاص استحقاق اور غیر مساوات کو امن سے لیکن مسلسل طور پر جد و جہد کر کے اُس سرزمین سے نکال دو جس سے کہ تمہارا وجود بنا ہے۔

صرف ایک ہی جائز استحقاق ہے اور وہ استحقاق ذہن کا ہے جبکہ وہ نیکی کو ساتھ لے کر اپنا ظہور کرے۔ مگر یہ استحقاق خدا کا بخشا ہوا ہے اور اگر تم اسکو مانتے اور اسکی ہدایتوں کی پیروی کرتے ہو تو تم اپنی عقل اور اپنی پسند کو کام میں لا کر ایسا کرتے ہو۔ اس کے سواء اور جو استحقاق ہے جو بوجہ اختیار یا موروثیّت یا کسی دوسرے حق کی وجہ سے جو سب کا مساوی حق نہیں ہے تم سے متابعت چاہتا ہے وہ ایک طرح کا غصب اور تعدی ہے اور تمہارا فرض ہے کہ تم اسکی مزاحمت کرو اور اسے نابود کر دو۔

اپنے ملک کو تم اپنا مندر سمجھو۔ جسکی چوٹی پر خدا اور بنیاد میں اُن لوگوں کی قوم ہے جو سب آپسمیں برابر ہیں۔

پس اگر تم اپنے ملک اور خود اپنے آپ کو بے عزت کرنا نہیں چاہتے تو کوئی اور عقیدہ یا اخلاق قانون تسلیم نہ کرو۔ تمام دوسرے درجہ کے قوانین اسواسطے ہیں کہ اس بڑے قانون کو رفتہ رفتہ عمل میں لا کر تمہاری زندگی کا دستور العمل بنا دیں۔ اسی لئے یہ ضرور ہے کہ ان قوانین کے مرتب کرنے میں تم سب کی امداد شامل ہو۔ جس قوانین کو باشندوں میں سے کسی ایک گروہ یا فرقہ نے بنایا ہے وہ فی الواقع محض اُسی فرقہ کے خیالات اور خواہشوں کا اظہار ہو سکتے ہیں۔ وہ ملک کی رائے کا اظہار نہیں ہیں

بلکہ ملک کی کسی جماعت یا طبقہ کے تیسرے یا چوتھے جزو کی رائے کا اظہار ہیں۔

قوانین ایسے چاہئیں جو عام کی خواہشات کو ظاہر کریں۔ اور عام کا فایدہ اُن سے مترتب ہو وہ قوم کے دل کی ایک پھڑک ہوں یعنے کل قوم بلاواسطہ خواہ بالواسطہ اُن قوانین کو وضع کرے۔

جب اس خدمت کو تم معدودے چند آدمیوں کے تفویض کر دیتے ہو تو گویا ایک جماعت کی خود بینی کو تم ملک کی بجائے جو کل جماعتوں کے اتحاد کا نام ہے قایم کرتے ہو۔

ملک محض کوئی حصہ زمین کا نہیں ہے۔ اصلی ملک ہ خیال ہے جو ملک کے نام سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ محبّت کا خیال میں جول کا ادراک ہے جو اُس حصہ زمین کے کُل باشندوں کو متفق کر کے ایک کر دیتا ہے۔

جب تک تمہارے بھائیوں میں ایک بھی ایسا ہے کہ قومی زندگی کے نشو و نما میں اسکی رائے نہیں لیجاتی۔ جب تک تم میں سے ایک شخص بھی جہالت میں پڑا ہوا ہے بجالیکہ دوسرے تعلیم پاتے ہیں۔ جب تک ایک ایسا شخص بھی جو ہر طرح سے قابل اور کام کرنے پر رضامند ہے محض کام نہ ملنے کی وجہ سے پنجہ افلاس میں گرفتار ہے تبتک ہرگز خیال نہ کرو کہ تمہارا ابھی کوئی ملک ہے۔ ملک اُس معنی میں جس میں کہ یہ ہونا چاہیئے۔ یعنے جو ملک کہ سب کا اور سب کیواسطے ہے۔

تعلیم۔ محنت۔ اور رائے دینے کا حق یہی تینوں قوم کے بڑے ستون ہیں۔ جب تک تم اُنھیں خاص اپنی محنت اور کوششوں سے مستحکم طور پر تعمیر نہ کر لو تمہیں دم نہیں لینا چاہئیے۔

دوسری قوموں سے کبھی انکار نہ کرو۔ خدا کرے یہ تمہارے نصیب ہو کہ تم اپنے ملک کی زندگی کو خوشنمائی اور طاقت کے ساتھ ظاہر کرو۔ جو تمام

۵ اکتوبر
عبدالرزاق

کینے اندیشوں اور منکرانہ شکوک سے پاک ہو۔ قوم اُسکی بنیاد اور اس کے دینی اصول کے نتائج جو منطقی طور پر اور چُستی کے ساتھ عمل میں لائے گئے ہوں اُس کے رہنما ہوں۔ اُسکی طاقت سب کی متفقہ طاقت۔ اور اس کا مقصد اس خدمت کی بجا آوری ہو جو خدا نے اُس کے تفویض فرمائی ہے اور جب تک تم نوع انسان کے لئے جان دینے پر آمادہ ہوگے تبتک تمہارے ملک کی زندگی کو فنا نہیں ہے +

چھٹا باب

ہمارے فرائض اپنے کُنبے کی نسبت

کنبہ دل کا زادبوم ہے کنبے میں ایک فرشتہ ہے جو مہربانی شیرینی اور محبت کا ایک عجیب مخفی اثر رکھتا ہے۔ جس فرشتہ کی طفیل ہمیں اپنے فرائض بہت بابس اور اپنے رنج بہت تلخ معلوم نہیں ہوتے۔ انسان کو اس زمین پر جو خالص اور غیر آلودہ خوشحالی اور جو بلا آمیزش رنج کے خوشی حاصل ہو سکتی ہے وہ کُنبے کی راحت اور خوشی ہے۔ جس کے لئے ہمیں اسی فرشتہ کا مشکور رہونا چاہئے۔ جس شخص کو اپنی بدقسمتی سے اس فرشتہ کے

بازؤوں کے نیچے پناہ گزین ہو کر کنبے کی با امن زندگی بسر کرنا نصیب نہیں ہوتی اس کی روح پر غم کی ایک ایسی تاریکی چھا جاتی ہے اور اس کے دل میں ایک ایسی خلا پیدا ہو جاتی ہے جس کو کوئی شخص ہٹا یا پُر نہیں کر سکتا جیسا کہ میں ان صفحات کا راقم جانتا ہوں۔

پس تم لوگ جنہیں کنبے کے آرام اور خوشیاں نصیب ہوئی ہیں خدا کو مبارک کہو جس نے اس فرشتے کو پیدا کیا۔ یہ خیال کر کے کہ تمہیں کسی اور جگہ زیادہ حظ اور آرام ملسکتا ہے اسکی بے قدری نہ کرو۔ کنبے میں ایک ایسا عنامر ہے جو شاذ کسی اور جگہ ملیگا یہ عنصر دیرپا ہونے کی صفت ہے۔ کنبے کی محبت تمہارے دل کے گرد آہستہ آہستہ اور بالکل نامعلوم طور پر لیکن اُستواری اور پائداری سے اُسی طرح لپٹی چلی جاتی ہے جس طرح عشق پیچاں درخت کے گرد پیچ ڈال دیتا ہے۔ اور آخر کار تمہیں ایسا چمٹتی ہے کہ تمہارے وجود کا ایک جزو بنجاتی ہے۔ چونکہ تمہارا ہی ایک جزو ہوتی ہے بسا اوقات تمہیں اسکی خبر بھی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک دفعہ تم اسے کھو دو تم یہی محسوس کرو گے گویا ایک اندرونی اور ضروری جزو تمہاری زندگی کا جاتا رہا۔ تم اب بے قرار اور ناخوش پھرتے ہو۔ ممکن ہے کہ کسی طرح پر تمہیں پھر قدرے خوشی یا تسکین حاصل ہو جائے مگر وہ اعلےٰ درجہ کی تسکین اب کہاں جو دل کی جمعیت سے حاصل ہوتی ہے جسکو جھیل کے پانی کی خاموشی سے یا اعتبار بھری نیند کے آرام سے یا اس بچے کی راحت سے تشبیہ دیسکتے ہیں جو اپنی ماں کی گود میں سوتا ہے۔

کنبے کا یہ فرشتہ عورت ہے۔ رشتہ میں خواہ ماں ہو یا بیوی خواہ بہن بہر حال عورت زندگی کا لاڈ چاؤ ہے۔ یا یہ محبت کی وہ ملائم شیرینی ہے جو زندگی کی تکانوں پر بکھیری گئی ہے اور اُنہیں رفع کرتی ہے۔ یا اسکو افراد انسانی پر اُس شفقت کرنے والے محافظ کا ایک عکس سمجھنا چاہیے جو

کل نوع انسان کی حفاظت کر رہا ہے۔ عورت کے اندر ایسے تشفی بخش باتوں کا خزانہ موجود ہے جو ہر ایک فکر و غم کو دور کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں عورت ہی کے طفیل ہم میں سے ہر ایک کے لئے زمانہ مستقبل کا وجود قایم ہوتا ہے بچہ محبت کا پہلا سبق اپنی ماں کے بوسہ سے سیکھتا ہے۔

اپنے پیارے کے پہلے پاک بوسہ سے انسان زندگی میں امید اور ایمان کا سبق حاصل کر سکتا ہے اور امید اور ایمان ترقی کی خواہش اور درجہ بدرجہ اسکو حاصل کرنے کی طاقت۔ کوتاہ کلام اس زمانہ مستقبل کو پیدا کرتے ہیں جسکی زندہ نشانی بچہ ہے جو آنے والی نسلوں کے ساتھ ہمیں جوڑتا ہے۔ عورت ہی کے باعث ہے کہ کنبہ اپنے آلہی راز تولید و تناسل کے ہمیں ہمیشگی کا پرچہ دیتا ہے۔

پس اے میرے بھائیو کنبے کو متبرک سمجھو۔ اسکو زندگی کی لازمی شرائط سے تصور کرو۔ اور کسی کوشش کو منظور نہ کرو جو اسکے استیصال کے لئے کی جائے۔ خواہ وہ کوشش اُن لوگوں کی طرف سے ہو جو ایک جھوٹے اور وحشیانہ فلسفہ سے موثر ہو رہے ہیں خواہ اُن کوتاہ خیال حکما کی طرف سے جو اس امر کے معائنہ سے کہ کنبے کو بیشتر خود غرضی اور شخصی امتیازوں کے خیال کی پرورش گاہ بنایا جاتا ہے ناراض ہو کر وحشی کی طرح اُس برائی کی ترقی کو روکنے کا علاج صرف یہ خیال کرتے ہیں کہ خود درخت کو جڑ سے کاٹ دیں۔ کنبے کا تصور انسانی تصور نہیں بلکہ آلہی تصور ہے اور کوئی انسانی طاقت اسکو مٹا نہیں سکتی۔ زاد بوم کی مثل بلکہ زاد بوم سے بھی بڑھ کر کنبہ ہمارے وجود کا ایک عنصر ہے۔

میں نے کُنبے کو زاد بوم پر ترجیح دی ہے۔ کُنبے کے امتیازات ہر چند اس وقت متبرک ہیں لیکن یہ مٹ سکتے ہیں یعنے جس وقت نوع انسان کا اخلاقی قانون انسان کے اپنے دل پر منقوش ہو گیا تو ان امتیازوں کے جاتے رہنے کا

امکان ہے۔ مگر کنبے کا قیام اُسوقت تک رہیگا جب تک سطح دنیا پر انسان کا وجود باقی ہے۔ اسے نوع انسان کا گہوارہ سمجھو بلاشبہ انسانی زندگی کے ہر ایک دوسرے عنصر کی طرح اس میں بھی ترقی کی قابلیت رکھی گئی ہے اور ہر ایک دور میں اسکے میلان اور ارادوں میں اصلاح ہوتی رہی ہے لیکن یہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔ پس یہ تمہارا فرض ہے کہ تم کنبے کو روز بروز زیادہ متبرک بناؤ اور ملک کے ساتھ اس کا رشتہ دن بدن زیادہ قریبی کرتے رہو۔ ملک کو جو تعلق نوع انسان کیساتھ ہے وہی کنبے کو ملک کے ساتھ ہونا چاہئیے۔ جس طرح ہماری حب وطن کا فحوائے اور مقصد جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ تمہیں ایسی تعلیم دے کہ تم انسانی کہلا سکو اسیطرح کنبے کا فحوائے اور مقصد یہ ہے کہ تمہیں شہر دار بننے کی تعلیم دے۔ کنبہ اور ملک ایک ہی خط کے دو انتہائی سرے ہیں۔ جہاں کہیں یہ بات نہیں ہے وہاں کنبہ کنبہ نہیں رہتا۔ بگڑ کر خودی بن جاتا ہے جو نہایت ہی بھیانک اور وحشیانہ قسم کی خودی ہے۔ کیونکہ یہ نہایت ہی پاک چیزوں کو جیسی کہ ہماری محبتیں ہیں اُن کے حقیقی مقصد سے پھرا کر خراب کر دیتی ہے

پس عورتوں کو محبت کرو اور اُنہیں عزت دو۔ اُن کی ذات سے محض آرام و آسائش کا خیال نہ رکھو بلکہ وہ ایک طاقت۔ ایک الہام۔ اور تمہارے دماغی اور اخلاقی قواء کو دو چند کرنے والی چیز ہیں۔

عورتوں پر فوقیت رکھنے کا کوئی خیال اگر تمہارے دماغ میں ہے تو اُسے نکال دو تمہیں کسی قسم کی ترجیح اُن پر نہیں ہے۔

بظاہر اُن میں جو دماغی ناقابلیت ہمیں معلوم ہوتی ہے اور جسکو اُن پر مسلسل جبر و تعدی روا رکھنے کے لئے ایک دلیل بنا لیا گیا ہے وہ صرف دیرینہ تعصبات۔ ایک ادنےٰ درجہ کی تعلیم اور ایک دائمی قانونی غیر مساوات

اور بے انصافی نے پیدا کر دی ہے ۔

لیکن کیا ہر ایک جبر و تعدی کی تاریخ ہمیں یہ نہیں بتلاتی ہے کہ کیونکر ظالم شخص ایک ایسے امر واقعہ کو پیش کر کے جسکو اُس نے خود مخلوق کیا ہے اپنے فعل کو جائز ٹھہرانا نہیں چاہتا اور اُسکی تائید کا خواہاں نہیں ہوتا۔ اُمرا کے فرقوں نے خود ہی قوم کی اولاد کو تعلیم سے بے بہرہ رکھا اور خود ہی اس تعلیم کی کمی کو وجہ ٹھہرا کر شہردار کے حقوق سے اُس متبرک مکان سے جسمیں قوانین مرتب ہوتے ہیں اور رائے دینے کے حق سے کہ جس سے اُن کے سوشیل مشن کا آغاز ہوتا ہے اُنہیں خارج کر دیا۔ امریکہ کے بردہ فروش بیان کرتے ہیں کہ سیاہ فام نسل (حبشی وغیرہ) بہت ہی پست اور تعلیم کے بالکل ناقابل ہے لیکن اگر کوئی اُنہیں تعلیم دینا چاہتا ہے تو اُس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ نصف صدی سے اٹلی کے فرمانروا خاندانوں کے معاون یہی بیان کرتے چلے آتے ہیں کہ اٹلی کے باشندے ہرگز آزادی کے لائق نہیں ہیں۔ اور اسی اثنا میں وہ اپنے قوانین اور روزینہ دار افواج کی وحشیانہ طاقت سے ہر ایک ایسے راستہ کو بند کر رہے ہیں جس سے ہم اُن روکوں کو جہاں کہیں کہ ایسے روکیں حقیقت میں موجود ہیں دور کر سکتے جو ہماری ترقی کی مانع ہیں۔ گویا لوگوں کو آزادی کی تعلیم دینے کا ظلم ہی ایک ذریعہ ہے ۔

اسی طرح سے ہم مرد بھی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی مجرمانہ سلوک کرتے آئے ہیں اور اس وقت کر رہے ہیں۔ ہمیں اس جرم کے سایہ سے بھی بھاگنا چاہئے کیونکہ خدا کی نگاہ میں کوئی جرم اس سے زیادہ سنگین نہیں ہے۔ یہ انسانی کنبے کو دو جماعتوں میں تقسیم کر کے ایک جماعت پر دوسری کی تابعداری واجب ٹھہراتا ہے۔

خدا باپ کی نظر میں مرد و عورت کا کوئی امتیاز نہیں ہے ۔ نہ ف

انسانی وجود سے مطلب ہے یعنے اُس وجود سے (خواہ اُسکی صورت مذکّر کی ہو خواہ مؤنث کی) جس میں وہ خصوصیتیں موجود ہوں جو نوع انسان کو حیوانات مطلق پر شرف و امتیاز بخشتی ہیں۔ یعنے ملکہ رہنے کی رغبت اور تعلیم اور ترقی کی قابلیت۔ جہاں کہیں یہ خاصیتیں پائی جائیں انسانی فطرت ثابت ہے اور اسی سبب سے حقوق اور فرائض دونوں بالکل برابر ہیں۔

جس طرح ایک تنہ سے دو جداگانہ شاخیں پھوٹتی ہیں اسی طرح ایک جڑ یعنے نوع انسان سے مرد اور عورت دو مختلف شکلیں پیدا ہوئی ہیں کوئی غیر مساوات ان کے درمیان نہیں ہے۔ البتہ رغبتیں اور کام جدا جدا ہیں اور یہ مردوں میں بھی اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کیا ایک ہی موسیقی تار کے دو سر و غیر مساوی اور مختلف نوع کے سمجھے جائینگے؟ مرد اور عورت بھی دو سُر ہیں جن کے بغیر انسانی راگ پورا نہیں اُترتا*

دو قومیں فرض کرو۔ اُن میں سے ایک کو اپنے حالات اور خاص خصلتوں کے باعث یہ خدمت ملی ہے کہ وہ نئی نئی بستیاں بسا کر انسانی میل جول کے خیال کو پھیلائے۔ اور دوسری کا یہ کام ہے کہ عام پسند لٹریچر (علم ادب) اور ہنر اختراع کرکے اسی خیال کے لوگوں کو تعلیم دے تو کیا اسلئے ان دونوں کے عام حقوق اور فرائض مختلف ہونگے؟ ان میں سے دونوں قومیں واقف ہوکر خواہ ناواقفیت کی حالت میں ایک ہی الٰہی خیال کو پھیلانے والی ہیں اور اس خیال میں ہوکر آپس میں برابر اور بھائی ہیں۔

* ہمارے ہاں گاڑی کے دو پہیئے مشہور ہیں جس طرح اُن پہیوں میں سے ایک کو بڑا اور ایک کو چھوٹا یا ایک کو فائق اور ایک کو کمتر نہیں کہہ سکتے اسیطرح مرد اور عورت میں بھی جو انسانی گاڑی کے دو پہیئے ہیں کوئی فوقیت ایک کو دوسرے پر بھی ہرگز روا نہیں۔ (مترجم)

جس طرح یہ دو قومیں ہیں اسی طرح مرد اور عورت نوع انسان کے جداگانہ منصب پورے کرتے ہیں لیکن یہ منصب یکساں طور پر متبرک ہیں اور یکساں طور پر اُس آلہی خیال کو منکشف کرتے ہیں جسکو خدا نے کل عالم کی روح بنایا ہے۔

پس عورت کو محض اپنی خوشی اور رنج کا شریک اور ساتھی خیال نہ کرو بلکہ اپنے خیالات اپنی تمناؤں۔ اپنے مطالعہ اور اپنی اُن کوششوں میں بھی جو تم سوسائٹی کی بہتری کے واسطے کرتے ہو اُسے اپنا شریک سمجھو اسکو خانگی اور پولیٹیکل زندگی میں اپنے برابر جانو۔ تم دونوں انسانی بازو بن جاؤ جن کے ذریعہ سے روح اس منزل پر پہنچ سکے جو ہمارا مقدر ہو چکی ہے۔ موسے کی بائیبل بیان کرتی ہے۔ خدا نے مرد کو پیدا کیا اور مرد سے عورت کو بنایا۔ لیکن تمہاری بائیبل یعنے آنے والے زمانہ کی بائبل یہ سکھلائیگی کہ خدا نے نوع انسان کو پیدا کیا اور عورت اور مرد کی صورت میں ظاہر کیا۔

خدا نے جو بچے تمہیں دیئے ہیں اُنہیں محبت کرو۔ لیکن تمہاری محبت سچی۔ گہری اور سرگرم محبت ہو مگر ڈرو۔ بے سمجھی کی اور نامعقول محبت نہ ہو جو تمہاری خود غرضی ظاہر کریگی اور اُن کے لئے بربادی کا موجب ہوگی میں تمہیں اُس تمام کی جو سب سے زیادہ پاک ہے قسم دے کر کہتا ہوں کہ کبھی اس بات کو نہ بھولو کہ ان بچوں کے توسّل سے آنے والی نسلیں تمہاری سپردگی میں ہیں اور ان کے واسطے کیونکہ ان کی روحیں تمہاری تفویض میں ہیں۔ نوع انسان کے واسطے اور خدا کے روبرو سب سے بھاری ذمہ واری جس کو انسان نے معلوم کیا ہے تمہارے اوپر ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے بچوں کو محض زندگی کی خوشیوں اور خواہشوں کی تعلیم نہ دو بلکہ خود زندگی کی ۔ زندگی کے فرائض اور اس کے اخلاقی قانون حکومت

کی تعلیم ہی اُنہیں دو۔ اس بے دینی کے زمانہ میں ایسی مائیں اور باپ خاص کر متمول جماعتوں میں شاذ و نادر ملیں گے جو اولاد کی تعلیم کے بوجھ کو جو اُن کے اوپر ہے پورے طور پر وزن کر سکیں۔ چند مائیں اور چند باپ ایسے ہوں گے جنہیں یہ یاد ہوگا کہ ہمارے زمانہ کی بیشمار قربانیاں۔ لگاتار کشمکش اور عمر بھر کے مصائب بہت بڑے درجہ تک اُس انانیت کا نتیجہ ہیں جو تیس برس پہلے کمزور ماؤں اور بے خبر باپوں نے اپنے بچوں کے دلنشین کر دی تھی۔ یعنے اُنھوں نے اپنی اولاد کو اس امر کا عادی ہونے دیا کہ وہ زندگی کو ایک خدمت اور ایک فرض تصوّر نہ کریں بلکہ خوشی کی تلاش اور ذاتی بہبود کے فکر کے لئے سمجھیں۔ اے محنّت کے بندو! تمہاری نسبت اُن خطروں کا اندیشہ بہت کم ہے۔ تمہاری بہت بڑی تعداد صرف یہی بہت اچھی طرح سے جانتی ہے کہ محتاجی کی زندگی بسر کرنا کسکو کہتے ہیں۔ لیکن تم بہت ہی پست تمدنی حالت میں ہو اور اس سبب سے ہمیشہ محنت کرنے پر مجبور رہو اور اپنی اولاد کو جیسی چاہئے تعلیم نہیں دے سکتے پھر بھی اپنے کلام اور مثال دونوں کے ذریعہ سے جزوی طور پر تم اپنے اس مشکل فرض کو بجا لا سکتے ہو۔

تم اپنی مثال سے ایسا کر سکتے ہو۔

"تمہاری اولاد تمہارے جیسی ہوگی۔ وہ اُسی قدر خراب یا نیک نکلیگی جس قدر تم آپ خراب یا نیک ہو۔ وہ کیونکر متدین۔ فیاض اور رحمدل ہو سکتی ہے جب تم اپنے بھائیوں کی نسبت فیاض نہیں ہو؟ وہ کسطرح اپنی بُری خواہشوں کو روکیں گے جب تمہیں بے اعتدالی کا عادی دیکھتے ہیں؟ وہ کس طرح اپنی اصلی معصومیت کو قایم رکھیں گے جب تمہیں فحش فعل یا گندگی باتوں سے اُن کی حیا کو توڑنے کا مطلق لحاظ نہیں ہے؟ تم زندہ سانچہ ہو جسمیں اُن کی نرم طبیعت ڈھالی جائے گی۔ پس یہ تم ہی

پر موقوف ہے کہ آیا تمہاری اولاد انسان ہو یا مطلق حیوان"۔ (لیمینیس ورڈز آف اے بیلیور)

اور تم اپنی اولاد کو اپنے کلام کے ذریعہ سے تعلیم دے سکتے ہو۔ اُن سے اپنے مُلک کا ذکر کرو۔ وہ پہلے کیا تھا۔ اب کیا ہے اور کیا ہونا چاہیئے۔ شام کے وقت جب تمہارے زانو پر بیٹھے ہوئے اپنی بھولی بھولی باتوں سے اپنی ماں کا اور تمہارا جی خوش کر رہے ہیں جس سے تمام دن کی مشقت تمہیں بھول جاتی ہے اُس وقت تم اُنہیں اُن نیک آدمیوں کے نام اور کارنامے سناؤ جو اپنے ملک اور قوم کو محبّت کرتے تھے جو ہر طرح کے رنج۔ ملامت اور تکلیف کو برداشت کر کے اُن کی حالت کی درستی کے لئے کوشش کرتے رہے۔ اُن کے نوخیز دلوں میں بے انصافی اور ظلم کا مزاحم ہونے کی طاقت پیدا کرو۔ وہ تمہاری زبان سے سیکھیں کہ نیکی کا راستہ کیسا پیارا ہے۔ سچائی کا حواری بننا کیسا شریفانہ کام ہے اور اپنے ابنائے جنس کے لئے اگر ضرورت واقع ہو اپنے تئیں قربان کر دینا کیسی مقدس بات ہے۔ اُن کے ملائم دلوں میں صرف یہی بات نہ ڈالو کہ وہ ہر ایک جھوٹ اور نامنصفانہ اختیار کی مزاحمت کرنے کا حوصلہ کریں بلکہ یہ بھی کہ ایک ہی جایز اور سچّی حکومت کی۔ یعنے ذکاوت کو لئے ہوئے نیکی کی حکومت کی مناسب عزّت کیا کریں۔ اس امر کا خیال رکھو کہ وہ بڑے ہو کر ظلم اور بدنظمی کے دشمن نکلیں۔ اور ان کا مذہب ایک ملہم کانشنس (ضمیر) کا مذہب ہو۔ روایت کی زنجیر میں مقیّد نہوں۔

قوم کا فرض ہے کہ تمہیں اس کام میں مدد دے۔ اور تمہارا حق ہے کہ اپنی اولاد کے واسطے یہ مدد اس سے حاصل کرو۔ قومی تعلیم کے بغیر کوئی قوم سچّی قوم نہیں بن سکتی۔ سنہ ۱۹۰۰ء

اپنے والدین کو محبّت کرو اور ان کی عزت کرو۔ ایسا کبھی نہ ہو کہ تم

اپنے بال بچوں کے خیال میں محو ہو کہ انہیں بھلا دو جنسے تم خود پیدا ہوئے ہو۔ بسا اوقات نئے تعلقات پرانے تعلقات کو کمزور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اُن تعلقات کو اُس زنجیر محبت کی ایک اور کڑی سمجھنا چاہئیے جو کنبے کی تین نسلوں کو ملا کر ایک کرتی ہے۔ اپنی ماں اور باپ کے سفید بالوں کی اُن کے آخری دن تک عزّت کرو اور محبّت کے ساتھ اُن سے پیش آؤ۔ اُن کی قبر کے راستہ میں پھول بکھیر دو۔ تمہاری لگاتار محبّت سے اُن کی تھکی ہوئی روحوں کو ایمان اور بقائے ابدی کی مہک آئے اور جس قدر محبت تم اپنے والدین سے کرتے ہو وہ اس بات کی کفالت ہو کہ تمہاری اولاد بھی تمہیں اسی قدر محبّت کرے۔

والدین۔ بہنیں۔ بھائی۔ بیویاں اور بچّے یہ سب تمہارے نزدیک مثل اُن شاخوں کے ہوں جو ایک ہی تنہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ کُنبے کو محبت کے اتحاد سے پاک کرو اور اسکو ایسا مندر بناؤ جس میں تم اپنے ملک کے واسطے قربان ہونے کو جمع ہوئے ہو۔

میں نہیں جانتا آیا ایسا کرنے سے تم خوشحال ہوگے لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ سختی کے زمانہ میں بھی تمہیں دل کی وہ جمعیت اور ضمیر کی وہ آسودگی حاصل رہیگی جو ہر ایک آزمایش میں تمہیں تقویت دیگی اور تاریک سے تاریک طوفان میں آسمانی روشنی کی ایک جھلک دکھا کر تمہاری روحوں کو خوش کرے گی۔

ساتواں باب

فرائض اپنی ذات کی نسبت

میں تمہیں پہلے بتلا آیا ہوں - چونکہ تم زندگی رکھتے ہو اسلئے تم زندگی کا ایک قانون بھی رکھتے ہو اپنے آپ کو نشو و نما دینا اور اپنے قانون زندگی کے مطابق ہونا اور زندگی بسر کرنا تمہارا مقدم بلکہ یہی ایک فرض ہے۔

میں نے تمہیں بتلایا ہے کہ خدا نے تم کو اپنے قانون زندگی کے دریافت کرنے کے دو ذریعے عطا کئے ہیں اُس نے تم کو تمہارا اپنا ضمیر اور نوع انسان کا ضمیر جو تمہارے ابنائے جنس کی عام رضامندی سے مراد ہے دیا ہے - میں نے تم سے کہا ہے کہ جب کبھی تم اپنے ضمیر سے دریافت کرو اور اسکی صدا کو نسل انسانی کی زبردست صدا سے جو تاریخ کے ذریعہ سے تم تک پہنچتی ہے ملتی ہوئی پاؤ تو یقین کر لو کہ ایک لاتغیر اور لازوال صداقت تمہارے قبضہ میں ہے۔

بالفعل تمہیں یہ امر مشکل ہے کہ تم نوع انسان کی اس زبردست صدا سے جو تاریخ تم تک پہنچا رہی ہے مناسب طور پر سوال کر سکو اوّل تو اس باب میں ایسی کتابیں کمیاب ہیں جو فی الواقع عمدہ اور عام پسند ہوں - دوم تمہیں اتنی فرصت نہیں کہ انہیں مطالعہ کرو - لیکن گذشتہ نصف صدی میں اُن اشخاص نے جو اپنی ذکاوت اور نیک اوصاف

کے باعث بہترین شارح علم تاریخی اور نوع انسان کے سائنس کے ہو گزرے ہیں ہمارے قانون زندگی کی بعض خصوصیتیں ان علوم سے مستنبط کی ہیں۔

اُنہوں نے دریافت کیا ہے کہ ہماری انسانی فطرت حقیقت میں سوشیل (تمدن پسند) اور تعلیم کے قابل ہے۔ اُنہوں نے معلوم کیا ہے کہ جس طرح خدا ایک ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے اسی طرح قانون بھی ایک ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے جو انسان پر منفرداً اور اجماعاً یکساں طور سے حاوی ہے۔ اُنہوں نے معلوم کیا ہے کہ بنیادی اصول اس قانون کا ترقی ہے۔

اس صداقت سے جو ایک مسلم صداقت ہے کیونکہ انسانی علم کی ہر ایک شاخ اسکو استحکام دے رہی ہے۔ تمہارے وہ تمام فرائض جو تم پر اپنی ذات کی نسبت واجب کئے گئے ہیں اور نیز تمہارے تمام حقوق استنباط کئے جاتے ہیں۔ موخر الذکر یعنے تمہارے حقوق اس ایک میں آجاتے ہیں یعنے حق اسباب کا کہ تمہیں اپنے فرائض کی بجا آوری میں کسی طرح روکا نہ جائے بلکہ کسی درجہ تک مدد دیجائے۔ تم فعل مختار ہو اور اپنے دل میں بھی تم ایسا محسوس کرتے ہو۔ وہ بدنصیب فلسفہ جو ہمارے انسانی ضمیر کی صدا کو دبا کر جبر یعنے تقدیر کا مسئلہ اسکی بجائے قایم کرنا چاہتا ہے اُسکی تمام دلائیل باطلہ ان دو غیر مغلوب گواہوں یعنے توبہ اور شہادت کو جو انسان کی آزادی ثابت کر رہے ہیں ہر گز خاموش نہیں کر سکتیں۔

سقراط سے شروع کر کے مسیح تک اور مسیح سے لیکر اُن اشخاص تک جو ابھی تک وقتاً فوقتاً اپنے ملک کے لئے جان دے رہے ہیں۔ ایمان کے تمام شہید اس غلامانہ مسئلہ کی مخالفت کرتے اور ہمکو با آواز بلند

پکار کر سناتے رہے ہیں "ہمیں بھی زندگی سے محبت تھی۔ ہم بھی اُن شخصوں کو محبت کرتے تھے جو زندگی کو ایسا عزیز بناتے ہیں اور جنہوں نے ہماری منت وسماجت کی کہ ہم بھی مان جائیں اور سر جھکا لیں۔ ہمارے دلوں کی ہر ایک تحریک ہمیں پکار کر کہتی تھی زندہ رہو لیکن آنے والی نسلوں کی تجارت کے لئے ہم نے مرنا پسند کیا۔"

کاین سے لیکر آج کل کے عام جاسوس تک تمام اپنے ساتھیوں کے ساتھ دغا کرنے والے اور تمام وہ اشخاص جنھوں نے بُرائی کا راستہ پسند کیا ہے اپنی پوشیدہ روح کے اندر ایک ایسی آواز سُنتے آئے ہیں اور اب سُن رہے ہیں جو انہیں الزام اور بے چینی دیتی اور لعنت وملامت کرتی ہے اور اُنہیں کہتی ہے "کیوں تم نے سچا راستہ چھوڑ دیا؟"

تم فعل مختار ہو۔ اسی لئے جوابدہ ہو۔ اسی اخلاقی آزادی سے تمہارا پولیٹکل آزادی کا حق اور تمہارا یہ فرض کہ اسے حاصل کرو اور بلا نقص قایم رکھو اور نیز دوسروں کا یہ فرض کہ وہ اس کام میں تمہارے مزاحم نہ ہوں پیدا ہوتا ہے۔

تم تعلیم پانے کے قابل ہو۔ تم میں سے ہر ایک میں اخلاقی رغبتوں اور دماغی قابلیت کا ایک ایسا مجموعہ ہے جنکو صرف تعلیم جان دیسکتی اور حرکت میں لاسکتی ہے اور تعلیم کے بغیر وہ سُست اور ناکارہ پڑی رہینگی یا اگر ظاہر ہونگی تو یکدم اور بغیر باقاعدہ نشوونما کے۔ تعلیم روح کی غذا ہے۔ جس طرح ہماری جسمانی زندگی بغیر مادی غذا کے بڑھنے اور پھیلنے پھولنے کے ناقابل ہے اُسی طرح ہماری اخلاقی اور دماغی زندگی پھیلنے اور ظاہر ہونے کے لئے بیرونی اثر اور دوسروں کی محنتوں اور رغبتوں کا کم از کم جزوی ملاپ چاہتی ہے۔

شخصی زندگی پھول کی مانند پیدا ہوتی ہے۔ زمین وہی ہے۔ وہی

عناصر تمام کی زندگی کو پرورش دینے والے ہیں لیکن ہر ایک قسم جدا جدا صورت اور جدا جدا خاصیّت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہر فرد بشر نوع انسانی کی ایک شاخ ہے جو اپنی قوائے زندگی کو نوع انسان کی قوت زندگی سے پرورش کرتا اور ترو تازگی دیتا ہے۔ یہ پرورش کرنے اور ترو تازگی دینے کا کام تعلیم کے ذریعہ سے تکمیل پاتا ہے جو کُل نوع انسان کی ترقی کے نتائج (بلا واسطہ یا بالواسطہ) ہر ایک فرد بشر تک پُہنچا دیتی ہے۔ پس تمہاری حقیقی زندگی کے واسطے تعلیم ایک ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ۔ اُن نسلوں کے ساتھ جو تم سے پہلے ہو چُکی ہیں (یعنے جنہوں نے تم سے پہلے خیال اور فعل سے کام لیا تھا) ایک مقدس میل جول پیدا کرنے کے لئے تم پر یہ بات فرض ٹھہرا دی گئی ہے کہ تم ایک ایسی اخلاقی اور دماغی تعلیم حاصل کرو جو اُن تمام قابلیتوں کو جو خدا نے تم کو بخشتی ہیں اپنے ساتھ ملائے اور اُنہیں بار آور کرے۔ جس طرح تخم بار آور ہوتا ہے اور جس کے ساتھ تم اپنی شخصی زندگی اور بحیثیت مجموعی نوع انسان کی زندگی کے مابین زنجیر کا سلسلہ قائم کرو اور اُسے برقرار رکھو۔

اور تاکہ تعلیم کا یہ کام زیادہ عجلت سے ختم ہو۔ تاکہ تم اپنی شخصی زندگی کو اپنے بھائیوں کی مجموعی زندگی یعنے نوع انسان کی زندگی کے ساتھ زیادہ قریبی اور زیادہ یقینی طور پر ملا سکو خدا نے تمکو بہت اعلےٰ درجہ پر مدنی الطبع پیدا کیا ہے۔

ادنےٰ درجہ کے جاندار اکیلے گذر کر سکتے ہیں۔ انہیں صرف مادّی دُنیا کے عناصر سے میل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر تم نہیں کر سکتے۔ تم ہر قدم پر اپنے ابنائے جنس کے محتاج ہو۔ اور اپنی چھوٹی سے چھوٹی حاجت کو بھی اُن کی مدد کے بغیر پورا نہیں کر سکتے۔ تمام دوسرے جانداروں

پر تمہیں اسی وقت شرف حاصل ہے جبکہ تم اپنے ابنائے جنس کیساتھ ملکر رہتے ہو۔ اگر اکیلے رہ جاؤ تو تم بہت سے ادنےٰ جانوروں سے بھی زیادہ کمزور اور زندگی کو نشو و نما دینے اور تکمیل پر پہنچانے کے قابل ہوگے۔ تمہارے دل کی تمام عمدہ ترین آرزوئیں جیسے کہ ملک کی محبت حتےٰ کہ وہ بھی جو سب سے کم تعریف کے قابل ہیں۔ جیسے کہ بزرگی اور ناموری کی خواہش۔ اسبات کا اشارہ کرتی ہیں کہ اپنی زندگی کو ان کروڑوں کی زندگی کے ساتھ جن سے تم گھرے ہوئے ہو ملا دینے کا میلان تمہاری سرشت میں رکھا گیا ہے۔

پس تم اتحاد کے لئے پیدا ہوئے ہو۔

اتحاد تمہاری طاقت کو سوگنا کر دیتا ہے۔ دوسروں کے خیالات اور دوسروں کی ترقی کو یہ تمہارے خیالات اور تمہاری ترقی بنا دیتا ہے اور باہمی الفت اور یگانگت کے خیال سے تمہاری طبیعت ترقی کرتی اور پاک ہوتی ہے۔ جس قدر تمہارا میل جول اپنے ابنائے جنس کیساتھ بڑھتا ہے۔ جس قدر وہ زیادہ گہرا اور وسیع ہوتا ہے اسیقدر تم اپنی شخصی ترقی کے راستہ میں آگے بڑھتے ہو۔ زندگی کے قانون کو پورے طور پر بجا نہیں لاسکتے جب تک ہم سب متفق ہو کر محنت نہ کریں۔ تاریخ بتلاتی ہے جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا اور وہ قانون معلوم ہوتا رہا ہے توں توں انسانی ملاپ کا دائرہ بڑھتا اور وسیع ہوتا گیا ہے۔ قوموں میں باہمی میل جول اور آمد و رفت کا سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ قبل اسکے کہ سب سے پہلے عیسائیوں نے تمام انسانوں کے مساوی ہونے کا اعلان کیا برخلاف بت پرستوں کے فلسفہ کے جو انسان کی دو فطرتیں (یعنے آقا کی فطرت اور غلام کی فطرت) مانتا تھا اہل روما اپنے جھنڈے تمام ممالک یورپ میں جو اس وقت معلوم تھے قائم کر چکے تھے۔

قبل اسکے کہ یورپ کے منصب لئے (جو اس وقت نوع انسان کے
حق میں ایسا مضر ہے لیکن ابتدائی زمانہ میں مفید تھا) دنیاوی
حکومت پر روحانی حکومت کا وعظ کیا وحشی حملہ آور بڑی سختی سے
لاطینی اور جرمن کی دنیاؤں کو ایکدوسرے سے ملا چکے تھے۔
قبل اسکے کہ آزادی کے خیال نے (جس کا اطلاق صرف شخصی آزادی
پر نہیں بلکہ قوموں کی آزادی پر کیا جاتا ہے) وہ خیال قومیت کا پیدا
کیا جو اس وقت یورپ میں پھیل رہا ہے اور ضرور فتحمند ہوگا زرد لیوشن
اور سلطنت کے جنگوں نے ایک ایسے عنصر یعنے سیلمو ونیا کی قوموں
کو اُٹھا کر کھڑا کر دیا تھا جو اُس وقت تک بالکل غیر معلوم اور بہت دور تھا۔
انخیر میں تم ترقی کرنے والے وجود ہو۔
یہ لفظ ترقی کا جو قدیم کے لوگوں کو معلوم نہ تھا اب سے آئندہ
نوع انسان کا مقدس کلمہ ہو جانے والا ہے۔ تمام سوشیل۔ پولٹیکل
اور دینی کایا پلٹ اس ایک لفظ کے اندر داخل ہے۔ قدیم اشخاص
پُرانے مشرقی اور بت پرست مذاہب کے آدمی انسانی معاملات کا فیصلہ
کرنے والا تقدیر کو اتفاق کو ایک پوشیدہ اور سمجھ سے باہر طاقت کو باور
کرتے تھے ایک ایسی طاقت کو جو خالق بھی ہے اور مہذب بھی ہے
جسکے فعل کو انسان نہ سمجھ سکتا ہے نہ اُسمیں دخل دے سکتا ہے۔ وہ
انسان کو اس قابل باور نہیں کرتے تھے کہ وہ زمین پر کوئی مستحکم یا دیرپا کام
انجام دے سکتا ہے۔ اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ جس طرح منفرد اشخاص اسی
طرح قومیں بھی ہمیشہ ایک دائرہ میں گردش کرنے کے لئے مقدر ہوئی ہیں
جس میں وہ اُٹھتی ہیں۔ طاقتور ہو جاتی ہیں۔ پھر گر جاتی ہیں اور انجام
کار معدوم ہو جاتی ہیں۔
جبکہ انسانی ادراک کا منتہائے نظر ایسا محدود تھا اور جبکہ لوگ

سوائے اپنی قوم یا شاید اپنے شہر کے تمام تاریخی معلومات سے قطعی محروم تھے تو اُس وقت وہ نسل انسانی کو محض ایک مجمع آدمیوں کا سمجھتے تھے جسکی بحیثیت مجموعی کوئی عام زندگی یا قانون نہیں ہے اور وہ لوگ صرف افراد کی نسبت سوچتے اور اُسی پر اپنے خیالات کی بنیاد قایم کیا کرتے تھے۔ ایسے مسئلہ کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ان میں تمام زبردست اور حادی امورِ واقعہ کو قبول کر لینے کا میلان پایا جاتا ہے مگر اُن امورِ واقعہ کو ترمیم و تبدیل کرنے کی امید یا کوشش نہیں کرتے تھے۔ جہاں حالات وقت نے جمہوری قسم کی حکومت قایم کر دی وہاں آدمی جمہوری خیال کے ہو گئے۔ اور جہاں مطلق العنان حکومت رہی وہاں وہ اُسکے فرمانبردار غلام اور ترقی سے لاپرواہیں۔ اور جمہوری اور ظالمانہ دونوں قسم کی حکومتوں میں ہر ایک جگہ انسانی خاندان یا تو چار ذاتوں میں جیسا کہ مشرق میں ہے یا دو میں (آزاد شہردار اور غلام) جیسا کہ یونان میں تھا بٹا ہُوا تھا۔ اس ذاتوں کی تقسیم اور انسانوں کی دو فطرتوں کے مسئلہ کو سب نے قبول کر لیا تھا حتےٰ کہ یونانی دنیا کے سب سے زبردست دماغ افلاطون اور ارسطو بھی اسکو مانتے تھے۔ پس تمہارے گروہ کی مخلصی ایسے لوگوں میں جیسے کہ یہ تھے بالکل امکان سے خارج ہوتی۔

جن لوگوں کی زبان پر مسیح کا لفظ تھا اور جنہوں نے بت پرستی یا مشرقی مذاہب کی نسبت ایک اعلےٰ مذہب کی بنیاد رکھی تھی اُنھوں نے بھی اس متبرک خیال کو جو اس ترقی کے لفظ میں داخل تھا ایک دھندلی صورت میں دیکھا اور اسکو ضبط نہیں کر سکے انہوں نے انسان کے ایک ہونے اور قانون کے ایک ہونے کا خیال سمجھ لیا۔ انہوں نے انسان کی کمالیت کا خیال سمجھ لیا لیکن اسبات کے سمجھنے میں قاصر رہے کہ خدا نے انسان کو ایسی طاقت عطا کی ہے کہ وہ خود اپنی کوششوں سے

اس کمال کو حاصل کر سکتا ہے اور نہ جس طریقہ سے یہ کمال حاصل کرنا ہے اسکو ہی اُنھوں نے کچھ سمجھا۔ انہوں نے اپنی توجہ کو اسبات پر محدود رکھا کہ افراد کے تصور سے زندگی کا قاعدہ مستنبط کریں۔ نوع انسان کا وجود بحیثیت مجموعی اُن کی نظروں سے غائب رہا۔

اُنھوں نے ذات باری کا خیال تو سمجھا اور قدرؔ کے مسئلہ تقدیر کی بجائے اسکو قایم کیا لیکن ذات باری کو اُنھوں نے صرف افراد کا نگہبان دیکھا۔ نوع انسان کا قانون معلوم نہ کیا۔ اُن کے ایک طرف وہ وسیع خیال کمالیت کا تھا جس کا ایک شمہ اُن کے قیاس میں آیا تھا اور دوسری طرف ایک منفرد شخص کی ہیچ اور مختصر زندگی۔ پس اُنہیں انسان اور خدا کے درمیان دونوں کے جوڑنے والی ایک چیز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن نوع انسان بحیثیت مجموعی کا خیال اُن کے ذہن میں نہیں آیا تھا اسلئے انہوں نے خدا کے ایک اوتار کے خیال کی طرف رجوع کیا اور اس مسئلہ پر ایمان لے آنے کو ہی انسان کے لئے کُل طاقت۔ نجات اور فضل کا منبع بیان کرنے لگے۔

اس مسلسل الہام میں جو خدا کی طرف سے انسان کو نوع انسان کے توسط سے ہمیشہ ہوتا ہے اُنھوں نے کچھ بہرہ نہ اٹھایا۔ مگر ایک بے مثال اور فوری الہام میں جو ایک خاص زمانہ میں خدا کی خاص عنایت سے بخشا گیا تھا وہ یقین کرنے لگے۔ اُنھوں نے زنجیر کی وہ کڑی جو انسان کو اُسکے خالق سے ملاتی ہے معلوم کر لی لیکن اُن سے وہ اُس کڑی کے دریافت کرنے میں قاصر رہے جو زمین پر نوع انسان میں تمام گذشتہ حال اور آیندہ کے آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملا دیتی ہے۔

جو لوگ اس بات کو بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ ایک نسل دوسری نسل پر کچھ کام کرتی ہے اُن کے نزدیک نسلوں کا تسلسل کوئی لحاظ کرنے کے

لایق بات نہ تھی اس لئے وہ اس پر کچھ لحاظ نہ کرنے کے عادی رہے
اُنہوں نے انسان کو زمین سے اور اُس تمام سے جو کُل نوع انسان سے
واسطہ رکھتا تھا علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔ اور انجام کار خود زمین کو
رجسے انہوں نے وقت کی حکومتوں پر چھوڑ دیا اور محض ایک چند روزہ
اقامت کی جگہ گناہوں کا کفارہ کرنے کے لئے سمجھا) اس آسمان کے
مخالف خیال کرنے لگے جس پر انسان، ایمان اور فضل کی مدد سے صعود کر سکتا
ہے لیکن جس سے وہ تمام جنہیں ایمان اور فضل کی کمی تھی خارج رکھے گئے
چونکہ ان کا ایک ایسے الہام میں اعتقاد تھا جو ایک خاص وقت میں
فی الفور ہوا ہے۔ اور جو بے مثال ہے اسلئے اُنہوں نے اُس سے یہ استنباط
کیا کہ ہمیں کوئی ایزادی نہیں ہو سکتی اور اُس کے امین نقص و خطا
سے بالکل منزہ ہیں۔ اُنہوں نے اسبات کو بھلا دیا کہ اُن کے مذہب کا
بانی شریعت کو دور کرنے نہیں بلکہ اسکو بڑھانے اور جاری رکھنے کے
لئے آیا تھا اُنہوں نے وہ سنجیدہ موقع دل سے محو کر دیا جبکہ آیندہ زمانہ
کے رفیع خیال سے بیٹے نے بیان کیا "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ
میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن میرے
بعد روح حق آویگی جو اپنی نہ کہیگی۔ لیکن وہ سُنیگی سو کہیگی" (یوحنا ۱۶
باب، ۱۲ و ۱۳ و ۲۵۔ آیت) یہ پیغمبرانہ الفاظ ہیں جن میں ترقی مجسم
الہام۔ اور نوع انسان کے واسطے ہے سچائی کے مسلسل الہام کا خیال
موجود ہے۔

کُل تجارت اس ایمان کی جو بت پرستی کی جگہ قایم ہوا اسی بنیاد
پر قائم ہے جو میں نے بیان کی ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ
تمہاری دینوی نجات محض انہی بنیادوں پر قایم نہیں ہو سکتی۔
جب بیٹے نے یہ اعلے درجہ کے رفیع الخیال الفاظ زبان سے

نکالے تھے اُس کے تیرہ سو برس بعد ایک شخص نے جو اٹلی کا باشندہ تھا اور اٹلی کے باشندوں میں سب سے بڑا ہو گزرا ہے مندرجہ ذیل صداقتیں تحریر کی تھیں :-

"خدا ایک ہے۔ کائنات خدا کا ایک خیال ہے۔ پس کائنات بھی ایک ہے۔ تمام اشیا کا سرچشمہ خدا ہے۔ کم و بیش تمام اشیا اُس مقصود کے اعتبار سے جو ان کے خلق کرنے سے ملحوظ تھا آلہی فطرت میں شامل ہیں۔ انسان مخلوقات میں سب سے اشرف ہے۔ بمقابلہ دوسری اشیا کے انسان کو خدا نے اپنی فطرت کا زیادہ حصہ دیا ہے۔ ہر ایک شے جو خدا سے پیدا ہوئی ہے کاملیت کے اُس درجہ تک پہنچنے کا میلان رکھتی ہے جس کے وہ لایق بنائی گئی ہے انسان کی قابلیت درجہ کمال کو پہنچنے کی غیر محدود ہے۔ نوع انسان ایک ہے۔ خدا نے کوئی شے بیفایدہ پیدا نہیں کی۔ نوع انسان وجود رکھتی ہے پس ضرور ہے کہ تمام انسانوں کا ایک ہی مقصود ہو۔ ایک ہی کام سب کے انجام دینا ہو اسلئے ضرور ہے کہ نسل انسانی متفق ہو کر کام کرے تاکہ تمام وہ قوٰی جو انسانوں میں رکھی گئی ہیں خیال اور فعل کے دایرہ میں اعلیٰ ترین ترقی جو ممکن ہے کر سکیں پس نسل انسانی کے لئے ایک عالمگیر مذہب موجود ہے"

جس شخص نے یہ الفاظ لکھے تھے اُس کا نام ڈانٹی تھا۔ جب اٹلی آزاد ہو جائے تو اس کے ہر ایک شہر کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اُس کی یادگاری میں ایک ایک انسان اپنے ہاں قایم کریں کیونکہ ان خیالات میں زمانہ آیندہ کا مذہب تخم کی صورت میں موجود ہے۔ یہ اُس نے لاطینی اور اٹلی زبان کی دو کتابوں میں لکھا تھا جو بہت ہی تحقیق کیا گیا ہاں اور اس زمانہ میں اُس کے اپنے ہم وطن عام لوگوں نے بھی اُن کو بھلا دیا۔

مگر دماغی دنیا میں جو خیالات ایک دفعہ بوئے گئے وہ کبھی ضایع نہیں جاتے دوسرے آدمی اس امر سے ناواقف رہ کر بھی کہ وہ کہاں سے پیدا ہوئے تھے ان کو کاٹتے اور جمع کرتے ہیں بلوط کی سب آدمی تعریف کرتے ہیں لیکن جس دانہ سے وہ پیدا ہوا اُسکا کون خیال کرتا ہے؟ ڈھ بنیٹی نے جو بیج بویا تھا وہ جڑ پکڑ گیا۔ وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی زرپرست دماغ اُسکی آبیاری کرتا رہا اور گذشتہ صدی کے اختتام کے قریب اس درخت نے پھل دیا۔ ترقی کا خیال بطور قانون زندگی کے جسکو تاریخ نے قبول کرکے نشو ونما دی اور اُسکی تصدیق کی اور علوم نے اُسکو استقلال بخشا زمانہ آیندہ کا جھنڈا ہو گیا اور اس وقت کوئی سرگرم صاحب فکر و خیال ایسا نہیں ہے جو اس خیال کو اپنی محنت اور سعی کا پہلا امر نہیں سمجھتا۔

اب ہم جانتے ہیں کہ زندگی کا قانون ترقی ہے جس میں شخصی ترقی اور نوع انسان کی ترقی دونوں شامل ہیں۔

نوع انسان اس قانون کو زمین پر پورا کرتی ہے اور اشخاص منفرد زمین پر بھی اور اور کہیں بھی۔

ایک واحد خدا۔ اور ایک واحد قانون۔ نوع انسان اپنی ہستی کے آغاز سے بتدریج لیکن ناگزیر طور پر اس قانون کو پورا کرتی آئی ہے اب کرتی ہے اور آئندہ برابر کرتی رہیگی۔

صداقت اپنے تئیں دفعتًہ بالکمل ظاہر نہیں کرتی۔

زمانہ زمانہ میں مسلسل الہام کی صداقت کا ایک ٹکڑہ اور قانون کا ایک لفظ انسان پر ظاہر کرتا ہے۔

ان میں سے ہر ایک لفظ کا دریافت ہونا انسانی زندگی کو تبدیل کرتا اور وہ ترقی کے راستہ میں آگے بڑھتی معلوم ہوتی ہے اور یہ ایک

اعتقاد- ایک ایمان قائم کرتا ہے۔

پس دینی خیال کی نشو ونما غیر محدود طور پر ترقی پذیر ہے اور ایک دوسرے کے بعد آنے والے اعتقادات جنمیں سے ہر ایک اُس خیال کو وسیع اور خالص کرتا جاتا ہے بمثل ایک مندر کے ستونوں کے کل نوع انسان کے مندر یعنے ہماری زمین کے ایک اعلےٰ اور واحد مذہب کی تعمیر میں امداد کرتے ہیں جن لوگوں کو خدا نے سبسے زیادہ ذہانت اور نیکی کی برکت عطا کی ہے وہ اس مذہب کے رسول ہیں۔ قوم یعنے نوع انسان کا ادراک اپنی مجموعی صورت ہیں اسکا ترجمان جو صداقت کے اُس الہام کو قبول کرتا اور ایک نسل سے دوسری نسل کو اسے پہنچاتا اور انسانی زندگی کی مختلف شاخوں اور ظہوروں کے متعلق کام لیکر اسکو فعل کی صورت بخشتا ہے۔

"نوع انسان بمثل ایک ایسے شخص کے ہے جو ہمیشہ زندہ رہتا اور سیکھتا ہے"

پس انسان یا حکومتیں کبھی خطا سے منزہ نہیں ہیں نہ ہو سکتی ہیں اور نہ کوئی ایسا طائفہ آدمیوں کا ہے یا ہو سکتا ہے جو قانون کے امانت دار یا ترجمان ہوں۔ خدا اور انسان کے مابین بجز نوع انسان کے کسی ترجمان کی حاجت نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے۔

خدا نے انسان کو بتدریج تعلیم دینے کے باب میں ایک منصوبہ کی تکمیل قرار دی اور ہر ایک انسان کے دل میں ترقی کی طبعی تحریک پیدا کی ہے اور انسانی فطرت کو اُس منصوبہ کے پورا کرنے کی صلاحیت اور قدرت عطا فرمائی ہے۔

شخص منفرد جو ایک آزاد اور ذمہ دار مخلوق ہے جس نسبت سے وہ فرض سمجھے راستہ پر چلتا یا جتنا انانیت کے پھلاووں میں آکر

اس راستہ سے گمراہ ہو جاتا ہے اُسی قدر اُن قواء کا جو اُسے عطا ہوئی ہیں اچھا یا بُرا استعمال کر سکتا ہے۔ وہ اسطرح پر اپنی ترقی کو توقف میں ڈال سکتا خواہ اُسکی رفتار کو زیادہ تیز کر سکتا ہے لیکن آلہی منصوبہ کسی انسانی ذریعہ سے منسوخ نہیں ہو سکتا نوع انسان کی تعلیم ضروری درجہ تکمیل پر پُہنچائی جائے گی۔ اسیواسطے یہ بھی ہمارے مشاہدے سے گزرتا ہے کہ وحشی اقوام کے حملے جو وقتاً فوقتاً موجودہ تہذیب کو مٹانے کی دھمکی دیتے رہتے ہیں اُن کا نتیجہ ایک نئی تہذیب ہوتا ہے جو پہلی تہذیب پر بہت ترجیح رکھتی اور زیادہ دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور حتےٰ کہ شخصی جور و تعدی بھی انجام کار ایک زیادہ سریع الرفتار اور زیادہ مستحکم آزادی کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

پس ترقی کا قانون اسیطرح زمین پر پورا ہوگا جس طرح کسی اور جگہ۔ زمین اور آسمان کے مابین کسی قسم کی مخاصمت نہیں ہے۔ اور یہ خیال کرنا کُفر میں داخل ہے کہ ہم لوگ خدا کے فعل یعنے اُس گھر کو جو اُس نے ہمیں دیا ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھ سکتے یا بغیر گناہگار ہوئے اسکو بُرائی۔ انانیت یا ظلم کے اختیار میں چھوڑ سکتے ہیں۔

زمین گناہوں کا کفارہ کرنیکے لئے چند روزہ اقامت کی جگہ نہیں ہے۔ یہ وہ گھر ہے جسمیں رہ کر ہمیں سچائی اور حق کے اُس خیال کی تحصیل کی کوشش کرنا ہے جس کا بیج ہر ایک انسان کی روح میں بویا گیا ہے یہ کمال کے اس درجہ پر پہنچنے کا زینہ ہے جس کو ہم صرف اسیطرح سے حاصل کر سکتے ہیں کہ اپنے کاموں سے خدا کا جلال نوع انسان میں بڑھائیں۔ اور اپنے آپکو اسبات کے لئے وقف کر دیں کہ جہانتک ہماری طاقت ہے اُس کا منصوبہ پورا کر کے دکھلائیں۔ جس وقت ہم میں سے ہر ایک کا انصاف ہوگا جس سے یا تو ہمارے حق میں یہ فیصلہ کیا جائیگا

کہ ہم کمال کی سیڑھی پر ایک زینہ اور اوپر چڑھیں یا یہ فتوے لگیگا کہ جو منزل ایک دفعہ ہم طے کر آئے ہیں غم واندوہ کی ہمراہی میں پھر اُسکی خاک چھانیں۔ اس وقت یہی بات دیکھی جائے گی کہ ہم نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کسقدر بھلائی کی ہے۔ اُن کی امداد کر کے ترقی کے کس درجہ پر اُن کو پُہنچایا ہے۔

جس قدر زیادہ قریبی اور جس قدر زیادہ پھیلا ہُوا اتحاد ہم اپنے ابنائے جنس کے ساتھ رکھیں گے اُسیقدر زیادہ وہ ہماری طاقت کو بڑھانے کا ذریعہ ہوگا۔ ہمیں اسبات کی کوشش کرنا چاہئے کہ نوع انسان ایک واحد کُنبہ ہو جائے جس کا ہر ایک رکن اخلاقی قانون کی شعاع بنکر دوسروں کے لئے اُسپر چمکا کرے۔ اور جس طرح پر کہ نوع انسان کی کاملیت زمانہ اور نسل بہ نسل ترقی کرتی جاتی ہے اسیطرح شخص منفرد کی قابلیت کم و بیش ہماری اپنی محنت و کوشش کے تناسب سے وجود در وجود بڑھتی چلی جاتی ہے۔

یہ چند صداقتیں منجملہ اُن کے ہیں جو اُس ترقی کے لفظ میں شامل ہیں جس سے زمانہ آئندہ کا مذہب پیدا ہوگا۔ صرف اسی کے نام سے تمہاری آزادی کا حاصل ہونا ممکن ہے۔

آٹھواں باب

آزادی

تم زندگی رکھتے ہو۔ تمہاری زندگی اتفاق کا کام نہیں ہے لفظ اتفاق بالکل بے معنے ہے۔ جن باتوں کو انسان نہیں جانتا اُن کی نسبت اپنی ناواقفیت ظاہر کرنے کے لئے اس نے یہ لفظ اختراع کر لیا تھا۔ تمہاری زندگی خدا کی طرف سے ہے اور جوں جوں یہ ترقی کرتی ہے اس سے ایک دانشمندانہ منصوبہ کا اظہار ہوتا ہے پس ضرور تمہاری زندگی کی کوئی علت غائی اور کوئی مدعا ہے۔

آخری مقصد ہمارے پیدا کرنے سے کیا ہے یہ ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہُوا۔ اور نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے ہم اُسکے ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیا ایک شیر خوار بچہ جانتا ہے کہ اُسے کنبے میں۔ ملک میں اور نوع انسان کے درمیان کیا کام انجام دینا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ مگر تو بھی کوئی مقصد ہے اور اُس نے نہیں تو ہم نے اس مقصد کو سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اسیطرح نوع انسان بھی خدا کا شیر خوار بچہ ہے اور خدا جانتا ہے کہ اُسے کس انجام اور کس مقصد کو پورا کرنا ہے۔

نوع انسان نے ابھی ابھی سمجھنا شروع کیا ہے کہ ترقی کرنا ہی قانون الٰہی ہے اور جس کائنات سے کہ وہ گھری ہوئی ہے اسکو بھی کچھ کچھ مبہم طور پر وہ سمجھنے لگی ہے۔ لیکن کثرت سے افراد انسانی ایسے ہیں

جو یا تو اپنی وحشیانہ حالت اور غلامی کے باعث یا مطلق کسی قسم کی تعلیم نہ ملنے کے سبب سے اس امر کے قابل نہیں کہ اُس قانون کو مطالعہ کریں اور اس کا عینات کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ اپنے آپ کو اچھی طرح سے جاننے کے لئے لازمی ہے کہ تم پہلے ان دونوں کو سمجھنے لگیں۔

ہمارے چھوٹے سے یورپ کی آبادی میں ابھی تک صرف ایک قلیل جماعت لوگوں کی اس قابل ہوئی ہے کہ اپنے قواء دماغی کو صحیح طور پر سمجھے اور کام میں لائے۔

چونکہ تم لوگوں کا بہت بڑا حصّہ تعلیم و تربیت سے محروم ہے اور بیقاعدہ جسمانی محنّت کی ضرورت کے تابع ہو رہا ہے اسلئے تم میں وہ قواء ابھی تک مخفی ہیں۔ اور علوم کا مینارہ کھڑا کرنے میں کچھ مدد نہیں دے سکتیں۔ جب یہ حالت ہے تو ہم کس طرح ابھی اُس بات کے سمجھنے کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ جسکے لئے سب کی متفقہ محنت درکار ہوگی؟ انسانی ترقی کی آخری منزل ہوگی۔ جبکہ ہم میں سے صرف چند نے اور اُنھوں نے بھی ایک دوسرے سے چھٹ کر اسکے مقدس کے نام کو ابھی اپنی زبان سے نکالنا سیکھا ہے؟

پس جو باتیں ابھی ایک عرصۂ دراز تک ہمیں معلوم نہیں ہو سکیں اُن سے ناواقف رہنے پر بھی ہمیں صبر کرنا واجب ہے۔ اور بچوں کی مانند غصّے ہو کر اُن صداقتوں کے مطالعہ کو بھی نہیں چھوڑ دینا چاہئے جنکو ہم دریافت کر سکتے ہیں۔ بالارادہ شرارت کی نسبت بے صبری اور انسانی غرور نے بہتوں کو تباہ اور گمراہ کیا ہے۔ زمانہ سلف کے لوگوں نے جو بیان کیا ہے کہ وہ جابر جس نے آسمان کو سیڑھی لگانے کی کوشش کی صرف بابل یعنے اختلاف اور پراگندگی ڈالنے والا برج تعمیر کرنے میں کامیاب ہُوا۔ اور جن دیوؤں نے اولمپس پر حملہ کیا تھا اُن کو بجلی سے ہلاک کرکے ہمارے آتش فشاں پہاڑوں کے نیچے دفن کیا گیا اس سے وہ لوگ ہم پر یہی صداقت ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

جس بات کا یقین ہونا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے پیدا کرنے کی علتِ غائی اور مقصد چاہے کچھ ہی ہو مگر ہم اس مقصد کو صرف مسلسل ترقی کرنے اور اپنے قواء دماغی کو کام میں لانے سے حاصل کر سکتے ہیں ہماری قواء آلات محنت ہیں جو خدا نے ہم کو دیئے ہیں۔ پس لازم ہے کہ ان قواء کی ترقی میں مدد دیجائے اور حفاظت کے ساتھ اور آزادانہ اُن سے کام لیا جائے۔

آزادی کے بغیر تم اپنا کوئی فرض ادا نہیں کر سکتے پس تمہیں آزادی کا حق حاصل ہے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ جو کوئی تمہاری آزادی کو روکے یا اُس کے دینے سے انکار کرے اُس سے جسطرح بنے اُسکو حاصل کرو۔

جبتک آزادی نہیں تبتک سچا اخلاق بھی نہیں۔ کیونکہ جبتک نیک خواہ بد۔ بہبود عام خواہ خودغرضی کی زندگی اختیار کرنے میں انسان کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہیں ہے تبتک اُسپر کوئی ذمہ واری بھی نہیں ہو سکتی۔

جبتک آزادی نہیں تبتک کوئی سچی سوسائٹی نہیں ہے۔ کیونکہ آزاد اشخاص اور غلاموں کے درمیان میل جول ہونا ناممکن امر ہے۔ صرف ایک دوسروں پر حکومت کر سکتا ہے۔

آزادی شخص واحد کی زندگی کا عکس ہے اور جس طرح شخص واحد پاک ہے اُسیطرح آزادی بھی پاک ہے۔ جہاں آزادی نہیں ہے وہاں زندگی محض ایک زندہ اوزار کے مانند ہے۔ اور جب انسان اپنی آزادی کا ازالہ گوارا کرتا ہے تو وہ اپنی فطرت سے جھوٹا پڑتا اور خدا کے حکم سے بغاوت کرتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی ذات۔ یا کوئی خاندان یا کوئی شخص اس جھوٹے دعوے سے کہ اُسے خدا کی طرف سے حق حاصل ہے یا پیدائش اور دولت کے اعتبار سے دوسروں پر حکومت کرنا شروع کرتا ہے تو وہاں سچی آزادی نہیں ہوتی۔ یہ امر ضروری ہے کہ آزادی سب آدمیوں کے لئے سب آدمیوں کے

مقابلے میں ہو۔

شاہی اختیار خدا کسی فرد بشر کو نہیں دیتا۔ جس درجہ تک مناسب طور سے وہ شاہی اختیار اس زمین پر ظاہر ہو سکتا ہے وہ خدا نے نوع انسان کو۔ قوموں کو اور سوسائٹی کو تفویض کر دیا ہے۔ اور یہ بھی انسانوں کے اس مجموعی جماعت (سوسائٹی) سے واپس لے لیا جاتا ہے جب اس سے فائدہ پہنچانا یا اسے منشائے ایزدی کے مطابق کام میں لانا بند کر دیا جاتا ہے۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ حق حکومت استحقاقاً کسی کو حاصل نہیں ہے۔ سچی حکومت اس مدعا میں اور ان افعال میں ہے جو ہمیں اس مدعا کے زیادہ تر نزدیک لیجاتے ہیں۔ اور ان افعال اور اس مدعا پر جبکی طرف ہم جا رہے ہیں مناسب ہے کہ تمام اپنی اپنی رائے قایم کریں پس کوئی مستقل حکومت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

جس طریقہ کا نام ہم نے گورنمنٹ رکھا ہے وہ محض ایک انتظام ہے یعنے چند آدمیوں کو ایک خدمت سپرد کر دی گئی ہے تاکہ قومی منشا یا مقصد جلد حاصل ہو جایا کرے۔ لیکن اگر اس خدمت میں فریب کیا جائے تو یہ انتظامی اختیار ان چند آدمیوں سے لے لینا ضروری ہے۔

جس شخص کو حکومت دیجاتی ہے وہ عام خیال کا منتظم ہوتا ہے مناسب ہے کہ وہ منتخب ہو۔ اور اس کا انتخاب اس شرط کے تابع ہو کہ جب کبھی وہ اس خیال کے سمجھنے میں غلطی کرے یا بالارادہ اسکا مزاحم ہو تو یہ انتخاب فسخ ہو سکے۔

پس میں پھر دوہراتا ہوں کہ بغیر تمہاری آزادی کو نقصان پہنچانے کے کسی خاندان یا ذات کو استحقاق حکمرانی کا اختیار حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب ایسے آدمی موجود ہیں جنھیں تمہاری مرضی کے بغیر تم پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہے تو ان کے ہوتے تم کس طرح اپنے آپ کو آزاد اشخاص

کہہ سکتے ہو۔ پس مدلل اور جائز طریقہ حکومت کا حقیقت میں صرف جمہوری
سلطنت کا طریقہ ہے۔

سوائے **خدا** کے جو آسمان پر ہے اور **قوم** کے جو زمین پر ہے کوئی تمہارا آقا نہیں ہے جب تمہیں قانون ایزدی یا مشیت ایزدی کا کوئی جزو معلوم ہو تو تمہارا فرض ہے کہ شکر بجا لاؤ اور اسکی مطابقت کرو۔ جب کبھی قوم جو تمہارے ابنائے جنس کی وحدت جامع ہے اس بات کا اظہار کرے کہ اُن کا اس قسم کا اعتقاد ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اُسکے سامنے سر جھکا دو اور سرکشی سے باز آؤ۔ لیکن بعض باتیں ہیں جنسے تمہاری اپنی شخصیت قایم ہوتی ہے اور وہ انسانی زندگی کے ضروری لوازم ہیں۔ ان باتوں پر قوم کو بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ کوئی کثرت رائے ظلم کا فتوائے نہیں دیسکتی۔ نہ وہ اپنی آزادی کو ضایع یا منتقل کر سکتی ہے۔ اگر کوئی قوم اس خودکشی کے فعل کا ارتکاب کرے تو تم اُسپر صبر نہیں کرسکتے مگر تم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ سے یہ حق حاصل ہے اور رہیگا کہ حالات کے مطابق تم اُس فعل پر اپنی ناراضی کا اظہار کرو۔

جن باتوں سے زندگی کی اخلاقی اور دنیاوی نشوونما ممکن ہے اُن سب میں ضرور تمہیں آزادی ملنی چاہیے۔ مثلاً شخصی آزادی۔ نقل و حرکت کی آزادی۔ مذہبی آزادی۔ تمام مضامین پر جو رائے چاہو قایم کرنے کی آزادی۔ اس رائے کا اخبارات یا دوسرے با امن وسایل کے ذریعہ سے اظہار کرسکنے کی آزادی۔ باہمی میل جول کی آزادی تاکہ اُس رائے کو ترتیب کے ذریعہ اور دوسرے اشخاص کے خیالات اور رایوں کیساتھ مقابلہ کرکے بار آور کرسکو۔ محنت اور کام کرنے کی آزادی۔ محنت اور کام سے جو پیداوار ہو اس سے تجارت اور بیوپار کرنے کی آزادی۔ یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جو بہ استثنا چند حالتوں کے جن کا اس جگہ بیان کرنا

ضرور نہیں ہے تم سے چھین نہیں سکتے اور اگر ایسا ہو تو تمہیں اعتراض
کرنے کا حق حاصل ہے۔

کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تمہیں سوسائٹی کے نام سے
قید کرے۔ یا شخصی ذِلت کا متحمل کرے یا حراست میں لائے تا وقتیکہ
تمہیں یہ نہ بتلایا جائے کہ کیوں ایسا کیا جاتا ہے۔ اور یہ حتے الامکان
بلا کسی تاخیر اور توقف کے بتلایا جائے۔ اور ساتھ ہی تمہیں فی الفور
ملک کی جوڈیشل طاقت کے سامنے پہنچایا جائے۔ تمہارے مذہبی عقاید
کی نسبت تمہیں ستانے یا اُنہیں مداخلت کرنے یا اُن کے خلاف قوانین
بنانے کا حق کسی متنفس کو حاصل نہیں ہے۔ بجز نوع انسان کی تعلیم
باامن صدا کے اور کسی زبان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ خدا اور تمہارے ضمیر
کے مابین حایل ہو۔

خدا نے تمکو خیال کرنے کی طاقت بخشی ہے کسی شخص کا حق نہیں
ہے کہ وہ اس کے اظہار کو بند کرے یا روکے۔ کیونکہ تمہاری روح اپنے
ابنائے جنس کی روحوں سے اسی اظہار کے ذریعہ بات چیت کر سکتی
اور فقط یہی ایک ہماری ترقی کا وسیلہ ہے۔
فہم انسانی کے حقوق
ضرور ہے کہ اخبارات کامل طور پر آزاد ہوں۔ قسم
ایسے نہیں ہیں جنکو کوئی توڑ سکے اور اگر کوئی کام ان کے روکنے کیلئے
کیا جائیگا تو وہ سراسر ظلم ہوگا۔ البتہ سوسائٹی کو اخبارات کی غلطیوں
یا جرم اور بد اخلاقی کی تعلیم کے لئے اُسیطرح سزا دینے کا اختیار حاصل
ہے جسطرح یہ کسی اور طرح کی غلطی کیواسطے سزا دے سکتی ہے۔
باامن میل جول کا حق بھی ویسا ہی متبرک جیسا کہ خود خیال کا۔ خدا نے
میل جول کا میلان ہماری سرشت میں رکھا ہے جو ہماری ترقی کا سرچشمہ
اور اُس اتحاد کا عہد ہے جسکو ایک دن حاصل کرنے کے لئے نسل انسانی

مقدر ہوئی ہے۔

پس کسی طاقت یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس میل جول کو کم کرے یا اس کے راستہ میں سد راہ ہو۔

تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جو زندگی خدا نے اُسے عطا کی ہے اُس سے کام لے اُسکو قائم رکھے اور اس کی پرورش کرے۔ اسی سے تم میں سے ہر ایک پر محنت کرنا لازم آتا ہے کیونکہ یہی فقط اسکی پرورش کا ایک ذریعہ ہے۔ محنت ایک متبرک چیز ہے۔ کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ اسکو روکے۔ یا اسکی ممانعت کرے یا مطلق العنان قوانین سے محنت کرنا ممکن کردے۔ محنت سے جو پیداوار ہو اُس سے بے روک تجارت کو روکنے کا کوئی شخص حق نہیں رکھتا ہے۔ تمہارا ملک، تمہاری جائز منڈی ہے کوئی شخص اسے کم کرنے یا روکنے کا مجاز نہیں ہے۔

لیکن جب وہ وقت آجائے کہ یہ تمام مختلف قسم کی آزادی متبرک قرار دیجائے گی۔ جبکہ سلطنت کی بنیاد عوام کی مرضی پر۔ اور ایسے طریق سے قائم ہوگی کہ ہر ایک فرد بشر اپنے قواء کی آزادانہ طور پر نشو ونما کرنے کے لئے ہر ایک راستہ اپنے سامنے کھلا دیکھیگا۔ جب ایسا وقت آجائے تو اس بات کو فراموش نہ کرنا کہ وہ ارادہ اور مقصد ہم نے حاصل کرنا تمہارا فرض ہے یعنے نسل انسانی کے تمام اراکین میں زیادہ گہرا اور زیادہ وسیع میل جول پیدا کرکے خود اپنے تئیں اور نیز دوسروں کو اخلاقی کاملیت کے درجہ پر پہنچانا تاکہ وہ دن آجائے جبکہ سب کے سب ایک ہی قانون کو ماننے لگیں۔ ابھی

ہر ایک انسان سے بہت بالا ہوگا۔

تمہارا کام یہ ہے کہ عالمگیر کنبے کی بنیاد ڈالو۔ خداوند کا شہر تعمیر کرو۔ اور نوع انسان میں اُسکا عظیم الشان کام پورا کرنے کے لئے آمادگی کے ساتھ مسلسل محنت کام میں لاؤ۔

جب تم میں سے ہر ایک تمام آدمیوں کو بھائیوں کی طرح محبت کرنے
لگیگا سب آپسمیں برادرانہ سلوک سے پیش آنا شروع کرینگے۔ ہر ایک شخص
اپنی بھلائی تمام کی بھلائی میں سمجھیگا۔ اپنی زندگی کو کُل کی زندگی کے ساتھ
اور اپنے مفاد کو کل کے مفاد کے ساتھ ملا دیگا جب ہر ایک شخص اس مشترک
خاندان کے تمام ارکان کیواسطے قربان ہونے پر آمادہ ہوگا اور وہ سب اس
ایک کیواسطے جان دینے میں دریغ نہ کرینگے اسوقت وہ بہت سی بُرائیاں
جو اب نوع انسان کو تکلیف دے رہی ہیں اُس طرح ناپید ہو جائینگی جسطرح
طلوع آفتاب کے وقت تمام جمع شدہ بخارات اُفق سے غائب ہو جاتے ہیں۔
اور خدا کی مرضی پوری ہوگی۔ کیونکہ یہ اُس کی مرضی ہے کہ نوع انسان کے
تمام متفرق اجزا محبت کے ذریعہ سے آپس میں مل کر رفتہ رفتہ ایک ہو جائیں
اور جس طرح وہ آپ ایک ہے اُسی طرح نوع انسان بھی ایک ہی ہو جائے۔"

یہ الفاظ ایسے شخص کے ہیں جو پاک زندگی جیا اور پاک موت مرا۔ جو
قوم کو اور اُسکی آنے والی حالت کو تہ دل سے محبت کرتا تھا۔ میرے
بھائیو! تم ان الفاظ کو کبھی فراموش نہ کرو۔ آزادی کیا ہے صرف ایک ذریعہ
ہے۔ تم پر اور تمہاری آیندہ حالت پر افسوس ہے۔ اگر تم کسی وقت اسے
مقصد یا انجام تصور کرنے لگو۔ تمہاری اپنی شخصیت یا ذات کے حقوق
اور فرائض ہیں جن سے کسی حال میں تمہیں دست بردار ہونا نہیں چاہیئے
مگر تم پر اور تمہاری آیندہ حالت پر افسوس ہوگا اگر تم اُس چیز کی جس سے
تمہاری شخصی زندگی بنتی ہے مناسب توقیر کرنا چھوڑ دیا اور خود پرستی کے
قابل جرم کا ارتکاب کرنے پر آؤ۔

آزادی سے یہ مراد نہیں ہے کہ تمام قسم کا اختیار و حکومت صفحہ ہستی
سے اُٹھ جائے بلکہ یہ اُس اختیار کو مٹاتی ہے جو قوم کے مجموعی مقصد کو ظاہر
نہیں کرتا جو اپنے تئیں تمہاری آزاد رضامندی پر نہیں بلکہ کسی اور بنا پر

قائم کرنا اور قائم رکھنا چاہتا ہے۔

اس زمانہ میں باطل اور فریب وہ مسائل نے آزادی کے متبرک خیال کو خراب کر رکھا ہے۔ بعض تو اسے ایک تنگ اور مخرب اخلاق خود پرستی کی حد تک لے گئے ہیں۔ سوائے نفس کے وہ لوگ اور کچھ نہیں سمجھتے۔ نفس کی خواہشات کا پورا ہوتے رہنا اسی کو وہ لوگ اس تمام سوشیل ترتیب اور انتظام کا مقصد اور انجام بیان کرتے ہیں دوسرے لوگ ہیں جو ہر قسم کی حکومت اور اختیار کو ایسی بُرائی ظاہر کرتے ہیں جس میں پڑنے سے کوئی چارہ نہیں ہے لیکن حتے الامکان اُسے روکنا اور ایک حد کے اندر رکھنا ضرور ہے۔ اُن کے نزدیک آزادی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور تمام سوسائٹی کا مقصد یہ ہے کہ زمانہ نامحدود تک آزادی کو ترقی دیتی رہے۔ انسان کا حق ہے کہ اُسے اچھی طرح یا بُری طرح غرض جس طرح چاہے استعمال کرے۔ صرف شرط یہ ہے کہ اُس کے ایسا کرنے سے دوسروں کو کوئی صریح نقصان نہ پہونچے۔ اور حکومت کا سوائے اس کے اور کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچنے دے۔

میرے بھائیو! اِن باطل مسائل کو ترک کرو۔ پہلی قسم کے خیالات نے جماعتوں میں خود پرستی پیدا کردی ہے اور دوسری قسم کے خیالات سوسائٹی کو سپاہی یا افسر پولیس سے زیادہ درجہ نہیں دیتے جن کا کام یہ ہے کہ ظاہر میں اور خارجی طور پر امن قائم رکھیں۔ حالانکہ سوسائٹی کو سپاہی یا افسر پولیس سے زیادہ درجہ نہیں دیتے جن کا کام یہ ہے کہ ظاہر میں اور خارجی طور پر امن قائم رکھیں۔ حالانکہ سوسائٹی عمدہ ترتیب اور انتظام کیجہت میں تمہاری مجموعی زندگی اور مقصد کی جگہ پر ہو سکتی ہے۔

اس قسم کے تمام مسائل کا میلان اس طرف ہے کہ آزادی کو غدر اور بدامنی میں تبدیل کر دیں مجموعی اخلاقی اصلاح کا خیال اور ترقی کا وہ

مشن جو سوسائٹی کو اختیار کرنا لازم ہے منسوخ ہو جائے۔ اگر تم نے آزادی کو ان معنوں میں لیا تو تم آزادی رکھنے کے مستحق و سزاوار نہ ہوگے اور جلد خواہ کچھ عرصہ پاکر یہ آزادی تم سے چھن جائیگی۔

تمہاری آزادی اُسی وقت تک متبرک ہے جب تک اس کی تہ میں فرض کا خیال اور اس بات کا ایمان موجود ہے کہ سب نے کمالیت کے درجہ پر پُہنچنا ہے۔

اگر آزادی سے تمہارا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہیں اپنے قواء کو بھلے یا بُرے طور سے جس طرح پر کہ تم پسند کرو کام میں لانے کا حق حاصل ہو۔ بلکہ اُس سے یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے جداگانہ میلان طبعیت کے مطابق بھلائی کرنے کے وسایل پسند کرنے کا حق تمہیں مِل جائے تو اس صورت میں تمہاری آزادی خدا اور انسان دونوں کی حفاظت میں بڑھے اور پھولے اور پھلیگی۔

نواں باب

تعلیم

خدا نے تم کو تعلیم پانے کے قابل پیدا کیا ہے۔ اسلئے تمہارا فرض ہے کہ جہانتک تمہارے امکان میں ہو تعلیم حاصل کرو۔ اور جس سوسائٹی کیساتھ تمہارا تعلق ہے اُسپر یہ تمہارا حق ہے کہ وہ تمہاری تعلیم میں روک پیدا نہ کرے۔ بلکہ اس کام میں تمہیں مدد دے۔ اور اگر تمہیں تعلیم کے وسایل نہوں تو

تمہاری آزادی۔ تمہارے حقوق۔ تمہارا اپنے سوشیل درجہ میں ہر ایک ناانصافی سے مخلصی حاصل کرنا۔ وہ کام جس کا اس دنیا میں پورا کرنا تم میں سے ہرایک پر واجب اور لازم ٹھیرایا گیا ہے ان تمام باتوں کا انحصار بہت کچھ اس درجہ کی تعلیم پر ہے جو تم حاصل کر سکو۔

تعلیم کے بغیر تم نیک و بد میں اچھی طرح تمیز نہیں کر سکتے۔ پولیٹیکل زندگی میں تمہیں وہ شرکت حاصل نہیں ہو سکتی جسکے بغیر تمہاری کامل سوشیل مخلصی ناممکن ہے اور تم اپنے مشن (خدمت) کے صحیح صحیح معنے اور خیال پر نہیں پہنچ سکتے۔

تعلیم تمہاری روح کی غذا ہے۔ اس کے بغیر تمہارے فوائد اُسی طرح پوشیدہ اور لاحاصل پڑے رہینگے جس طرح قوت نشو و نما اُس تخم میں جسکو بے جوتی زمین میں ڈالا گیا ہے اور جو آبپاشی کے فوائد سے محروم ہے۔ نہ کوئی کاشتکار اُسکی نگرانی اور تردّد کرتا ہے۔

اسوقت تمہارا گروہ یا تو بالکل ناتعلیم یافتہ ہے یا ایسے اشخاص اور حکومتیں اُسکو تعلیم دیتی ہیں جن کا کوئی بڑا اصول رہنما نہیں ہے اور اسلئے ضرورتاً وہ تعلیم کی صورت بگاڑتے اور اُسکی تاثیر کو بدل دیتے ہیں تعلیم کے حال کے مہتممان صرف اتنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ چند ایک مدارس جاری کردیں جو ان کے ماتحت ملک میں غیر مساوی طور پر اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے ہوں۔ ان مدارس میں تمہاری اولاد اگر چاہے تو کسی درجہ تک ابتدائی تعلیم حاصل کر سکتی ہے جو خاص کر پڑھنے۔ لکھنے اور حساب پر شامل ہے۔

اس قسم کی پڑھائی کا مناسب نام (انسٹرکشن) ہے جو حقیقی تعلیم سے اُسیقدر مختلف اور علیحدہ ہے جس قدر ہمارے وجود کے مختلف اعضا ہماری زندگی سے مختلف اور علیحدہ ہیں۔ جسم کے اعضا ہماری زندگی نہیں ہیں

وہ محض ہماری زندگی کے آلات اور اسکے اظہار کے وسائل ہیں۔ زندگی اُن کے تابع اور پابند نہیں ہے جس طرح وہ ایک نہایت ہی پاک زندگی کو ظاہر کرنے والے ہیں اسی طرح وہ ایک نہایت ہی خراب زندگی کو بھی منکشف کرتے ہیں۔ بعینہ یہی صورت تربیت اور تعلیم کی ہے جو کچھ تعلیم سکھلاتی ہے تربیت اُس کے عمل میں لانے کے وسائل بہم پہنچاتی ہے مگر خود تعلیم کی جگہ یہ کبھی نہیں ہو سکتی۔

تعلیم کا تعلق اخلاقی قواء سے ہے اور تربیت کا دماغی سے مقدم الذکر سے انسان کو اپنے فرائض کا علم حاصل ہوتا ہے اور موخر الذکر سے وہ ان کو پورا کرنے کی قابلیت بہم پہنچاتا ہے تربیت کے بغیر تعلیم بسا اوقات ناکارآمد رہ جائیگی۔ اور تعلیم کے بغیر تربیت مثل اس لیور کے ہوگی جس کا فلکرم نکال لیا گیا ہے۔

تم پڑھ سکتے ہو۔ لیکن یہ علم تمہارے کس کام کا ہے جب تم یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ کونسی کتابیں غلطی سے بھری ہوئی ہیں اور کن میں صداقت کا اظہار کیا گیا ہے تم نے بذریعہ تحریر اپنے خیالات اپنے ابنائے جنس پر ظاہر کرنا سیکھ لیا ہے۔ لیکن اگر تمہارے خیالات محض تمہارے اپنی انانیت کا عکس ہوں تو یہ تمہیں کیا فائدہ دے گا؟

دولت کیطرح تربیت بھی استعمال کے طریقے اور مقصد کے مطابق بھلائی خواہ بُرائی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اگر اس سے تمام ترقی میں مدد لی جائے تو یہ تہذیب اور آزادی کا وسیلہ بن سکتی ہے۔ اگر خالی ذاتی کام نکالے جائیں تو یہ ظلم و تعدی کا موجب بنجائے گی۔

یورپ میں آجکل جو طریقہ تربیت کا جاری ہے اُس کے ساتھ اُسی وجہ کی اخلاقی تعلیم نہ ہونے سے وہ بسا اوقات سخت خرابی کا باعث ہے۔ اسی کے سبب سے ایک ہی قوم کے گروہوں میں غیر مساوات قائم ہے۔ لوگوں کو جھوٹے

مسائیل کیطرف لیجا رہا ہے۔ گنتی گننا خود پرستی اور انصاف اور بے انصاف دونوں کو ملانے کی کوشش کرنا یہ اوصاف اُن میں پیدا ہو رہے ہیں۔

جو لوگ کم و بیش تمہیں تربیت کرنا چاہتے ہیں اور ان کے برخلاف جو لوگ تعلیم کی تلقین کرتے ہیں۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے جس سے تم آگاہ نہیں ہو۔ اور اسی لئے کسی قدر تفصیل کے ساتھ اسکا ذکر کرنا مناسب ہے۔

اسوقت یورپ کا آزاد (لبرل) فرقہ دو قسم کے خیالات کے آدمیوں میں بٹا ہوا ہے۔

پہلے خیال کے پیرو شخصی سلطنت کے مؤید ہیں۔ دوسرے خیال کے ماننے والوں کا دعوےٰ ہے کہ حکومت سوسائٹی کا حق ہے اور کثرت رائے کی ظاہر رضامندی کو اُس کا قانون ٹھیراتے ہیں۔

پہلا گروہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ حقوق جن کا انسانی فطرت کے ساتھ پیدا ہونا باور کیا جاتا ہے تسلیم کرلئے گئے اور آزادی برقرار رہی تو اس گروہ کا مشن پورا ہو گیا دوسرے کا مدار محض ایسوسی ایشن یعنے میل جول پر ہے اور سوشیل اتحاد سے جس سے وہ میل جول قایم ہوتا ہے یہ گروہ ہر فرد بشر کے فرایض استخراج کرتا ہے۔

پہلی جماعت اُس سے آگے نہیں بڑھتی۔ جس کو میں نے تربیت نام دیا ہے اور فی الواقع تربیت میں شخصی قابلیتوں کو بغیر طریق یا قاعدہ کے نشو و نما کرنے کا میلان پایا جاتا ہے۔ دوسری جماعت تعلیم کیضرورت کو سمجھتی اور اُسے سوشیل پروگرام کا ظہور خیال کرتی ہے۔

پہلا خیال لابدی طور پر اخلاقی غدر کی جانب لیجاتا ہے اور دوسرا آزادی سے بے خبر رہ کر مطلق العنانی یعنے کثرت رائے کی مطلق العنانی کو قایم رکھنے کی جوکھوں میں پڑتا ہے۔

ان میں سے پہلے خیال کے وہ لوگ تھے جو فرانس میں ڈاکٹرنیئرس کے

نام سے مشہور رہیں۔ انہوں نے ۱۸۳۰ء کے انقلاب کے بعد قوم کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور صرف آزادی تربیت کو قائم کرا کے حکومت کا استمراری اجارہ فرقہ بورا جیس کے ہاتھ میں دے دیا جس کو اپنی شخصی قابلیت کے نشو و نما کرنے کے کافی وسائل مہیا تھے۔ اور دوسرے خیال کے پیرو بدقسمتی سے آج کل وہ حکومتیں یا ملتیں ہیں جو قدیم مذاہب یا اعتقادات کو مانتی اور زمانہ آئندہ کے مسئلہ سے جو سوائے ترقی کے اور کچھ نہیں مخالفت رکھتی ہیں۔

یہ دونوں قسم کے مسائل ناقص ہیں۔ دونوں کا میلان بہت تنگ اور مخصوص قسم کا ہے۔

اصل صداقت ذیل میں بیان کیجاتی ہے:۔

منبع تمام حکومت کا خدا۔ اخلاق قانون یا وہ آلہی منصوبہ ہے جو کل عالم پر حکومت کر رہا ہے اور جب سے نوع انسان پیدا ہوئی ہے نیکوکار ذہین آدمیوں کے توسل سے وقتاً فوقتاً اُس پر ظاہر ہوتا رہا ہے یا وہ مقصد جو ہمیں حاصل کرنا ہے یا وہ خدمت جو ہمیں بجالانی ہے

کوئی منفرد شخص یا سوسائٹی حکومت نہیں کر سکتی ہے الّا جس حد تک کہ وہ اس منصوبے اور قانون کے مطابق عمل کریں اور مقصد مذکور کے پورا کرنے میں مدد دیں۔

منفرد حکمران یا تو قانون آلہی کا بہترین ترجمان ہوگا اور اس کے نام سے حکومت کرے گا یا وہ غاصب گرا دینے کے قابل ہوگا۔

محض کثرت رائے کو بھی کوئی جائز اختیار حکومت کا حاصل نہیں ہے اگر وہ اعلےٰ اخلاقی قانون کے برخلاف ہو۔ یا بالارادہ آئندہ ترقی کا راستہ بند کرنا چاہئے۔

سوشیل (تمدنی) بہبود۔ آزادی۔ اور ترقی۔ کوئی اصلی حکومت ان

تین شرائط سے باہر نہیں ہوسکتی۔

تعلیم ہمیں سکھلاتی ہے کہ ہماری سوشیل بہبود کس بات میں ہے تربیت ہر ایک فرد بشر کو یقین دلاتی ہے کہ وہ سوشیل بہبود کے خیال میں مسلسل ترقی کرنے کے لئے جو وسائل آزادانہ رائے سے پسند کرے اختیار کرسکتا ہے۔

جو امر تمہارے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تمہاری اولاد کو سکھلایا جائے کہ وہ غالب اصول اور عقائد کونسے ہیں جو اُن کے ابنائے جنس کی زندگی کو اُس زمانہ میں کہ انہیں اس صفحۂ ہستی پر بسر کرنا ہے۔ ہدائیت کررہے ہیں۔ اُن کی قوم کا اخلاقی سوشیل اور پولیٹیکل پروگرام کیا ہے۔ جس قانون سے اُن کے افعال کی جانچ کیجائے گی۔ وہ کیسا ہے نوع انسان پہلے کس درجہ تک ترقی کرچکی ہے۔ اور وہ کونسی منزل مقصود ہے جس پر ہمیں پہنچنا ہے۔

اور یہ بھی بہت ضرور ہے کہ چھٹپن سے ہی اُن کو مساوات اور محبت کا سبق دیا جائے جو اُنہیں اپنے خدا کے بخشے ہوئے کروڑوں بھائیوں کے ساتھ ایک ہی مقصد کی زنجیر میں منسلک کردیگا۔

جو تعلیم تمہاری اولاد کو اس طرح پر تربیت کرسکتی ہے وہ صرف قوم ہی اُنہیں دیسکتی ہے۔

اسوقت اُن کی اخلاقی تعلیم محض ابتری کی حالت میں ہے۔ وہ صرف اپنے والدین کے سہارے پر ہیں۔ جہاں والدین کو افلاس اور مدام جسمانی محنت کی ضرورت کے باعث نہ اتنا علم ہے اور نہ فرصت کہ اپنی اولاد کو خود تعلیم دے سکیں۔ اور نہ وہ اتنی مقدرت رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے اُستاد مقرر کریں وہاں یہ تعلیم بالکل کالعدم ہے۔ اور جہاں تمام گھرانا نابینت اور بُرائی کے متعدی مرض میں گرفتار ہے وہاں اس کے برخلاف خرابی

کی تعلیم ہو رہی ہے۔

جہاں لیکن والدین کو اس قدر مقدرت حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا انتظام کر سکیں وہاں بھی بسا اوقات دنیا پرستی یا توہمات میں محض آزادی کا ہلانہ صبر و قناعت امارت یا اُس کی مخالفت کے خیالات میں بچّوں کو پرورش کیا جاتا ہے۔ مذہبی یا دنیاوی جس خیال کا استاد والدین منتخب کرتے ہیں وہی خیال شاگردوں کے دلوں میں جگہ پکڑ تا جاتا ہے۔ جب بچپن میں اس قسم کی تعلیم دیجائے تو کس طرح لوگ ایک مشترک مقصد کے حصول کیواسطے باہم یگانگت اور محبت سے کام کرنیکے لائق ہو سکتے اور ملک کے اتحاد کو اپنی ذات میں مجسم دکھلا سکتے ہیں؟

سوسائٹی اُن سے خواہشمند ہے کہ وہ ایک مشترک خیال کو ترقی دیں جس کی کہ اُنہوں نے تعلیم نہیں پائی۔ سوسائٹی اُنہیں اُن قوانین کی خلاف ورزی میں سزا دیتی ہے جن سے کہ وہ جاہل محض ہے۔ اور جن کی وسعت اور مضمون سے سوسائٹی نے کبھی اُن کو واقف نہیں کیا سوسائٹی اُن سے اُس مقصد کے واسطے مشارکت اور قربانی کی طلبگار ہے جو کسی معلم نے زندگی میں داخل ہونے پر اُن کو نہیں بتلایا۔

عجیب بات یہ ہے کہ فرقہ ڈاکٹری نیز جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے جداگانہ طور پر ہر ایک منفرد شخص کا حق حکومت کرنے اور نوجوانوں کو تعلیم دینے کا تسلیم کرتا ہے مگر وہی حق انفراد کے جلسہ یعنے قوم کا قبول نہیں کرتا۔ اُن کی آزادی تربیت کی پکار سے قوم کا حق اخلاقی رہنمائی اور ہدایت کا جاتا رہتا ہے۔ سکّے اور نقدی کے معاملے میں اور اوزان اور پیمانوں کے معاملہ میں تو وہ لوگ اتحاد کی بہت بڑی ضرورت بیان کرتے ہیں لیکن اصول کا اتحاد جس پر کل قومی زندگی اور اُسکی نشو و نما کا مدار ہونا چاہیئے اُن کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

بغیر قومی تعلیم کے قوم کا کوئی اخلاقی وجود نہیں ہے۔ کیونکہ صرف قومی تعلیم پر ہی قوم کا خمیر قائم ہو سکتا ہے۔

بغیر قومی تعلیم کے جو تمام باشندگان ملک کے لئے عام ہونی چاہیئے حقوق اور فرائض کی کل مساوات ایک مہمل اور بے معنی مسئلہ ہے کیونکہ اس صورت میں فرائض کا تمام علم اور استعمال حقوق کی صلاحیت یا تو دولت کے سنجوگ پر منحصر ہو جاتی ہے یا ان لوگوں کی بیقاعدہ پسند پر جو اُستاد منتخب کرتے ہیں۔

اتحاد کے مخالف اپنی تائید میں آزادی کا نام لیا کرتے ہیں لیکن آزادی کس کی؟ بچوں کے باپوں کی؟ اُن کی طریق کے مطابق بچوں کی اخلاقی آزادی اُن کے باپ کی خود مختاری زائل کر دیتی ہے۔ اور چھوٹی نسل کی آزادی کو بوڑھوں کی خاطر قربان کیا جاتا ہے۔ اور ترقی کی آزادی ایک دھکے کی ٹٹی ہو جاتی ہے۔

شخصی رائیں اور اعتقادات چاہے وہ جھوٹے اور ترقی کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں باپ کے حکم سے بیٹے کے دل میں ایسے زمانہ میں جبکہ وہ اُن کی جانچ پرتال کرنے کے بالکل ناقابل ہوتا ہے قائم کئے جاتے ہیں اور جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو کچھ تو تمہاری کثرت رائے کے باعث اور کچھ اس سبب سے کہ انہیں ہر لحظہ دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنا پڑتا ہے ان کے دل کو ان راؤں اور اعتقادات کی جو پہلے سے اُس پر نقش ہو چکے ہیں دوسروں کی راؤں اور اعتقادات سے مقابلہ کر کے ترمیم اور اصلاح کرنیکا ہرگز موقع نہیں ملتا۔

اس باطل آزادی کے نام سے وہ ظالمانہ طریق جو میں نے بیان کیا ہے بدترین قسم کی مطلق العنانی یعنے اخلاقی ذات کی بنیاد پائدار کرنا چلا جاتا ہے۔

فی الواقع اس طریقہ کا نتیجہ ایک قسم کی خود مختاری ہے آزادی نہیں ہے۔ سچی آزادی مساوات کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ اور مساوات صرف اُنہی میں رہ سکتی ہے۔ جنکو شروع سے ایک ہی قسم کی اور ایک ہی اصول کی تعلیم دیجائے اور یکساں طور پر فرائض کے علم سے واقف کیا جائے آزادی کا مناسب استعمال صرف اسی علم کا نتیجہ ہے۔

میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ سچی آزادی یہ نہیں ہے کہ انسان کو برائی پسند کرنے کا حق حاصل ہو بلکہ اس بات کا کہ بھلائی کرنے کے جو مختلف رستے ہیں اُن میں سے جسکو چاہیں اختیار کریں۔ جس آزادی کو یہ کم ظرف فلسفی پکار رہے ہیں وہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ باپ کو اپنے لخت جگر کے واسطے خود مختارانہ طور پر بُرائی پسند کرنیکا حق دیا جاتا ہے۔ حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اگر کوئی باپ اپنے بچے کے جسم کو کسی نوع سے بگاڑنا یا ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو سب فریاد کرینگے اور سوسائیٹی دست اندازی کرنے پر تیار ہو جائیگی لیکن اُس بچے کی روح کی اتنی بھی قدر نہیں ہے جتنی اُسکے جسم کی ہے۔ کیا سوسائیٹی کو لازم نہیں ہے کہ جب اس کی قواء کو خراب کیا جائے۔ اُسے جہالت میں گرفتار رکھا جائے۔ اُسکی اخلاقی حس کو بگاڑا جلائے اور توہمات میں پھنسا یا جائے تو اُن سے اسکی حفاظت کے لئے فوراً مداخلت پر آمادہ ہو جائے؟

آزادی تربیت کی پکار جس وقت پہلے پہل اُٹھی تھی اُس وقت بہت اچھی تھی۔ جن ملکوں میں اخلاقی تعلیم کسی خود مختار حکومت یا کسی تنزل میں پڑی ہوئی ذات یا مذہبی سرگروہوں (پریسٹ ہڈ) کے ہاتھ میں کہ جن کے عقاید بالطبع ترقی کے مخالف ہیں۔ جن ملکوں میں اخلاقی تعلیم کی یہ حالت ہے وہاں یہ پکار اب بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ پکار اس قید سے مخلصی پانے کے لئے تھی۔ اور اگرچہ نامکمل تھی لیکن اُس

زمانہ میں ضروری اور لازمی تھی۔

مگر میں تم سے اس زمانہ کی بابت ذکر کر رہا ہوں جبکہ مذہب لفظ ترقی کو عبادت گاہ کے آستانہ پر جلی قلم سے لکھ دے گا۔ جبکہ تمہارے تمام قواعد اور قانون مختلف صورتوں میں صرف اس لفظ کا تکرار ہونگے اور لوگوں کو ایک قومی تعلیم دیجائے گی۔ جس کا آخری درس طلبا کو ان الفاظ میں ہوا کریگا:۔

اب ہم نے تمہیں جو ہمارے ساتھ ایک ہی معاہدہ کے تحت زندگی بسر کرنے کو پیدا ہوئے ہو بتلا دیا ہے کہ اس معاہدہ کی اصلی بنیاد کیا ہے اور تمہاری قوم اس وقت کن اصولوں کو مانتی ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ ان اصولوں میں پہلا اصول ترقی ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھو کہ انسان اور شہردار دونوں کی حیثیت سے تمہارا مشن یہ ہے کہ جہانتک تمہارے امکان میں ہو اپنے ابنائے جنس کے ذہنوں اور دلوں کو ترقی دو۔ جاؤ ان کی جانچ اور مقابلہ کرو۔ اور اگر تمہیں کوئی ایسی صداقت معلوم ہو جو اس سے اعلےٰ ہو جس پر اس وقت ہمارا یقین ہے تو آزادی کے ساتھ اُسے پھیلاؤ اور تمہارے ملک کی برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو۔

اگر پہلے نہیں تو اُس وقت تمہیں آزادی تربیت کی پکار کو غیر ضروری اور ملک کے اتحاد کے مخالف سمجھ کر چھوڑ دینا پڑے گا۔ اور تب ہی تم ایسی مفت قومی تعلیم کے ایک طریقہ کی بنیاد رکھوا سکوگے جس کا حاصل کرنا سب پر لازمی اور ضروری ہوگا۔

قوم اسبات کی پابند ہے کہ اپنا پروگرام ہر ایک شہردار تک پہنچائے ہر ایک شہردار قومی مدارس میں اخلاقی تعلیم حاصل کریگا اور قومیت کے مضمون پر ایسی درسی کتابیں اُس کو پڑھائی جائیں گی جن میں نوع انسان کی ترقی کی سرسری کیفیت اور اُس کے اپنے ملک کی تاریخ۔ اور ان اصولوں

کی جن کے مطابق قوانین ملک وضع ہوتے ہیں عام فہم تشریح مع ابتدائی تربیت کے جس پر ہم سب کا اتفاق ہے شامل ہوگی۔ ان مدارس میں ہر ایک شہردار کو مساوات اور محبت کا سبق ہی دیا جانا چاہیئے۔

جب ایک دفعہ قوم کا پروگرام تمام شہرداروں کے پہنچ گیا تو آزادی آپ ہی حقوق حاصل کر لیتی ہے۔ نہ صرف فکر و تعلیم بلکہ ہر ایک قسم کی تعلیم مشترک ہے ہر ایک شخص کو بلا روک ٹوک اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنے خیالات اپنے ابنائے جنس پر ظاہر کرے۔ اور ہر ایک شخص کا حق ہے کہ اس کی بات کو سنے۔ سوسائیٹی کو مناسب ہے کہ وہ ہر ایک صورت میں اظہار خیالات کی آزادی کو بڑھائے اور تقویت دے اور قومی پروگرام کی ترمیم و اصلاح اور ترقی کا ہر ایک راستہ کھول دیا جائے ۔

دسواں باب

اتفاق۔ ترقی

خدا نے تم کو مدنی الطبع اور ترقی پذیر پیدا کیا ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ آپس میں ملو۔ اور جہاں تک تمہارے حالات اجازت دیں ترقی کرو۔ تم بطور حق سوسائیٹی سے اس بات کا مطالبہ کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے اتفاق اور ترقی کے کام میں کسی صورت میں مخل نہ ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف تمہاری مدد کرے۔ اور اگر اتفاق اور ترقی کے بعض وسائل کی تمہیں

ضرورت ہو تو وہ بہم پہنچائیے۔ آزادی سے تم کو نیک و بد یعنے فرض اور انانیت میں سے جو چاہو پسند کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ تعلیم تمہیں صحیح طور پر پسند کرنا سکھلاتی ہے۔ اتفاق سے تمہیں اپنی پسند کو عمل میں لانے کے وسایل حاصل ہوں گے اور اس کے ساتھ ہی ترقی یعنے وہ مقصد جسکو تمہیں اپنی پسند میں ہمیشہ مد نظر رکھنا ضرور ہے جس وقت ظاہرا طور پر حاصل ہوگیا اس بات کا ثبوت ہوگا کہ تم نے اپنی پسند میں غلطی نہیں کی۔ جب کبھی ان میں سے کسی شرط کے پورا کرنے میں غفلت یا فریب سے کام لیا جائے تو ایسا کرنے والے شخص اور شہروار کا یا تو وجود ہی نہیں ہے یا وہ ناکاملیت اور رکی ہوئی ترقی کی حالت میں ہے۔

پس تمہیں واجب ہے کہ تم ان شرائط اور سب سے بڑھ کر میل جول کے حق کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جس کے بغیر آزادی اور تعلیم دونوں بیفائدہ ہیں۔

میل جول اور اتفاق کا حق ایسا متبرک ہے جیسا کہ خود مذہب جو صرف روحوں کے اتفاق یا میل جول کا نام ہے۔ تم سب خدا کے بیٹے اور اسی لئے آپس میں بھائی ہو۔ پس جو شخص بھائیوں کے میل یعنے ربط و اتحاد میں روک پیدا کرے گا وہ گنہگار ٹھیریگا۔

یہ میل کا لفظ جو میں نے مصلحتاً لکھا ہے عیسائی مذہب نے ہمیں سکھلایا ہے۔ اور زمانہ ماضی کے لوگ اسکو ایک غیر متغیر مذہب بیان کرتے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ نوع انسان کے مذہبی ظہوروں کی سیڑھی کا ایک زینہ ہے۔

اور یہ لفظ ایک متبرک لفظ ہے اسی نوع انسان کو سکھلایا کہ وہ خدا کے سامنے بمنزلہ مساوی درجہ کے اشخاص کے ایک کنبے کے ہیں۔ اور آقا اور نوکر نجات محبت اور آسمانی امید کے ایک احد خیال میں ملگئے ہیں زمانہ

ہائے پیوستہ کے مقابلہ میں جبکہ حکما اور عام لوگ شہر واروں اور غلاموں کی روحوں کو بالکل مختلف فطرت اور نسل سے باور کرتے تھے ایک بہت بڑی ترقی تھی۔ جیسائی مذہب کی عظمت دلوں پر نقش کرنے کے لئے اس کا صرف یہی ایک مشن بہت کافی تھا میل روحوں کی مساوات اور محبت کا نشان تھا۔ اور یہ نوع انسان کا کام تھا کہ اس نشان کے نیچے جو صداقت مخفی تھی اسے وضاحت کے ساتھ بڑھاتی۔

چرچ سے یہ کام نہیں ہوا اور نہیں ہو سکتا تھا وہ شروع ہی میں خلائف اور مذہب تھا اخیر میں امرا اور دنیاوی حکمرانوں کا طرفدار بن گیا اور امارت کی خواہش سے جو اس کے بانی کے دل میں نام کو بھی نہ تھی خود غرضی میں ڈوب کر راہ راست سے بھٹک گیا۔ بلکہ یہانتک پیچھے ہٹ گیا کہ دنیاداروں کیواسطے کمیونین صرف روٹی پر محدود کرکے اسکی اخلاقی وقعت کو گھٹا دیا۔ دونوں چیزوں سے کمیونین صرف مذہبی آدمیوں کے واسطے مخصوص ہو گیا۔

اس وقت ان سب سے جو اپنی روحوں کے اندر محسوس کرتے تھے کہ بے روک کمیونین کے نشانوں کے واسطے بلاتمیز دنیادار یا مذہبی شخص کے کل خاندان انسانی کا یکساں حق ہے یہ پکار اٹھی کہ کمیونین دونوں چیزوں سے کل لوگوں کے واسطے ہے۔ پیالہ لوگوں کے واسطے ہے۔ پندرھویں صدی میں پرجوش عوام الناس کی زبان پر بھی یہی پکار جاری تھی۔ جو آخر مذہبی اصلاح کی تمہید ہوئی اور شہیدوں کے خون سے تقدیس کے مرتبہ پر پہنچی ایک مقدس شخص مسمی جان ہس بوہیمیا کا باشندہ اس طریق کا سرغنہ تھا جو انکویزیشن کی آگ میں زندہ جلایا گیا۔

اس وقت تم میں سے اکثر لوگ ان ہنگاموں کی تاریخ سے ناواقف ہیں یا انہیں ایسے جھگڑے اور فساد باور کرتے ہیں جو متعصب اشخاص نے

۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶
عبدالرزاق

مذہبی امور پر برپا کیے تھے۔ مگر جب قومی تعلیم کے ذریعہ سے تاریخ عام پسند اور عام فہم ہو جائے گی اور تم اسباب کا سبق حاصل کروگے کہ ہر ایک مذہبی ترقی کے ساتھ ساتھ کس طرح قوموں کی (تمدنی) زندگی میں ترقی ہوئی ہے اس وقت تمہیں ان تنازعات کی واقعی قدر معلوم ہوگی اور تم ان شہیدوں کو اپنا مربی سمجھ کر ان کی یادگار کی عزت کرنے لگوگے۔ یہ انہی شہیدوں اور ان کے معتقدین کے طفیل سے ہم نے سیکھا ہے کہ ایسی کوئی جماعت یا گروہ نہیں ہے کہ خدا اور قوم کے مابین اسی کو ترجمان ہونے کا حق حاصل ہو۔ جو لوگ نیکی اور دانش کے باعث ہم سب سے بڑھ کر ہیں وہ ہمیں ترقی کے راستہ میں ہدایت اور رہنمائی کر سکتے ہیں اور انہیں کرنی چاہیے مگر کسی اختیار یا حکومت کے ساتھ نہیں۔ اور کمیونین کا حق بلاشبہ تمام انسانوں کا مساوی ہے وہ چیز جو آسمان پر پاک ہے زمین پر بھی پاک ہے۔ اگر نوع انسان خدا میں ہو کر یہاں میل جول کریگی تو آسمانی زندگی میں بھی ان کا میل جول ہوگا۔ روحوں کے مذہبی میل جول سے ذہن اور فعل کا میل ہوگا جو خیال کو حقیقت میں تبدیل کرتا ہے

پس میل جول کو تم اپنا فرض اور اپنا حق خیال کرو۔

ایسے آدمی ہیں جو اہل ملک کے حقوق کو تمہیں یہ کہہ کر محدود کرنا چاہتے ہیں کہ اصل انجمن سلطنت اور قوم ہے۔ تم سب کو اسی انجمن کا رکن ہونا لازم ہے اس کے سوا جتنے جو جزوی میل جول تمہارے آپس میں ہوگا وہ یا تو سلطنت کے مخالف ہوگا یا بیفائدہ ہوگا۔

لیکن سلطنت خواہ قوم صرف ان حالات اور ان خواہشات میں جو ان تمام آدمیوں سے جنسے وہ سلطنت خواہ قوم بنی ہوئی ہے عام طور پر متعلق ہیں اہل ملک کا اتفاق ظاہر کرتی ہے مگر ایسی خواہشات اور مقاصد بھی ہیں جن کا تعلق تمام اہل ملک سے نہیں بلکہ صرف ان کی

ایک خاص تعداد سے ہے اور ٹھیک جس طرح سے وہ خواہشات اور مقاصد جو اہل ملک کے ایک جزو کے واسطے عام ہیں خاص قسم کی انجمنیں قایم کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اتفاق ترقی کی کفالت ہے اور یہی بات اتفاق اور میل جول کے حق کی اصلی بنا ہے۔

سلطنت چند خاص اصولوں کے مجموعہ کا نام ہے جنپر اسکے قایم ہونے کے وقت عام اہل ملک نے اتفاق کرلیا تھا لیکن فرض کرو کہ اہل ملک سے چند آدمیوں نے کوئی نیا اور سچا اصول یا اُن صداقتوں میں جو اس سلطنت کی زندگی کا باعث ہیں کوئی اور نئی اور معقول بات دریافت کی ہے اب وہ اس اصول کا علم بجز اس کے کہ انجمن قایم کریں اور کس طرح پھیلا سکتے ہیں؟ فرض کرو کہ کوئی علمی دریافت ہوئی ہے اور مختلف قوموں کے باہم راہ و رسم کا کوئی نیا وسیلہ پیدا ہوگیا ہے یا کوئی اور سبب ہوا ہے جس سے اُن افراد میں جن سے وہ سلطنت مرکب ہے بعض کو ایک نئی قسم کا انٹرسٹ پیدا ہوگیا ہے تو یہ لوگ جنہوں نے پہلے پہل اسکو معلوم کیا اُن مختلف انٹرسٹوں کے بیچ سے جو مدت دراز سے قایم چلے آتے ہیں تاوقتیکہ متفق ہوکر کوشش نہ کریں اور اپنے وسائل کو کام میں نہ لائیں کیونکر اپنا راستہ بنا سکتے ہیں؟

کاہلی اور اس قسم کا مزاج کہ زمانہ دراز کی باتوں پر جو رضامندی عام سے قایم چلی آتی ہیں مطمئن و شاکر چلے آنا ایسی عادتیں ہیں جن کے کثرت کے ساتھ لوگ عادی ہو رہے ہیں اور صرف ایک واحد شخص کا مجرد اپنے کلام سے اُن پر غالب آنا حیز امکان میں نہیں ہے۔ لیکن تھوڑے سے آدمی اتفاق کرلیں اور وہ دن بدن ترقی کرتا جائے۔ تو یہ کام ہو سکتا۔ زمانہ آیندہ کا طریقہ اتفاق ہی ہے۔ یہ نہ ہوگا تو سلطنت

متحرک رہیگی اور جو درجہ تہذیب کا حاصل کر چکی ہے اس سے آگے نہ بڑھیگی
اتفاق ایسا ہونا چاہئیے کہ جس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کیجانب بتدریج بڑھتا چلا جائے اور اُن صداقتوں کے مخالف نہ ہو جو نوع انسان اور قوم کی عالمگیر رضامندی سے ہمیشہ کیواسطے قایم ہو چکی ہیں۔

اگر کوئی انجمن اس مقصد سے قایم کیجائے کہ لوگوں کا مال چورانے میں سہولیت ہو۔ یا کوئی انجمن اپنے ممبروں پر کثرت ازدواج لازم کرے یا کوئی انجمن قوم کی تباہی یا ظالمانہ حکومت کے قایم ہونے کی تلقین کرے تو ایسی انجمن ناجایز اور خلاف قانون ہوگی۔ قوم کا حق ہے کہ اُس کے ممبروں کو سُنا دے: "ہم اسبات کو گوارا نہیں کر سکتے کہ ہمارے درمیان اُن مسائل کو پھیلایا جائے جو انسانی فطرت۔ اخلاق یا ملک کے مسلّمہ اصولوں کے برخلاف ہیں۔ اگر تم اپنے اس میلان اور خواہش کے مطابق انجمنیں قایم کرنا چاہتے ہو تو ہماری سرحدوں سے باہر ہو جاؤ اور وہاں جا کر آپس میں قایم کرو۔"

اتفاق کا امن کیساتھ ہونا ضروری ہے۔ سوائے تقریر یا تحریر کے اسے کوئی دوسرا ہتھیار استعمال کرنا مناسب نہیں۔ اسکا مقصد لوگوں کو ترغیب دینا ہے مجبور کرنا نہیں۔ مخفی انجمنیں صرف اُسی جگہ جائز آلہ حفاظت کا ہیں۔ جہاں نہ تو آزادی ہے نہ قوم ہے۔ مگر جس ملک میں آزادی اور خیال کے حقوق تسلیم کئے جاتے اور اُن کی حفاظت عمل میں آتی ہے وہاں اس قسم کی انجمنیں ناجائز ہیں اور توڑ دینی چاہئیں۔

چونکہ انجمن کا ارادہ اور مقصد ترقی ہے اسلئے ضرور ہے کہ سبکو اسپر غور کرنے اور رائے دینے کا موقع دیا جائے۔

اور اخیر بات یہ ہے کہ ہر ایک انجمن اس بات کی پابند ہے کہ وہ دوسروں میں اُن حقوق کا لحاظ کرے جو سرشت انسانی کے اصل خواص سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسی انجمن ہو جو زمانہ متوسّطہ کے جلسوں کی مانند محنت کے حقوق کو زائیل کرنا چاہے۔ یا ضمیر کی آزادی کو روکنے کیطرف اسکا میلان پایا جائے تو قوم کی گورمنٹ کو وہ انجمن توڑ دینی چاہیئے۔

مندرجہ صدر صورتوں کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اہل ملک کو انجمن قایم کرنے کی آزادی ہونا ایسا ہی متبرک اور ناقابل فسخ ہے جیسا کہ ترقی جسکی کہ اس کو جان سمجھنا چاہیئے۔

جو حکومت ان دونوں کے روکنے کا اقدام کرتی ہے وہ اپنے سوشیل مشن میں دھوکا دیتی ہے اور اُس وقت قوم کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پہلے اُسے سمجھائے۔ اور اگر صلح اور امن سے کام نہ نکلے تو ناچار اُسے مغلوب کرے۔

میرے بھائیو! تمہارے فرائض کی جو تمہارے حقوق کا سرچشمہ ہیں یہی بنا ہے تمہاری سول زندگی میں بے شمار سوالات پیدا ہونگے مگر اُن کو پہلے سے دریافت کرنا اور اُن کے حل کرنے میں تمہیں مدد دینا اس کتاب کا مقصد نہیں ہے مجھے اس کتاب میں صرف یہ مدنظر رہا ہے کہ اُن اصولوں کو تمہارے پیش کروں جو ان تمام معاملات میں تمہارے رہنما ہونگے اور جن کے سنجیدہ استعمال سے تمہیں خود اُن کے حل کرنے کا طریق معلوم ہو جائیگا۔ اور میں باور کرتا ہوں کہ یہ میں نے کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں ہدایت کی ہے کہ خدا فرض کا سرچشمہ اور انسانی مساوات کا معاہدہ ہے۔ اور اخلاقی قانون تمام ملکی قوانین کا منبع ہے اور جو رائے تم ان قوانین کے وضع کرنیوالوں کے چال چلن کی نسبت قایم کرو وہ اسی پر مبنی ہونی چاہئے۔ میں نے تمہیں جتلا دیا ہے کہ اس

قانون کی ترجمان اور کل پولیٹیکل طاقت کا منبع قوم یعنے تم اور ہم اور وہ عام اہل ملک ہیں جن سے قوم مرکب ہے۔ میں نے تمہیں بتلایا ہے کہ قانون کا اصل خاصہ ترقی ہے اور وہ ترقی جو غیر محدود اور مسلسل ہے جس میں انسانی کاروبار کی ہر ایک شاخ اور خیال کا ہر ایک ظہور مذہب سے لیکر حرفت اور تقسیم دولت تک سب آجاتے ہیں۔ میں نے بیان کیا ہے کہ نوع انسان کی نسبت۔ اپنے ملک کی نسبت۔ اپنے کنبے کی نسبت اور اپنی ذات کی نسبت تمہارے کیا فرائض ہیں اور ان فرائض سے میں نے وہ اصل خواص استنباط کئے ہیں جن سے انسانی خلقت قایم ہوئی ہے اور جنہیں بار آور کرنا تمہارا کام ہے۔

یہ خواص جو ہمیشہ ہر ایک انسان میں پائے جائینگے یہ ہیں۔ آزادی۔ تعلیم کی قابلیت۔ ملکر رہنے کی خواہش۔ اور ترقی کرنے کے صلاحیت اور ضرورت۔ ان خواص کے بغیر کوئی واقعی انسان اور حقیقی شہروار نہیں ہو سکتا اور میں نے ان سے نہ صرف تمہارے فرائض بلکہ تمہارے حقوق اور جس طرح کی گورنمنٹ تمہیں اپنے ملک میں قایم کرنی چاہئے اسکا عام کیرکٹر استنباط کیا ہے۔

کبھی ان اصولوں کو فراموش نہ کرو۔ اس بات کی نگرانی کرتے رہو کہ ان کی خلاف ورزی عمل میں نہ آئے۔ ان اصولوں کو اپنی ذات میں مجسم کرلو۔ تب تم آزاد ہوگے اور ترقی کروگے۔

جو کام میں نے تمہارے واسطے اپنے اوپر لیا تھا وہ اب مکمل ہوجاتا اگر ایک بہت ہی سخت روک درمیان میں نہ آپڑتی۔ اور وہ روک خود سوسائٹی کے اندر سے (جیسی کہ وہ اس وقت بنی ہوئی ہے) پیدا ہوتی ہے اور اس امر کی نسبت ہے کہ تم اپنے فرائض کو پورا کرو اور اپنے حقوق کو کام میں لاؤ۔

یہ روک وسائل کا غیر مساوی ہونا ہے۔

تاکہ تم اپنے فرائیض کو بجا لاؤ اور حقوق سے فایدہ اُٹھا سکو۔ تمہیں فرصت دماغی نشو و نما اور دنیاوی حالت کی طرف سے تیقّن حاصل ہونا ضرور ہے۔

یہ ترقّی کے مقدم جز ہیں جو تم میں سے بہتوں کو حاصل نہیں ہیں۔ اُنکی زندگی ہمیشہ دنیاوی حاجات سے مقابلہ کرتے گزرتی ہے اور اُسکا نتیجہ کچھ معلوم نہیں۔ ان لوگوں کے واسطے سوال یہ نہیں ہے کہ کیونکر ترقی کریں بلکہ یہ کہ کیونکر زندگی بسر کریں۔

پس سوسائیٹی کی موجودہ ترتیب میں ضرور کوئی اور بہت بڑی خرابی ہے۔ اگر میں اس بُرائی کی تشریح نہ کروں اور اسکی اصلاح کا طریقہ نہ بتلاؤں تو میری یہ تمام محنت بیفایدہ جاتی ہے اس لئے اس کتاب کے آخری حصے میں کفایت شعاری کے مسئلہ پر بحث کیجائے گی ؞

گیارھواں باب

کفایت شعاری کا مسئلہ

تم میں کثرت کے ساتھ لوگ غریب ہیں۔ محنت پیشہ جماعت کی کم از کم تین چوتھائی کو خواہ وہ مزدور ہیں یا دستکار۔ زندگی ایک روزانہ جد وجہد ہے جو لوازمات زندگی کے حصول کے لئے انہیں کرنی پڑتی ہے۔ وہ دن میں دس دس۔ بارہ بارہ اور بعض اوقات چودہ گھنٹے جسمانی محنت میں

مصروف رہتے ہیں۔ اور اس لگاتار بھاری اور تکلیف دہ محنت سے وہ بمشکل خالی جسمانی زندگی کی ضروریات بہم پہنچاتے ہیں۔ جبکہ معاملات کی یہ صورت ہے تو ان لوگوں کو ترقی کے فرض کی تعلیم دینا اور اُن کی دماغی اور اخلاقی زندگی کی نسبت یا اُن کے پولیٹیکل حقوق یا تعلیم کی نسبت اُن سے بات چیت کرنا خالی ایک قسم کا طعن ہوگا۔

اُنہیں ترقی کرنے کی نہ فرصت ہے نہ وسائل حاصل ہیں۔ ایک ایسی زندگی میں جو ادنےٰ اور ذلیل قسم کی محنت کرتے کرتے تھک ٹوٹ کر نیم بیجیں ہو گئی ہے وہ جو کچھ سیکھتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ اُسی گروہ کو جو اُنہیں کام پر لگاتا ہے دل ہی دل میں بزدلانہ اور بسا اوقات نامنصفانہ طور پر کینہ خواہ بن جائیں۔ دن میں جو تکلیف اور محنت اُٹھاتے ہیں اور آنے والے کل کی نسبت کچھ یقین نہ ہونے سے جو فکر و تردد لاحق ہوتا ہے اُسے بھلانے کے لئے تیز منشیات کا استعمال کرتے اور ایسی جگہوں میں جا کر نیند میں ڈوب جاتے ہیں جنہیں کمروں کی بجائے غار اور ماندیں کہنا بجا ہوگا۔ اور صبح جب آنکھ کھولتے ہیں تو پھر اُسی دائرہ میں گھومنا پڑتا ہے۔

یہ ایک نہایت ہی غمناک حالت ہے اور ضرور ہے کہ اسے تبدیل کیا جائے تم انسان ہو اور اس حیثیت سے ایسی قواء تمہیں عطا ہوئی ہیں جو محض جسمانی نہیں ہیں بلکہ دماغی اور اخلاقی بھی ہیں اور جنہیں نشو و نما کرنا تمہارا عین فرض ہے تمہیں شہروار ہونا چاہیئے اور اس حیثیت تمہیں سبکے فایدہ کیواسطے بعض حقوق سے کام لینا واجب ہے جسکے واسطے کسی درجہ تک تعلیم اور کچھ حصہ وقت کا مطلوب ہے۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بہ نسبت ابکے تمہیں محنت کم کرنی چاہیئے اور اس کا معاوضہ زیادہ ہونا چاہیئے۔

ہم سب خدا کے فرزند اور اُس ہیں، ہو کر آپس میں بھائی ہیں اور اسی واسطے ہم پر لازم ٹھیرایا گیا ہے کہ ہم صرف ایک بڑا کنبہ ہو کر رہیں اس کنبے میں اگر اس قسم کی غیر مساوات پائی جائے جو طبیعتوں۔ قابلیتوں اور محنت کرنے کی عادتوں کے اختلاف کا نتیجہ ہو تو کوئی مضایقہ نہیں ہے مگر یہ اس ایک ہی اصول کے تابع ہونی چاہئے۔ جو شخص اس قدر محنت جسکے وہ کل قابل ہے کل کے مفاد کیواسطے کرنے پر رضامند ہے اس کو اس قدر معاوضہ اس محنت کا ملنا چاہئے جس سے وہ کم و بیش اس بات کے قابل ہو سکے کہ اپنی شخصی زندگی کو ہر ایک ضروری عناصر میں جن سے شخصی زندگی کی حد لیقین ہوتی ہے ترقی دے سکے اور اُسکی نشو و نما کر سکے۔

یہی وہ مقصود ہے جسکے واسطے ہم سب کو کوشش کرنا لازم ہے اور ہر زمانہ میں جہانتک ہو سکے نزدیک پونچنے کے تدابیر مطالعہ کرتے رہیں۔

جو تبدیلی یا انقلاب ایک قدم بھی ہمیں اس مقصود کیطرف آگے نہیں بڑھاتا جو پولٹیکل ترقی کے مقابلہ میں حاصل کیگئی ہے۔ اسیقدر اخلاقی اور سوشیل ترقی پیدا نہیں کرتا جس سے غریب اور مفلس جماعتوں کی دنیاوی حالت میں ایک ذرہ بھی اصلاح نمودار نہیں ہوئی وہ انقلاب آلہی منصوبہ کا مخالف اور جتھوں کی لڑائی کے برابر ہے ہر ایک جتھا اپنی ناجائز حکومت قایم کرنا چاہتا اور ہر ایک یکساں طور پر کذب و خرابی کا موجد ہے۔

مگر زمانہ حال میں کس درجہ تک ہم اس مقصود کو حاصل کر سکتے ہیں؟

اور کیونکر اور کن وسایل سے ہم اس درجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

تمہارے خیر خواہوں میں جو زیادہ خائف اور بزدل لوگ ہیں۔

اُن میں سے بعض نے اس حالت کا علاج محنت پیشہ شخص کے اخلاق کی اصلاح میں خیال کیا ہے۔ ان لوگوں نے سیونگ بنک اور اسی قسم کے دوسرے انسٹیٹیوشن قایم کیئے ہیں اور دستکار لوگوں سے کہتے ہیں اپنی اُجرت کا زر نقد یہاں لاؤ۔ کفائیت شعاری سے کام لو۔ ہر ایک قسم کی بداعتدالی سے۔ خواہ وہ میخواری کے متعلق ہو یا کسی اور طرح کی اعتراز کرو اور عسرت اور تنگی سے گذارہ کرکے افلاس کے ہاتھ سے نجات پاؤ۔ اس قسم کی نصیحت جہانتک کہ یہ اہل حرفہ کے اخلاق کی اصلاح کرنے والی ہے۔ جسکے بغیر تمام اصلاحیں بیفایدہ ہو جاتی ہیں۔ بہت اچھی ہے لیکن اس سے نہ تو مفلسی کا سوال حل ہوتا ہے نہ سوشیل فرض کسی حساب میں آتا ہے۔

تم میں شاذ و نادر ایسے اشخاص ہونگے جو اپنی کمائی کو کفائیت شعاری سے خرچ کرسکیں اور اگر ایسے ہوں بھی تو جو کچھ وہ کرسکتے ہیں وہ صرف اُسیقدر ہوگا کہ آہستہ آہستہ اپنی پیرانہ سالی کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ اکٹھا کرلیں۔ اب کفایت شعاری کے سوال سے صرف یہی مدنظر نہیں ہے۔ اسکا یہ بھی مقصد ہے کہ عالم شباب کیواسطے کچھ بند و بست کیا جائے تاکہ زندگی کو اس حال میں جبکہ وہ اپنے پورے حوصلہ اور طاقت پر ہے جبکہ وہ ملک اور نوع انسان کی ترقی میں نہائیت ہی موثر طور پر امداد دے سکتی ہے۔ جہانتک ممکن ہو نشو و نما دی جائے۔ اور بارہ آور کیا جائے۔

اہل حرفہ کی محض دنیوی بہبودی کے لحاظ سے بھی اس نصیحت سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں کسی طریقے کا جس سے دولت یا پیداوار میں افزونی ہو۔ اشارہ تک بھی پایا نہیں جاتا علاوہ بریں چونکہ سوسائٹی کی زندگی محض قوم کے بیٹوں کی محنت پر ہے۔ اور خطرہ کے وقت میں اون سے خون کا ہدیہ مانگتی ہے اسلیئے وہ اسکے معاوضہ

میں اُن کا ایک مشترک قرضہ اپنے ذمہ لیتی ہے۔

دوسرے قسم کے لوگ ہیں جو قوم کے دشمن تو نہیں ہیں۔ لیکن جو نعرہ مصیبت کہ محنت کے فرزندوں کے سینہ سے نکلتا ہے۔ اسکی وہ لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ہر ایک بڑی جدّت سے خوف کھاتے ہیں جو ایکونومسٹ لوگوں کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہوں نے حرفت اور محنت کی لڑائی کو لیاقت اور عمدگی کے ساتھ لڑا ہے۔ لیکن جنہوں نے کبھی اِس بات پر دھیان نہیں کیا کہ ترقی اور اتفاق کی ضرورت سرشت انسانی کا ایک روشن اور تاباں عنصر ہے ایسے لوگوں نے یہ بیان کیا ہے اور مثل اون غیر خواہان نوع انسانی کے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ابھی تک اون کا یہ قول ہے کہ معاملات کی موجودہ صورت میں بھی ہر ایک شخص محض اپنے بازوئے ہمّت سے آسودگی اور فارغ البالی حاصل کر سکتا ہے اگر انتظام محنت میں کوئی تبدیلی کی گئی تو یا تو وہ مضر پڑے گی یا بیفائدہ ثابت ہوگی۔ اور کہ یہ مسئلہ کہ ہر شخص اپنے واسطے اور آزادی ہم سب کے واسطے ہے۔ اس امر کے لئے ہے کہ رفتہ رفتہ اُن تمام مختلف جماعتوں میں جنسے سوسائیٹی مرکب ہے۔ دنیوی آسایش اور خوشحالی کے قریب قریب ہموزن مقدار سے آ جائے۔

ایکونومسٹ لوگوں کے خیال کے مطابق سوسائیٹی جو کچھ تمہاری جماعت کی حالت کی اصلاح کے واسطے کر سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اندرونی اور خارجی تجارت میں آزادی دیدی ہے اشیاء اور خاصکر ناساختہ اشیاء پر بتدریج محصول کم کر دے۔ بڑے بڑے حرفتی کاموں کو عام طور پر تقویت دیا کرے آمد و رفت کے وسائل زیادہ کر دے۔ اس تمام قسم کی مشینری کو جس سے پیداوار میں افزونی ہو ترقی دے اور اُن کی رائے میں سوسائیٹی کا اس سے زیادہ مداخلت دینا خرابی کا موجب ہوگا۔

اگر فی الواقع یہ درست ہے تو مفلسی کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے لیکن میرے برادران خدا نہ کرے اکہ میں بھی تمہاری مصائب اور تمہاری تمناؤں کو ایسا ہی مایوسانہ ملحدانہ اور فاسقانہ جواب دوں خدا نے تمہارے واسطے اس سے بہت عمدہ آئیندہ حالت کا انتظام کیا ہے جسکی ایکونومسٹ لوگوں کی ان تجویزوں سے تمہیں امید ہوتی ہے۔

حقیقت میں ان تجویزوں سے جس بات کا اشارہ ملتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ عارضی طور پر دولت کی پیداوار میں بیشی ہو جانے کا امکان ہے مگر اُن سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسکی واجبی تقسیم بھی ہو جائیگی جبکہ ایک طرف خیرخواہان نوع انسانی فقط منفرد شخص کا خیال کرکے صرف اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کے اخلاق درست ہو جائیں۔ اس کی عام خوشحالی اور آسودگی کی جس سے اسکو ترقی کرنے کا موقع ملسکتا ہے۔ انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ دوسری طرف ایکونومسٹ لوگ محض اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ پیداوار کے ذریعے زیادہ ہو جائیں شخص منفرد کی حالت پر وہ بالکل غور نہیں کرتے۔ آزادی کی بلا شراکت غیری حکومت میں جس کی وہ لوگ تلقین کرتے ہیں اور جس کے مطابق کم و بیش جزاًس دنیا کا اس دنیا میں انتظام ہو رہا ہے۔ ایسی تحریری شہادت سے جو ہرگز رد نہیں ہو سکتی یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیداوار اور سرمایہ میں ضرور بیشی ہوئی ہے لیکن عام آسودگی اور خوشحالی میں ترقی نہیں ہوئی۔

اہل حرفہ کی مصیبت اور تباہی اُسی طرح غیر متبدل ہے جس شخص کے پاس کچھ بھی نہیں ہے یا جو شخص اپنی روزانہ کمائی سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا اور اسی واسطے مقابلہ کرنے کے ناقابل ہے ایسے شخص کیواسطے مقابلہ کی آزادی اسیطرح دروغ محض ہے۔ جسطرح پولیٹیکل آزادی

اُن لوگوں کے واسطے جو تعلیم - تربیت - فرصت - اور دنیاوی وسائل کی کوتاہی سے اپنے حقوق سے کچھ فائدہ نہیں اوٹھا سکتے محنت کی پیداوار کے بٹوارہ میں اور اونہیں ایک جگہ سے پہونچانے میں جو سہولیتیں روز بروز پیدا ہوتی جاتی ہیں وہ محنت کو بیوپار اور تجارت کے ظلم سے اور اُن جماعتوں کے پہونچنے سے جو پیدا کرنیوالی اور خرچ کرنیوالی کے درمیان پیدا ہو گئی ہیں ضرور نجات دلادینگی لیکن سرمایہ کے ظلم سے وہ اُسے رہائی نہیں دلا سکتیں - کیونکہ جس شخص کے پاس محنت کے وسائل موجود نہیں ہیں اُسے وہ وسائل بہم نہیں پونچا سکتیں -

اور چونکہ دولت اور پیداوار مساوی اور واجبی طور پر تقسیم نہیں ہوتی اور خرچ کرنیوالوں کی تعداد بتدریج کم ہوتی چلی جاتی ہے - اسلئے خود سرمایہ بھی اپنے اصل مقصد کے لحاظ سے بالائے طاق رکھا جا رہا ہے - اور بجائے اسکے کہ وہ پھیلے اور دورہ کرے اور جزوی طور پر چند آدمیوں کے ہاتھوں میں ساکن ہو جاتا یا اُسے بجائے اُسکے کہ اُن اشیاء کے پیدا کرنے میں لگایا جائے جو زندگی کی مقدم ضروریات میں سے ہیں - ایسی چیزوں کے پیدا کرنے میں یکجا کیا جاتا ہے - جو فضول اور عیاشی اور مصنوعی حاجات سے متعلق ہیں اور ایسے نہج میں جو خطرناک اور بسا اوقات خلاف تہذیب ہوتا ہے اُسے کھویا جاتا ہے -

حال کے زمانہ میں سرمایہ محنت پر سخت ظلم کر رہا ہے اور یہی ہماری واقعی سوشیل ایکانومی کے سر پر ایک محنت ہے - ایکانومی کی نظر سے دیکھا جائے تو اُس وقت سوسائٹی تین گروہوں سے مرکّب ہے یعنے اوّل سرمایہ دار لوگ ہیں جو محنت کے وسائل اور آلات اور اراضی اور [illegible]
[illegible]

لوگ محنت کا تربیت یافتہ رُخ ظاہر کرتے ہیں یا انہیں ایسا کرنا لازم ہے۔
سوم دستکار اور محنتی لوگ جو محنت کی جسمانی طرف کے ظاہر کرنے والے ہیں۔

ان تینوں گروہوں میں سے پہلا گروہ مالک میدان ہے اور محنت کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے جس سے وہ اپنی مرضی کے مطابق جن خاص مقاصد اور اغراض کیطرف چاہے محنت کو پھیر سکتا بڑھا سکتا اور تیز کر سکتا خواہ سُست کر سکتا ہے محنت کے نتائج اور پیداوار کی مالیت میں اس گروہ کا حصّہ بھی بمقابلہ اوروں کے فیصل شدہ اور مقرر ہے مقام آلات محنت سے جو اختلاف پڑ سکتا ہے اُسکے حدود بھی معلوم اور معیّن ہیں اور بلکہ یہ بھی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ خود وقت بھی کسی درجہ تک اُنہی کے اختیار میں ہے کیونکہ موجود احتیاج کے بوجھ سے وہ لوگ سبکدوش ہوتے ہیں۔

لیکن دوسرے کا حصّہ غیر معیّن ہے اسکا انحصار اُنکی ذہانت اور اُنکی ہمّت اور سب سے بڑھکر حالات وقت پر ہے۔ جیسا کہ مقابلہ کی کم یا زیادہ ترقی یا سرمائیہ کا اُتار کا چڑھاؤ جو ایسے حوادث سے متعلق ہے کہ وہ اسکے قیاس اور تخمینہ میں نہیں آ سکتے۔

دستکار آدمی کا حصّہ صرف اُسکی اُجرت ہے جو کام کے انجام دینے سے پہلے مقرر ہو جاتی ہے اور اُسکے مقرر کرنے میں اس کام کے زیادہ یا کم منافع کا لحاظ نہیں کیا جاتا اور یہ اُجرت جن حدود میں تبدیل ہوتی ہے وہ اس تعلق سے معیّن کیجاتی ہیں۔ جو رسد اور مانگ یا بہ الفاظ دیگر دستکاروں کی آبادی اور سرمائیہ کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اب جبکہ پہلے کا میلان ہمیشہ سے بیشی کیطرف اور ایسی بیشی کیطرف ہے جو دوسرے کی بیشی پر عام طور سے فوقیت رکھتی ہے چاہے وہ فوقیت بہت نمایاں نہ ہو مزدوری کا جہاں جہاں دوسرے اسباب درمیان میں

حائل نہ ہوں بلاشبہ کمی کی طرف ہے۔

وقت بھی اہل حرفہ کے اختیار سے بالکل باہر ہے۔ مالی اور ملکی نوخیزی۔ حرفت وصنعت کی مختلف شاخوں میں ناگہانی طور پر کسی نئی مشینری کا استعمال۔ پیداوار کی بیقاعدگیاں اور ایک معلوم سمت میں اس کا تزائید اور اجتماع (جزوی مہذب مقابلہ کی ایک خرابی جو اس سے الگ نہیں ہو سکتی) خاص خاص مقامات پر یا حرفت کی خاص خاص شاخوں میں حرفت پیشہ جماعت کی غیر مساوی تقسیم اور صدہا دوسرے اسباب جو محنت کے مخل ہیں دستکار لوگوں کو اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی حالت پر سوچ سکیں اور مرضی کے مطابق پسند اور قبول کریں۔ انہیں ایک طرف مطلق فاقہ کشی نظر آتی ہے اور دوسری جانب جو اجرت انہیں دینی منظور کیجاتی ہے اسے قبول کر لینے کی ضرورت میں پھر دوہراتا ہوں کہ معاملات کی ایسی ایک اخلاقی برائی کی موجودگی کا اشارہ ہے جس کا علاج ہونا ضرور ہے۔ اور فیلنتھراپسٹ اور ایکونومسٹ جو معالجے اس مرض کے تجویز کرتے ہیں ان سے حصول مقصد ممکن نہیں۔

مگر باوجود اسکے بھائیو اگر وہ ترقی کر رہا ہے اور وہ ترقی تاریخی اور مسلسل ہے اور اسنے بھی بڑی بڑی مشکلات اس نے زیر کی ہیں۔

پہلے تم غلام تھے۔ پھر جروے دار بنے۔ اور اب روزینہ دار ہو۔ غلامی اور جروے داری سے تم نے اپنے آپ کو آزاد کر لیا ہے پھر کیوں تم روزینہ داری کے جوئے سے بھی نجات حاصل کر کے آزادی پیدا کرنے والے اور اس اپنی کل پیداوار کے مالک نہیں بن جاتے۔

کس لئے اپنی باامن کوششوں اور ایک ایسی سوسائٹی کی امداد سے جس پر اپنے ہر ایک ممبر کی نسبت مشترک فرائض واجب ہیں وہ سب سے

زیادہ خوبصورت انقلاب جو خیال میں آسکتا ہے۔ انجام نہیں دیتے جس سے محنت کو انسانی راہ و رسم تجارتی بنا۔ اور ثمرہ محنت کو جائداد کی بنا قرار دے کہ جماعت کے امتیازات اور محنت کے ایک عنصر کی دوسرے عنصر پر جابرانہ حکومت رفتہ رفتہ اوٹھا دیجا سکے اور پیداوار اور خرچ کے درمیان ٹھیک ٹھیک ہموزنی کا ایک ہی قانون مشتہر کر کے ملک یعنے سب کی والدہ کے تمام بچوں کو متفق اور متحد کر دیا جائے۔

زیادہ تر سلطنت جمہوری کے طرفداروں کی تعلیمات سے گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں بتدریج محنت کے فرزندوں کی نسبت ایک سوشیل فرض کا خیال یورپ میں پیدا ہو گیا ہے جو قوموں کے واسطے ایک بہتر آئندہ حالت کا پیمانہ ہے۔ بالخصوص فرانس میں چند طریقوں کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کا زیادہ حصہ قوم کی بہبود چاہنے والا اور اُنکا خالص دوست ہے۔ لیکن طریقہ بندی کی متکبرانہ محبت اور شخصی خود پسندی سے گمراہ ہو رہے ہیں

ان طریقوں کے اشخاص نے سوشیلزم کے نام سے چند خاص اور مبالغہ آمیز مسائل کو رواج دیا ہے۔ اور یہ مسائل جس طرح اُس تحول کے برخلاف جو دوسری جماعتیں اب تک حاصل کر چکی ہیں۔ اُسیطرح ایکانومی کے لحاظ سے ان کا قوہ سے فعل میں آنا ممکن ہے۔ انہوں نے چھوٹے چھوٹے دوکانداروں کو ڈرا کر اور اہل ملک کی مختلف جماعتوں میں بدظنی پھیلا کر سوشیل سوال کو اور بھی پیچھے ڈال دیا اور سلطنت جمہوری کے طرفداروں کو دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔

میں اسوقت ان مختلف طریقوں کی ایک ایک کر کے جانچ نہیں کر سکتا ان کے نام۔ سینٹ سیمونین ازم۔ فوریر ازم۔ کمیون ازم وغیرہ وغیرہ ہیں۔ یہ قریباً سب کے سب ایسے خیالات پر مبنی ہیں جو فی نفسہ

بہت اچھے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کا عقیدہ ترقی ہے۔ مدت دراز سے انھیں مانتے چلے آتے ہیں۔ مگر جن غلط اور جابرانہ قاعدوں سے انہوں نے اِن خیالات کو خراب اور باطل کر دیا تم پر اِن طریقوں کی غلطیوں کا افشا کر دینا ضروری ہے ورنہ جو وعدے یہ قوم سے کر رہے ہیں وہ ایسے عظیم الشان نظر آتے ہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ تم اُن کے دہم جھانسوں میں آجاؤ اور انہیں قبول کر کے اپنی مخلصی کو جس کا زمانہ فی الحقیقت اب دور نہیں ہے معرض تعویق میں ڈال دو۔

یہ سچ ہے اور یہی امر واقعہ ہمارے دلوں میں ایک قوی شبہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ ان طریقوں کے موجد جب کبھی حالات وقت سے برسر اختیار پہونچ گئے۔ تو خود انہوں نے ہی اپنے مسائل کو کبھی عمل میں لانے کا اقدام نہیں کیا۔ کاغذات میں تو وہ دلیر معلوم ہوتے تھے مگر جب عملی مشکلات کا سامنا ہوا تو جھجک کر پیچھے ہٹ گئے۔

اگر کسی آیندہ زمانہ میں تم نے ان مختلف طریقوں کی غور و توجہ سے جانچ کی اور اُن بنیادی خیالات کو جو ہم نے تمہیں بتلائے ہیں اور سرشت انسانی کے غیر فانی خواص کو اپنے ذہن نشین رکھا تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ سب ان خواص کو اور ان کے ساتھ ہی قانون ترقی اور اُس قاعدہ کو جس سے یہ ترقی نوع انسان میں درجہ کمال پر پہنچ سکتی ہے توڑتے ہیں۔

ترقی ان قوانین کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہے جسکو کوئی انسانی طاقت توڑ نہیں سکتی۔ اور یہ درجہ بدرجہ اور دائمی نشو و نما اور ان عناصر کے رد و بدل اور اصلاح سے جو زندگی کی چال کو ظاہر کرتی ہیں تکمیل پاتی ہے۔

بعض زمانوں اور بعض ملکوں میں بعض غلطیوں یا تعصبات سے متاثر ہو کر لوگوں نے لبا اوقات سوشیل زندگی کے اصل عناصر اور خواص

کا نام ان چیزوں کو دیدیا ہے جنکی کوئی اصل فطرت میں نہیں ہے بلکہ صرف ایک غلطی کرنے والی سوسائٹی کے مروجہ دستوروں اور ایسے دستوروں سے متعلق ہیں۔ جو اِن زمانوں کے ختم ہونے پر یا اُن ملکوں کی حدود سے نکلکر بالکل غائب ہو جاتے ہیں۔

لیکن تم اون اصلی عناصر کو جو ہماری انسانی سرشت کے ساتھ بطور لازم ملزوم اس طرح پر دریافت و معلوم کر سکتے ہو۔ کہ پہلے جیسا کہ میں کسی جگہ اشارہ کر آیا ہوں۔ خود اپنی روح کی طبعی تحریکوں سے سوال کرو اور پھر ان کو تمام زبانوں اور ہر ایک ملک کی روایات سے جانچو اور تصدیق کرو۔ تاکہ اس بات میں رائے قایم کر سکو کہ آیا وہ تحریکیں اس قسم کی ہیں۔ جو پہلے بھی کبھی نوع انسان کی تحریکیں ہو چکی ہیں۔ اور جن باتوں کو تمہارے اپنے اندر کی آواز اور نیز نوع انسان کی عظیم آواز یکساں طور پر یکساں زندگی کے پالنے والے اصلی عناصر بیان کرے۔ ان باتوں میں اصلاح اور ترقی ہر ایک زمانہ میں ہوتی رہیگی۔ لیکن وہ موقوف نہیں ہو سکتیں۔ انسانی زندگی کے اصلی عناصر مثل مذہب میل جول (ایسوسی ایشن) آزادی وغیرہ میں سے جن کا کہ میں نے اس کتاب کے ضمن میں اشارہ کیا ہے جائداد بھی ایک عنصر ہے۔

جائداد کا پہلا اصول اور اس کی اصل خود انسانی سرشت میں ہے۔ یہ شخص منفرد کی جسمانی زندگی کی ضروریات کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اسکو قایم رکھنا ہر ایک فرد بشر کا فرض ہے۔ جس طرح ہر ایک فرد بشر اس بات کا پابند ہے۔ کہ وہ مذہب۔ علوم اور آزادی کے توسط سے اخلاقی اور دماغی دنیا کی کایا پلٹ کردے۔ اسی طرح وہ جسمانی محنت کی وساطت سے مادی دنیا کی تبدیل صورت کرے۔ اسکو پیدا کرنے اور اس پر حکومت کرنے کا پابند ہے اور جائداد علامت اور قایم مقام اس بات کا ہے کہ شخص

منفرد نے جس نے قدرت کے پیدا کرنے والی قوتوں کو تبدیل کیا۔ بڑھایا ترقی دی اپنا کام پورا کیا اور اسقدر محنت اس کام میں اوس نے اٹھائی

پس جائیداد کا اصول قدیم اور ازلی ہے اور تم معلوم کرو گے کہ جس وقت سے نوع انسان کا وجود ہوا ہے اُسی وقت سے اسکو تسلیم کیا جاتا۔ اور اسکی حفاظت ہوتی چلی آئی ہے۔ مگر اس کے طور اور طریق تغیر پذیر ہیں اور شل زندگی کے ہر ایک دوسرے ظہور کے اسکو بھی قانون ترقی کے تابع پیدا کیا گیا ہے جو لوگ ایک خاص طریقہ میں جایداد کو قائم اور موجود دیکھتے ہیں۔ وہ اُسی طریقہ کو ناقابل تنسیخ بیان کرنے لگتے ہیں۔ اور اگر اُسے تبدیل کرنے کی کوشش عمل میں لائی جائے تو اُس کے سخت مزاحم ہوتے اور اس طرح پر خود ترقی کو جواب دینے لگتے ہیں۔

اگر تاریخ کی دو کتابیں ایسی اوٹھالیجائیں۔ جن میں دو مختلف زمانوں کے حالات مندرج ہوں تو وہ تم پر ظاہر و واضح کردینگی کہ اصول جایداد میں تغیر و تبدل ہوا ہے جو لوگ صرف یہ دیکھ کر کہ کسی معلومہ زمانہ میں جایداد کا اصول خراب تباہیاں کرنے لگتا ہیں کہ جائداد کا نام ہی سو سائٹی سے اُٹھادیا جائے وہ انسانی فطرت کے ایک عنصر کو جواب دیتے ہیں۔ اور اگر اُن کا کامیاب ہونا ممکن ہے۔ تو وہ زندگی کی صورت کو بگاڑ کر ترقی کو پیچھے ڈال دینگے۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ بعد ضرور جایداد پھر نمودار ہوجائیگی اور غالباً اسکی شکل بھی وہی ہوگی۔ جو اسکی موقوفی کیوقت تھی۔

اس وقت جائیداد کا اصول خراب ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر اسکی واقعی تقسیم کا باعث اور اصل فتح ہوئی ہے۔ یعنے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے چند حملہ آور اقوام یا جماعتوں نے زمینوں یا ثمرات محنت پر جوان کے اپنے نہ تھے قبضہ اور تصرف کر لیا تھا۔ جائیداد کا اصول آجکل اسوجہ سے بھی خراب ہے کہ مالک اور مزدور دونوں جو کچھ اپنی محنت سے حاصل

کرتے ہیں اُسکی تقسیم منصفانہ اور مساوی حصہ بر سد محنت پر مبنی نہیں ہے اصول جائیداد کی خرابی کا یہ بھی باعث ہے۔ کہ صاحب جائیداد کو پولیٹیکل اور وضع قانون کے حقوق حاصل ہیں جو مزدور کو حاصل نہیں ہیں۔ اور اس سے یہ صرف چند آدمیوں کا اجارہ ہو جاتی اور کثرت کی دسترس سے نکل جاتی ہے۔ اسکا یہ بھی سبب ہے کہ ٹیکس کا طریقہ اچھا نہیں جس کی دولت کا استحقاق صرف مالکان کے ہاتھ میں آجاتا اور غریب غربا پر ظلم و تعدی ہوتا ہے اور اپنی کمائی سے کچھ پیچھے ڑالنا ان کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے لیکن تم بجائے اسکے کہ غلطیوں کو درست کرو اور اصول جائیداد کو آہستہ آہستہ تبدیل و اصلاح عمل میں لاؤ۔ اسے جڑھ مول سے اوڑا دینا چاہو تو دولت تمول اور ہمت عوصلہ کا چشمہ بند کر دیتے اور اس حبشی کے مشابہ ہوتے ہو جو پھل لینے کی خاطر درخت کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے۔

پس ہمیں سوچ سے کہ اس وقت صرف چند آدمی صاحب جائیداد ہیں اسکو جڑھ سے اڑانے کا خیال کرنا نہیں چاہئے۔ بلکہ اون راستوں کو جن سے بہت لوگ جائیداد حاصل کر سکیں کھول دینا لازم ہے۔ ہمیں اس اصول پر واپس جانا واجب ہے۔ جو اُس کے جواز کا باعث ہے اور اسبات کی کوشش کرنی چاہئے کہ آئندہ یہ صرف محنت کا نتیجہ ہو جائے۔ ہمیں سوسائیٹی کو اس بات کی ہدایت کرنی چاہئے۔ کہ مالک خواہ سرمایہ دار اور مزدور کے مابین حق الخدمت کی زیادہ ہموار بنیاد قائم ہو جائے۔ ہمیں ٹیکس کی طریقہ کی صورت تبدیل کر دینی چاہئے۔ اس طرح پر کہ مقدم ضروریات زندگی اس سے بری ہو جائیں اور مزدوری پیشہ لوگ ایسی کفایت شعاری کام میں لاسکیں جس سے رفتہ رفتہ جائیداد پیدا ہوتی ہے۔ اور ان باتوں کے پورا کرنے کے لئے ہمیں وہ پولیٹیکل رائیٹس ۔۔۔ چاہیئں

صاحب جائداد اشخاص کیساتھ مرعی رکھی جاتی ہیں موقوف کر دینی اور وضع قانون کے کام میں سب کو حصہ دینا چاہیئے۔

اب یہ تمام باتیں منصفانہ بھی ہیں۔ اور ممکن بھی ہیں۔ اگر تم اپنے تئیں تعلیم دو۔ اور سرگرمی کے ساتھ ان کے مانگنے کے لئے آپس میں اتفاق کرو۔ اور ان کے حاصل کرنے کا تم قصد کر لو تو کیا مضائقہ ہے کہ تم انہیں حاصل کر لو حالانکہ جائداد کے اوڑا دینے کا خیال کرنے سے تم ایک ناممکن کام کو سرانجام دینا اور ان لوگوں کے ساتھ بے انصافی کرنا چاہتے ہو جنہوں نے اپنی محنت بازو سے جائداد پیدا کی ہے۔ اور نیز پیداوار کو بڑھانے کی بجائے کم کرو گے۔

بایں ہمہ جن نے سوشیلسٹ طریقوں کا تم سے ذکر کیا ان میں سے اکثروں اور سب سے بڑھ کر کمیونیزم نے شخصی جائداد کا اوڑا دینا ہی ایک علاج تجویز کیا ہے۔

دوسرے اس سے بھی کچھ آگے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے یہ دیکھ کر کہ مذہب حکومت اور ملک کے خیالات کو مذہبی غلطیوں۔ خاص استحقاقوں اور خاندانی خودبینیوں نے بدنام اور باطل کر دیا ہے۔ مذہب۔ حکومت حتیٰ کہ قومیت تک کو اوڑا دینے کا مطالبہ جاری کر دیا ہے۔ مگر یہ چلن بچوں یا وحشیوں کا ہے۔ کیا اسی دلیل سے وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ چونکہ بیماری عموماً ہوا کے خراب ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ہوائے تنفس کو بھی بند کرانا چاہتے ہیں ؟

لیکن ان لوگوں کی تعلیمات جو آزادی کے نام سے بدامنی قائم کرنا اور شخصی حقوق کی خاطر سوسائیٹی کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اس لایق نہیں ہیں کہ میں تمہارے سامنے ان کی زیادہ تردید کروں۔ میری کل کتاب اسی مجرمانہ خواب کو نشانہ کئے ہوئے ہے۔ جو ترقی۔ فرض انسانی

محبّت۔ قوموں کے اتفاق۔ اور اُن تمام چیزوں کی جن کی میں اور تم دلنواز عزت کرتے ہیں۔ نفی کرتا ہے۔

جو لوگ مسئلہ کفائیت شعاری کی حدود میں محدود ہو کہ شخصی جائداد کو اڑانا اور کمیونیزم کو ترتیب دینا چاہتے ہیں۔ وہ ایک اور سخت غلطی میں پڑتے ہیں یعنے وہ شخصیت اور آزادی کی نفی کرتے ہیں جس سے ترقی کا راستہ بند ہو جاتا اور سوسائیٹی گویا مردہ بنجاتی ہے۔

کمیونیزم کا عام مسئلہ حسب ذیل ہے

پیداوار کا ہر ایک عنصر مثلاً اراضی۔ سرمایہ (منقولہ خواہ غیر منقولہ) اور محنت کے آلات وغیرہ ریاست کی جائداد ہو۔ اور ریاست کیطرف سے ہر ایک شخص کی محنت کی مقدار اور معاوضہ بعض کی رائے میں بالکل مساوی طور پر اور بعض کے نزدیک ہر ایک شخص کی حاجات کے مطابق مقرر کیا جائے۔

اس طریق سے زندگی بسر کرنا اگر ممکن بھی ہو تو وہ انسان کی زندگی نہ ہوگی چمگادڑ کی زندگی ہوگی۔

اگر تمام پیدا کرنے والی کلوں کی اس طرح پر تربیت کیجائے تو آزادی وقار۔ اور شخصی ضمیر سبکے سب غائب ہو جاتے ہیں جسمانی زندگی کی ضروریات چاہے اِن ذریعوں سے پوری ہو جائیں۔ لیکن دماغی اور اخلاقی زندگی اور اسکے ساتھ ہی سب طرح کی رقابت ومقابلہ۔ محنت کے اختیار کرنے میں سب قسم کی آزادانہ پسند۔ میل جول کی آزادی۔ جائداد کی سب طرح کی خوشیاں اور المختصر وہ سب باتیں جاتی رہینگی۔ جو انسان کے پیدا کرنے پر اکساتی اور مجبور کرتی ہیں۔ اور ایسا طریقہ قائم ہو جانے کی صورت میں انسانی کنبہ محض انسانی گلہ یا ریوڑ کی مانند ہو جائیگا جسکے واسطے فقط ایک فراخ چراگاہ کی ضرورت باقی رہجائے گی۔

تم میں کون ہے جو ایسے پروگرام سے خوش ہو جائیگا؟ اُن لوگوں کا قول ہے۔ کہ اس سے مساوات ہو جاتی ہے۔ مگر وہ مساوات کس قسم کی ہے؟ کیا محنت کی تقسیم میں مساوات؟ مگر یہ تو ناممکن ہے۔ محنت فی نفسہ مختلف قسم کی ہے۔ اور اس کا اندازہ نہ تو اسکی مدّت سے اور نہ اس مقدار سے جو ایک مقررہ وقت میں انجام دیجائے ہو سکتا ہے۔ بلکہ محنت کرنے میں کس قدر مشکل پیش آتی ہے۔ جو کام کیا جاتا ہے وہ مطبوع یا غیر مطبوع ہے۔ کسقدر انسانی قوّت چاہتی ہے۔ سوسائیٹی کے واسطے کس قدر مفید اور فائدہ رساں ہے۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے محنت کا اندازہ ہوا کرتا ہے۔

ایک شخص نے ایک گھنٹہ کان میں کام کیا۔ یا اسی قدر عرصہ تالاب کے کھڑے پانی کو صاف کرتا رہا اور دوسرے نے ایک گھنٹہ سوت کاتنے کے کارخانہ میں محنت کی۔ اب دونوں کی مساوات یا فرق کا کس طرح تخمینہ لگا سکتے ہیں؟ چونکہ اس قسم کے تخمینے لگانا ایک امر محال تھا۔ حقیقت اسی سے ان طریقوں کے موجدوں میں سے بعض کو یہ خیال سوجھا کہ ہر ایک شخص کو ہر ایک مفید کام میں نوبت بہ نوبت ایک خاص مقدار محنت کے انجام دینے پر مجبور کیا جائے جو ایک بالکل بیہودہ علاج ہے اور پیداوار کو پورا کرنا ناممکن کر دیتا ہے۔ ساتھ ہی کمزور کو مضبوط اور تنومند کے ساتھ فہیم اور چالاک کو سست کے ساتھ اور ذکی طبیعت کو ڈرپوک کے ساتھ ملا دینا اور برابر کر دینا بھی نہایت بے دلانہ پن ہوگا۔ جو کام ایک کے واسطے سہل اور مطبوع ہے وہی دوسرے کیواسطے تکلیف دہ اور مشکل ہو سکتا ہے۔

کیا اس سے محنت کی پیداواروں کی تقسیم میں مساوات پیدا ہو جائیگی؟ یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ مساوات یا تو قطعی ہونی چاہئے۔ جس کا

نتیجہ بہت بڑی بھاری بے انصافی ہوگا۔ کیونکہ نہ تو اُن مختلف حاجات
میں جو بناوٹ سے پیدا ہوتی ہیں اور نہ اس طاقت اور قابلیت میں
جو یا تو فرض کے خیال سے پیدا ہوتی ہے۔ یا بغیر وصف یا ذاتی جوہر کے
قدرت نے عطا کی ہے۔ اس طرح سے کوئی امتیاز باقی رہ سکتا ہے
اور یا مساوات نسبتی ہوگی جس کا انواع و اقسام حاجات کے مطابق
تخمینہ کیا جائے گا اس صورت میں شخصی پیداوار کو کسی حساب میں نہ
لانے سے وہ حقوق جائداد کے زائل ہو جاتے ہیں۔ جو دستکار کی محنت
کا صلہ ہونے لازم ہیں۔

علاوہ بریں ثالث کون ہوگا۔ جو ہر ایک شخص کی واجبی حاجتوں
کا فیصلہ کرے گا؟ کیا سلطنت اس معاملہ میں ثالث ہوگی؟

اے اہل حرفہ! اے میرے بھائیو! کیا تم جائداد و شرکہ کے اعلے
مالکوں کی بیعت کرنے پر راضی ہو؟ دماغ کے اسلئے کہ خاص تعلیم پانے
کے باعث انہیں فوقیت حاصل ہے۔ اور تم کو اس لحاظ سے کہ تمہیں
کام بتلانا اس کام کے واسطے تمہاری قابلیت کا اندازہ کرنا۔ اور اسکے
ہو چکنے کے بعد تمہاری حاجتوں کا فیصلہ کرنا ان سب باتوں کا اختیار
انہی کے ہاتھ میں ہے کیا یہ گویا کہ ذری غلامی میں واپس جانا نہیں ہے؟
کیا یہ مالک مفاد کے اس خیال سے جس کے کہ ظاہر کرنے والے تھے
گمراہ ہو کر اور اس بے اختیار سے جو ان کے ہاتھوں میں آجائے گا
ترغیب پاکر ایسی موروثی خود مختاری کے بانی نہیں ہو جائیں گے جو زمانہ
گذشتہ کی ذاتوں کو حاصل تھی؟

نہیں! کیونکہ نرم محنت کے فرزندوں میں مساوات قائم نہیں
کر سکتا۔ نہ اس سے پیدائش میں افزونی ممکن ہے جس کی اس زمانہ
میں سب سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اکثر آدمیوں کی فطرت میں یہ بات ہے

کہ جب انہیں ایکدفعہ مایحتاج سے بیفکری حاصل ہو جائے۔ تو چپ ہو کر بیٹھ جاتے اور کوئی تردّد نہیں کرتے ہیں۔ اور اگر سوسائیٹی کے تمام ممبروں میں کچھ جوش تحریک لانے والا جس سے پیداوار میں افزونی ہو باقی بھی رہجائیگا تو وہ اسقدر کم ہوگا۔ کہ لوگوں کی قابلیّت کو اکسانے اور برانگیختہ کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔ پیداوار کی صفت میں بھی کوئی ترقی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایجاد اور اختراع میں ترقی کرنے کی تحریص اور ترغیب دلانے والی کوئی بات نہ رہیگی۔

جن ہزارہا امراض سے قوم کی اولاد اس وقت تکلیف اُٹھا رہی ہے اِن سب کے واسطے کمیونیزم کے پاس صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ ہے کہ فاقہ کشی سے ان کو بچایا جائے۔

مگر کیا اِس مقصد کے حصول کے اور وسائل نہیں ہیں؟

کیا سوائے اسکے کہ کل سوشیل انتظام کو درہم برہم کیا جائے۔ پیداوار کو بنجر کیا جائے اور شخصی آزادی کو مسترد کرکے اور اسطرح پر اسے ایک ظالمانہ اور فوجی انتظام کی بیڑیوں میں جکڑ کے ترقی کا راستہ بند کر دیا جائے محنت پیشہ شخص کا حق جیتا رہنے اور محنّت کرنے کا اور کسی صورت سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے؟

تمہاری تکلیفیں کسی ایسے خود مختارانہ عام انتظام سے جو کسی ایک یا دوسرے شخص کے ذہن نے ایک دن میں کھڑا کر دیا ہے۔ جو تہذیب کے عام مسلمہ اصولوں کے برخلاف اور دفعتہً شاہی فرمان کے ذریعہ نافذ کیا گیا ہے۔ ہرگز دور نہیں ہو سکتیں۔ ہمارا کام یہاں نوع انسان کو خلق کرنا نہیں۔ بلکہ اسے مسلسل قائم رکھنا ہے۔ ہم اس کے جداگانہ عناصر کی ترکیب میں اصلاح کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں کرنی چاہئے۔ لیکن انہیں دبانا یا ضبط کر دینا ہمارے احاطۂ امکان سے باہر ہے۔ کل نوع انسان

ایسی کوشش کے برخلاف کھڑے ہو جائیگی۔ اسلئے اِن واہم کو حقیقت اور اصلیت کی صورت میں لانے کے لئے جس قدر کوشش اور سعی عمل میں آئے گی۔ وہ سب لاحاصل اور محض تضیع اوقات ہوگی۔

اگر سرکاری حکم سے محنت کی اُجرت بڑھا دی جائے۔ مگر اسکے ساتھ وہ تبدلات جنسے سرمایہ کی افزونی متصوّر ہے۔ ظہور میں آئیں۔ تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ شرح اُجرت کو بڑھانے کے یہ معنے ہیں کہ پیدا کرنے کا خرچ زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس سے پیداوار کی قیمت ضرورتاً بڑھ جائے گی جس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ چیز کا صرف کم ہوگا۔ اور اسی وجہ سے پیدا کرنے والوں کو کام کی قلت ہو جائے گی۔

نہ اس بُرائی کا علاج کسی ایسے خیال سے ہو سکتا ہے۔ جو شخصی آزادی کو مسترد کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ شخصی آزادی ہے۔ جس سے محنت کی قدر ہے۔ اور جو اسکے کرنے کی تحریک لاتی ہے۔ اور نہ کسی ایسی تدبیر سے جو سرمایہ کو کم کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ سرمایہ ہی محنت اور پیدا کرنے کا ذریعہ اور آلہ ہے۔

اسکا علاج صرف اسی صورت سے ممکن ہے کہ محنت اور سرمایہ ایک ہی ہاتھ میں جمع ہو جائے۔ جب سوسائیٹی میں سوائے اس امتیاز کے جو پیدا کرنے والے۔ اور خرچ کرنے والے کے مابین پایا جاتا ہے۔ اور کوئی امتیاز تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ یعنے جس وقت ہر ایک شخص آپ ہی پیدا کرنے والا۔ اور آپ ہی خرچ کرنے والا نہ ہوگا۔ اور محنت کا منافع درمیانی اشخاص کے ایک سلسلہ میں جو سرمایہ دار سے شروع ہو کر خوردہ فروش پر ختم ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات پیدا کرنے کا خرچ پچاس فیصدی زیادہ کر دیتا ہے) تقسیم ہو جانے کی بجائے کلی طور پر انہی کی ملک ہوگا جو کہ محنت کرتے ہیں اُس وقت ہماری مفلسی کے تمام مستقل اسباب دور

ہوجائینگے۔

تمہاری آئندہ حالت کا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ تم سرمایۂ کی تعدّی سے جو اُسوقت اُس پیداوار کا جس میں اُسکا کوئی حصّہ نہیں ہے خود مختار حکمران بنا ہوا ہے۔ مخلصی اور نجات حاصل کرو۔

تمہاری دنیاوی اور اخلاقی دونوں آئندہ حالتوں کا انحصار اسی پر ہے۔ اپنے اردگرد نظر کرو۔ جہاں کہیں تمہیں دریافت ہوگا کہ محنت اور سرمایۂ اُنھی ہاتھوں میں ہے۔ جہاں کہیں محنت کا منافع اہل حرفہ کے درمیان منافع کی بیشی اور راس امداد کی نسبت سے جو اُنہوں نے مجموعی طور پر کام کو انجام دینے میں کی ہے۔ تقسیم ہوتا ہے۔ اسی جگہ تم افلاس کو کم ہوتا۔ اور اخلاق کو ترقی کرتا معلوم کروگے۔

قوم زیورگ میں۔ امنیگاوینہ میں۔ اور مسوئزرلینڈ کے دوسرے بہت سے حصّوں میں جہاں کاشتکار ہی مالک اراضی ہے۔ اور اراضی سرمایۂ اور محنت یہ سب ایک منفرد شخص کے ہاتھ میں ہیں۔ ملک ناروے کے فلیمنڈرنہ اور ایسٹرن فریزلینڈ میں۔ ہولسیٹن میں۔ جرمنی کے پلینٹ میں بلجیم میں اور جزیرہ گورنسی۔ میں جو ساحل انگلینڈ پر واقع ہے۔ بمقابلہ یورپ کے تمام اون دوسرے حصّوں کے جہاں کاشتکار لوگ زمین کے مالک نہیں ہیں آسودگی اور فارغ البالی کے آثار نمایاں ہیں۔

اِن ممالک میں ایسے کاشتکاروں کی قوم آباد ہے۔ جو اپنی دیانت منزلت آزادانہ روش۔ اور صاف اور سیدھی وضع کے لئے نہایت ہی شہرت رکھتے ہیں۔

پھر سرکاری کاغذات میں تسلیم اور قبول کیا گیا ہے کہ کارنوال واقعہ انگلستان کے کان کُن لوگ اور امریکہ کے وہ جہازران جو چین اور امریکہ کے درمیان وہیل مچھلی کی تجارت کرتے ہیں۔ اور جنھیں محنت کا منافع اسی

طور پر تقسیم ہوتا ہے۔ اون دستکاروں پر کہیں ترجیح رکھتے ہیں۔ جن کی اُجرت کی شرح پہلے سے مقرر ہو جاتی ہے۔

آیندہ سوشیل بہبود اسی میں ہے۔ کہ محنّت کی پیداواروں کی فروخت سے جو منافع رہے وہ اس کام کے مقدار اور بالبتّت کی نسبت سے جو ہر ایک نے انجام دیا ہے پیدا کرنے والوں میں تقسیم ہوا کرے۔

تم ایکدفعہ غلام تھے۔ پھر اجورہ دار ہوئے۔ اِسکے بعد روزینہ دار اب تمہیں صرف خواہش کرنا ہے۔ اور تم تھوڑے ہی عرصہ میں ایسو سی ایشن کے ذریعہ سے آزاد پیدا کرنے والے اور آپس میں بھائی بن جاؤ گے مگر یہ ایسوسی ایشن ایسی ہونی چاہیئے۔ جو تم نے بذات خود اپنی مرضی سے بعض خاص اصولوں پر ایسے آدمیوں کے مابین کی ہو۔ جو ایکدوسرے کو جانتے اور عزت اور محبّت کے ساتھ آپسمیں پیش آتے ہیں۔ نہ کہ کسی سرکاری حُکم کے نفاذ سے اور شخصی تعلقات اور یگانگتوں کا کچھ لحاظ نہ رکھکر ایسے اشخاص پر عائد کیگئی ہو۔ جو اپنی دلی تحریک اور آزاد مرضی سے کام نہیں کر سکتے بلکہ محض بمنزلہ صفر اور پیدا کرنے کے آلات کے متصوّر ہوتے ہیں۔

پھر یہ ایسوسی ایشن ایسی ہونی چاہیئے کہ اِسکو تمہارے اپنے قایم مقام سچّی جمہوری محنّت سے چلائیں اور تم اپنے اقتضائے رائے کے موافق جب کبھی چاہو آزادی کیساتھ۔ اس سے علیحدہ ہو سکو وہ سلطنت کی مطلق العنانی یا کسی خود مختاری سے قایم کیگئی ہو۔ مذہبی طاقت کے تابع نہ ہو۔ اور نہ ہی شخصی ضروریات اور حیثیت سے بے غرض ہو

پھر یہ ایسوسی ایشن گروہوں کی ہونی چاہیئے۔ جن میں سے ہر ایک گروہ تمہارے اپنے میلان طبعیت اور رغبتوں کے مطابق قایم کیا جائے نہ کہ حرفتکاری یا زراعتی کاروبار کی کسی ایک خاص شاخ کے کل ممبروں کا

گروہ ہو۔ جیسا کہ ان طریقوں کے موجد جن کا ہم نے ذکر کیا تمہیں سکھلا رہے ہیں۔

اگر سلطنت کے تمام ممبر یا ایک شہر کے تمام وہ شہروار جو ایک ہی پیشہ کرتے ہیں مجبراً ایک پیدا کرنے والی سوسائٹی میں جمع ہو جائیں تو یہ ہمیں پھر اسی زمانہ میں ہٹا لیجائے گا جو کارپوریشنوں کے ظالمانہ اجارہ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ پیدا کرنے والے کو کل اختیار قیمت مقرر کرنیکا دیدیگا جسمیں صرف کرنے والے کو سخت نقصان پہنچیگا۔ قلت رائے کا ظلم جایز ٹھہرادیگا۔ جو دستکار اسکے قواعد اور ضوابط سے ناراض ہوگا۔ اُس کے لئے کام ملنے کا کوئی امکان باقی نہ رکھیگا۔ اور چونکہ کام میں مقابلہ کی خواہش اور ایجاد و اختراع کی ہر ایک تحریک جاتی رہیگی۔ اس لئے ترقی کی ضرورت بھی بالکل جاتی رہیگی۔

گزشتہ بیس سال کے اندر فرانس۔ بلجیم۔ اور انگلستان میں ڈرتے ڈرتے ایسوسی ایشن قایم کرنے کی کوششیں ہوئی ہیں۔ لیکن جہاں کہیں ہمت۔ استقلال اور ذاتی قربانی کے خیال سے اس کو شروع کیا گیا وہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

کامل طور پر سوشیل کایا پلٹ یعنے ایسی کایا پلٹ جو تمہیں مقررہ اجرت کی غلامی سے نجات دلادے۔ اور رفتہ رفتہ پیداوار کو بڑھائے اور ملک کی تمدنی حالت میں بہتری پیدا کرے صرف ایسوسی ایشن کے ذریعے سے ممکن ہے۔

طریق مروجہ کا میلان اس طرف ہے کہ سرمایہ دار اپنے منافع کو بڑھانے کا فکر کرتا ہے۔ کہ بجز پیدا کے میلان سے نکل جائے لیکن ایسوسی ایشن کا میلان اسطرف ہوگا۔ کہ محنت یعنے پیداوار کے کام کو عادت حاصل ہو۔

اسوقت مالک یا کام کا چلانے والا جس کا یہ درجہ خاص کسی قابلیت کیوجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ سرمایہ اس کے قبضے میں ہوتا ہے۔ یہ درجہ اُسے حاصل ہے۔ بعض اوقات غیر محتاط ہو ایسی محل بنا ہوا الایا نالائق نکل سکتا ہے۔ مگر وہ ایسوسی ایشن جس کا انتظام تمہارے مقرر کئے ہوئے اشخاص کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اس کے تمام ممبر اُسکی نگرانی کرینگے کبھی ایسے غلطیوں یا نقصوں سے نقصان برداشت نہیں کرینگے۔

موجودہ زمانہ میں محنت سے بجائے ضروریات زندگی پیدا کرنیکے فضولیات پیدا کرنے میں کام لیا جاتا ہے۔ اور تنخواہ میں ایک وہمی اور غیر منصفانہ غیر مساوات ہونے سے یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ ایک کام میں کاریگروں کی کثرت ہے۔ تو دوسرے میں اُن کی قلت ہے۔ چونکہ پھر کاریگر کو مقررہ معاوضہ سے زیادہ ملنے کی امید نہیں۔ ہوتی۔ وہ اپنے کام میں اوس کی پیداوار کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لئے اس قدر سرگرمی اور قصد ہی نہیں کرتا جس قدر کہ وہ کرسکتا ہے۔

پیداوار کے کم ہونے یا اچھا نہ ہونے یہ اور ایسے ہی اور اسباب ہیں جن کا علاج ظاہر ایسوسی ایشن سے ہو سکتا ہے۔

اگر تمہاری مرضی ہو کہ اپنی گروہ کی بہبود کے واسطے کوئی ذاتی ایثار کا کام انجام دو تو تمہاری ایسوسی ایشن عام طور سے اِن اصولوں پر مبنی ہونی چاہیے۔ ہر ایک ممبر کو ایسوسی ایشن کے نقصان پہنچائے بغیر اس سے علیحدہ ہونے کا اختیار حاصل ہے۔ ایسوسی ایشن کے انتظام کے منتخب کرنے میں تمام ممبر رائے دینے کا مساوی حق رکھیں۔ اختیارات ایک مقررہ مدت تک دیئے جائیں جسکے بعد وہ تبدیل یا (اور یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ) منسوخ ہو جائیں۔ ایسوسی ایشن قایم ہو جانے کے بعد

بھی لوگ اسمیں داخل ہو چکیں۔ لیکن نیا سرمایہ داخل کرنا لازمی نہ ٹھہرایا جائے۔ بلکہ اسکی بجائے ایک ماہانہ چندہ ایسوسی ایشن کے خزانہ میں جمع کرایا جائے۔ اور یہ چندہ بھی ابتدائی سال کے منافعوں سے وضع ہوتا رہے۔ مجموعی سرمایہ مستقل اور ناقابل تقسیم ہو۔ سب کو مساوی طور پر اسقدر معاوضہ ملتا رہے جس سے زندگی کی سب ضروریات مہیا ہو سکیں۔ کام کی قسم اور مقدار کے مطابق سب کو اوزار۔ اور آلات محنت مفت بہم پہونچائے جائیں۔

ان میں سے ہر ایک اصول اور سب سے بڑھ کر وہ مجموعی سرمایہ کے متصل رہنے کی نسبت ہے۔ جس سے تمہاری اپنی مخلصی کی کفایت ملتی ہے۔ اور آیندہ نسلوں سے تمہارا سلسلہ جڑتا ہے۔ بجائے خود ایک علیحدہ بات بیان کرنے کے لئے چاہتا ہے لیکن اہل حرفہ کی ایسوسی ایشنوں کے سوال پر بالتفصیل غور کرنا میری اس کتاب کا مقصد نہیں ہے۔ اگر خدا نے مجھے چند سال کی زندگی اور عطا فرمائی تو شاید میں تمہارے واسطے جداگانہ طور پر یہ محنت کر سکوں مگر ابھی اثنا میں تمہیں اس بات سے مطمئن رہنا چاہیئے۔ کہ جو قواعد تمہارے واسطے میں نے اس وقت بیان کئے ہیں وہ بڑے فکر اور غوض اور سرگرم مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ اور تمہاری کامل توجہ چاہتے ہیں۔

لیکن سرمایہ جس سے اول میں ایسوسی ایشن کا آغاز کیا جائے کہاں سے آئیگا؟ یہ ایک بڑا دقیق سوال ہے۔ جسپر میں ایسی تفصیل کے ساتھ جیسی کہ میری خواہش تھی بحث نہیں کر سکتا۔ لیکن تمہارا اور دوسروں کا جو کچھ اس بارہ میں فرض ہے وہ مختصر طور پر جتلا دیتا ہوں۔

پہلا مخزن اس سرمایہ کا تمہاری اپنی ذات میں موجود ہے۔ تم اپنی کفایت شعاری اور نفس کشی سے بہت کچھ کر سکتے ہو۔ مجھے تم میں سے بہتوں

کی حالت معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی بعض تم میں سے ایسے ہیں جو مسلسل کام ملتا رہنے یا اُسکا اچھّا معاوضہ وصول ہونے کے سبب ایسی حالتمیں ہیں کہ اس مقصد کے واسطے پس انداز کر سکیں۔ ایسے کوئی اٹھارہ بائیس اشخاص وہ قلیل سی رقم جو تمہیں اپنے طور پر کام شروع کرنے کے لئے مطلوب ہے جمع کر سکتے ہیں۔ اور اس بات کے وقوف سے کہ تم ایک سنجیدہ فرض بجالا رہے ہو۔ اور اس وجہ سے اپنی آزادی اور مخلصی کے مستحق ہو تمہیں ایسا کرنے کا ضرور حوصلہ اور ہمت ملیگی۔

میں تم سے بہت سی صنعتی انجمنوں کا ذکر کر سکتا ہوں۔ جنہیں چند اہل حرفہ نے ایک آنہ روز بچا کر شروع کیا تھا۔ اور اب بہت اچھّی طرح قایم اور سرسبزی کی حالت میں ہیں۔ میں تمہیں بہت سی داستانیں اون بھاری قربانیوں کی سُنا سکتا ہوں۔ جو اون پہلے چند اہل حرفہ کو جنہوں نے ایسی انجمنوں کو شروع کیا تھا۔ فرانس اور دوسرے مقامات میں کرنا پڑیں اور اب وہ بہت بڑے سرمایہ کے مالک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پختہ اور مستقل ارادہ کے مقابلہ میں۔ جب کہ انسان کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ نیک کام کر رہا ہے کوئی مشکل نہیں ہے جو مغلوب ہو جائے۔ تم سب زرنقد یا تیار مال خواہ آلات محنت کی صورت میں کچھ نہ کچھ امداد اس چھوٹی سی ابتدائی رقم میں دے سکتے ہو۔

اپنی نیک چلنی اور عمدہ اطوار سے تم اپنے ساتھیوں یا رشتہ داروں کی نگاہ میں عزت حاصل کر سکتے۔ اور انہیں اس بات کی ترغیب دے سکتے ہو۔ کہ وہ چھوٹی چھوٹی رقمیں بطور قرضہ تمہیں دیا کریں اور اس کے معاوضہ میں تمہارے کام میں حصّہ دار ہو کر اُسکے منافع سے اپنے روپیہ کا سود حاصل کیا کریں۔

بہت سی شاخیں حرفت کی ایسی ہیں۔ جنمیں بہت تھوڑی قیمت

کے آلات یا مال ناطیار کی ضرورت پڑتی ہے۔ انہیں تمہیں اپنے طور پر
کام جاری کرنے کے لئے بہت تھوڑا سرمایہ مطلوب ہوگا۔ جسکو اگر تم
مستقل اور مستحکم طور پر ارادہ کرلو تو اپنے ہی درمیان سے یا خود پس انداز
کرکے فراہم کرسکتے ہو اور یہ امر تمہارے لئے ہر صورت سے مفید اور بہتر
ہوگا۔ کہ کل سرمایہ تمہارا اپنا سرمایہ ہو جسکو تم نے اپنی پیشانی کے پسینہ سے
اور اس اعتبار سے حاصل کیا ہو۔ جو دیانت داری کیساتھ کام کرنے سے
پیدا ہو جاتا ہے۔

جس طرح وہ قومیں جو اپنا خون بہاکر آزادی حاصل کرتی ہیں اسے
قایم رکھنا بھی اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ اور اسی طرح تمہاری انجمنوں کو
بھی اُس سرمایہ سے جو تم نے اپنی محنت۔ اپنی ہوشیاری اور کفائیت
شعاری سے حاصل کیا ہے۔ بمقابلہ اُس سرمایہ کے جو کسی اور ذریعہ سے
حاصل کیا جائے بہت اچھا اور دیرپا فائدہ حاصل ہوگا۔ اشیاء کی
سرشت اسی طرح واقع ہوئی ہے ۱۸۴۸ء میں پیرس میں بعض انجمنیں
اہل حرفہ کی سرکاری امداد کیساتھ قایم ہوئیں تھیں۔ اُن کو بمقابلہ اُن
انجمنوں کے جن کا سرمایہ لوگوں کی اپنی قربانیوں کا نتیجہ تھا۔ بہت ہی
تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

لیکن جبکہ میں تمہاری کمزوریوں پر جو اس وقت پائی جاتی ہیں
یا جن کے آئندہ پیدا ہو جانے کا احتمال ہے تمہیں اس طرح تنبیہ کرتا
اور ذاتی ایثار کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس سے وہ فرائض ہرگز کم نہیں
ہوتے جو تمہاری نسبت دوسروں پر واجب ہیں۔

جن اشخاص کو عوارض وقت سے دولت وحشمت حاصل ہے انہیں
اس بات کو سمجھنا چاہئے۔ انہیں سمجھنا چاہئے کہ آپ لوگوں کی جماعت
کی آزادی آلہی منصوبہ کا ایک جزو ہے۔ جو خواہ وہ موئد ہوں خواہ مخالف

ضرور پیدا ہوگا۔ ان میں سے بہت اس بات کو سمجھتے بھی ہیں اور اگر آپ ان کو اپنے مستقل اور مستحکم ارادے سے اور اپنی دیانت اور فہمیدہ کا ثبوت دے سکو تو آپ کو ان لوگوں سے بہت بڑی مدد اپنے کاموں میں مل سکتی ہے اگر ان لوگوں پر ایک دفعہ یہ بات ثابت کر دیجائے کہ آپ لوگ جو ایسوسی ایشن کے ذریعہ سے کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ آپکی ایک دن کی خواہش نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی کثرت جماعت کا اعتقاد و ایمان یہی ہے۔ تو وہ لوگ آپ کو اس راستہ میں بہت سہولیت دے سکتے ہیں۔ یعنے خود روپیہ قرض دے سکتے یا ایسے بنک قائم کر سکتے ہیں جو اہل حرفہ کی انجمنوں کو روپیہ ادھار دیا کریں۔ یا وہ آپ کو اپنے ہی کارخانوں کے منافع میں حصہ دار بنا سکتے ہیں جو زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے مابین ایک درمیانی تجویز ہوگی اور اس سے غالباً آپ لوگ وہ قلیل رقم سرمایہ جو ایک خود مختار انجمن قائم کرنے کے لئے مطلوب ہو فراہم کر سکیں۔

ملک بلجیم میں ایسے بنک پہلے سے موجود ہیں جو متذکرہ صدر سہولیتیں لوگوں کو دیتے اور اسی سے عوام الناس کے بنک کہلاتے ہیں اور میں باور کرتا ہوں۔ کہ سکاٹلینڈ میں بھی ایسے بہت سے بنک ہیں جن سے ایسے اشخاص جو دیانت داری کے لئے شہرت رکھتے ہیں۔ ایسی عزت کے اعتبار پر اور ایک ویسے ہی نیک چلن شخص کی ضمانت دیکر بخوشی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کاریگر اشخاص کو کارخانہ کے منافع میں حصہ دار بنا لینے کی تجویز تو کئی کارخانہ دار اختیار کر چکے ہیں اور انھیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

بارھواں باب

خاتمہ

لیکن سلطنت یعنے حکومت کے ذمہ بھی جوانسٹی ٹیوشن صرف اُسی وقت تک جائز ہے جب تک وہ تعلیم اور ترقی کے مشن پر مبنی ہے تمہاری لنسبت ایک سنجیدہ فرض واجب ہے جو اُسی وقت آسانی سے پورا ہوسکیگا جبکہ حقیقت میں قومی گورنمنٹ یعنے ایک آزاد اور متحد قوم کی حکومت کی برکت سے ہم لوگ مستفیض ہونگے۔

بہت سی سبیلیں ہیں جن سے گورنمنٹ قوم کی مدد کرسکتی ہے اور ان سے سوشیل مسئلہ حاصل ہوجاتا ہے۔ بجائیکہ نہ لوٹ گھسوٹ اور جبر وتعدی عمل میں لانا پڑتا ہے۔ نہ اُن لوگوں کو جو پہلے سے دولتمند ہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ اور لوگوں کی جماعتوں میں وہ مہذب اخلاق اور جابرانہ نفاق ہی نہیں پھیلتا جو قومی بہبود کے لئے ایسا مہلک ہے اور ظاہر اس وقت فرانس کی ترقی کو روک رہا ہے۔

مندرجہ ذیل اہم اور زبردست طریقے اعانت کے ہوسکتے ہیں:۔

کارکنان سلطنت دیوان وکلائے قوم میں اہل حرفہ کی انجمنوں کے بنیادی اصولوں پر متواتر بحث کرکے عام طور پر اپنی پسندیدگی ظاہر کرکے ان کے حق میں اخلاقی رعب عمل میں لائیں اور تمام آزاد انجمنیں جو مندرجہ بالا بنا پر قائم ہوئی ہوں انہیں قانوناً جائز ٹھہرادیں۔

آمدورفت کے طریقوں کی اصلاح کیجائے۔ اور پیداوار کے بروئے کار لانے لیجانے کے جو امور مانع ہوں ان کو دور کیا جاوے۔

ایسے سرکاری میگزین اور ڈپو قائم کئے جائیں جن میں متذکرہ بالا انجمنیں اپنا مال اور تیار کردہ اسباب جمع کرا دیا کریں اور اُس کی الگ الگ قیمت معلوم کر کے اُس مالیت کی ایک ایسی دستاویز یا رسید جو کسی بینک کے بل کی طرح قابل بیع و شراء ہو ان انجمنوں کو مل جایا کرے تاکہ اس ذریعہ سے وہ اپنا کاروبار برابر چلاتی رہیں اور روپیہ کے توڑے سے مال کو فی الفور گھاٹے سے بیچنے پر مجبور نہوں۔

جن شرائط پر منفرد اشخاص سے ضروری سرکاری کام کرلئے جاتے ہیں اُنہی شرائط پر وہ کام اہل حرفہ کی انجمنوں کو دیئے جائیں۔

عدالت کے سہل اور سادے طریقے مقرر کئے جائیں۔ اس وقت انصاف ایسا مہنگا ملتا ہے کہ لوگ برباد ہو جاتے ہیں اور غربا تو اُس تک بہت ہی کم پہنچ سکتے ہیں۔

جائداد غیر منقولہ کے بیع و انتقال کے لئے قانونی سہولیتیں دیجائیں طریقہ ٹیکس کی بالکل صورت بدل دی جائے یعنے اس وقت جو براہ راست اور بالواسطہ طریقہ ٹیکس کا جاری ہے جو پیچیدہ بھی ہے اور اس میں خرچ بھی زیادہ پڑتا ہے یہ موقوف ہو کر صرف آمدنی پر ایک ٹیکس رہ جائے۔ اس سے سرکاری طور پر اور عملاً دونو طرح یہ اصول تسلیم کیا جانے لگیگا کہ **انسانی زندگی متبرک** ہے کیونکہ زندگی کے بغیر نہ محنت اور ترقی ہو سکتی ہے اور نہ فرض کے بجالانے کا امکان ہے ایک مقررہ رقم جو زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری قرار پائے ہر قسم کے ٹیکس سے بری رہنی چاہیئے۔

لیکن ان کے علاوہ اور وسایل بھی ہیں جو

جسقدر جائداد دینی کاموں کے واسطے وقف ہے وہ بھی سلطنت کے شامل کیجائے جس سے ایک بہت بھاری رقم قوم کے ہاتھوں میں آسکتی ہے۔ اس وقت اس معاملہ کا خیال بھی نہیں ہے لیکن زمانہ آیندہ میں جبوقت سلطنت اپنا حقیقی تعلیمی مشن سمجھے اور اختیار کرے گی اُس وقت ایسا کرنا ایک امر ناگزیر ہوگا۔ اس میں مالیت اس اراضی کی جو ابھی تک زیر کاشت نہیں آئی۔ اور منافع ریلوے جات اور دوسرے سرکاری کاموں کا جن کا انتظام ہمیشہ سرکاری ہاتھوں میں رہنا چاہئے مالیت اس جائداد غیر منقولہ کی جو کمیونز کی ملکیت ہے۔ مالیت اس جائداد کی جو اب چوتھی پشت کے بعد بھر وارثان بازگشت کو پہنچتی ہے حالانکہ وہ سلطنت کو ملنی چاہئے اور ان کے علاوہ اور بہت سے مخازن دولت اضافہ ہو سکتے ہیں جن کا اس جگہ شمار کرنا خالی از طوالت نہیں ہے۔

اب فرض کرو کہ یہ تمام دولت اور دولت کے مخازن ایک جگہ جمع کر کے ایک قومی سرمایہ قائم کیا گیا ہے جو کل ملک کی دماغی اور تمدنی ترقی کے لئے وقف ہے تو پھر کیوں ایک بہت بڑا حصہ ایسے سرمایہ کا اس بات کے لئے مخصوص نہ رہے کہ اُس سے ڈیڑھ یا دو فیصدی سود پر اہل حرفہ کی آزاد انجمنوں کو جو ایسی بنا پر قائم ہوں کہ جس کا اوپر اشارہ کیا گیا اور اپنی نیک چلنی اور استعداد کا ثبوت دے سکیں حسب ضرورت روپیہ قرض دیا جایا کرے صرف اس بات کی احتیاط کر لی جائے کہ وہ بیجا طور پر صرف نہ کیا جائے۔ یہ رقم سرمایہ نہ محض موجودہ نسل کے واسطے بلکہ آیندہ نسلوں کے لئے بھی ترقی حرفت کے واسطے وقف رہے۔ اور اسکی کارروائی ایسے وسیع پیمانے پر کیجائے جس سے اتفاق اور ناگزیر نقصانوں کا جو اسے برداشت کرنا پڑیں معاوضہ ہو جایا کرے۔

لیکن اس سرمایہ کی تقسیم نہ تو گورنمنٹ کے ہاتھ میں رہے اور نہ کسی

قومی صدر بنیک کے۔ بلکہ مختص المقام بنیکوں سے یہ کام لیا جائے اور ان بنیکوں کا انتظام میونسپل کونسلیں جو انتخاب کے ذریعہ قایم ہوں زیر نگرانی صدر گورنمنٹ کیا کریں۔

اب ایک ایسے سلسلۂ تجاویز کے ذریعہ سے جن کا اوپر ایما ہوا کسی موجودہ جماعت کی دولتمندی کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اور نہ اس ٹیکس کے ذریعہ سے جو اس وجہ سے کہ سب ادا کرتے ہیں سب کے مفاد اور بہبود کی خاطر خرچ ہونا چاہئے کسی ایک جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ بلکہ ان سے اعتبار پھیلتا پیداوار بڑھتی اور ترقی کرتی۔ شرح سود کم ہونے پر مجبور رہوتی۔ اور ترقی اور محنت کی سلسلہ بندی پیدا کرنے والوں کی سرگرمی اور دلچسپی کے تفویض ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت صرف چند آدمی دولتمند ہیں اور ان کی دولت بھی محدود اور بلا انتظام ہے پھر تمام قوم دولتمند اپنی پیداوار اور اپنے خرچ کی خود ہی منتظم ہو جاتی ہے۔

اے اٹلی کے اہل حرفہ! آپ کی آنے والی حالت ایسی قسم کی ہونی چاہئے آپ چاہیں تو جلدی اس حالت کو پیدا کر سکتے ہیں۔ تم اپنے ملک کو اپنے لئے فتح کر کے ایک ایسی جمہوری گورنمنٹ جو در حقیقت ہماری زندگی اور ہمارے مشن کی مجموعی طور پر قائم مقام ہو قایم کرو۔ تم اپنا ایک بڑا قومی جلسہ بناؤ تاکہ تمہاری آواز محض چند منفرد اشخاص کی آواز نہ ہو بلکہ لاکھوں کی آواز ہو۔ صداقت اور انصاف تمہاری طرف ہونگے اور قوم تمہاری آواز سنیگی۔

لیکن خبردار رہو اور اس شخص کی باتوں کا یقین کرو جو گذشتہ تیس سال سے یورپ کے سلسلۂ واقعات کو بڑے شوق اور غور سے مطالعہ کر رہا ہے اور جس نے بنیک سے بنیک کاموں کو ایسے وقت میں جبکہ ان کی کامیابی کا وعدہ پہنچا تھا محض ان کاموں کے طرفداروں کی غلطیوں یا بداخلاقی کی

بدولت خراب ہوتے اور ناکامیاب ہوتے دیکھا ہے۔ جب تک تم خود اپنی اصلاح نہ کرو تمہیں ہرگز کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ تم اپنے حقوق کو تب ہی حاصل کر سکتے ہو کہ پہلے اپنی مستوری اور محبت اور قربانی کی خواہش سے اپنے تئیں ان کے لائق بنا لو۔ اگر تم اپنے حقوق اُن فرائض کے نام سے جو تم نے پورے کر دئیے ہیں یا پورے کرو گے مانگتے ہو تو وہ تمہیں بلا شبہ ملینگے لیکن اگر تم انانیت یا مسرت اور خوشحالی کی کسی اور تعلیم کے نام سے جو دہریہ پن کے معلم لوگوں کو دے رہے ہیں اُن حقوق کو طلب کرو گے تو تمہیں محض ایک عارضی فتح حاصل ہو گی اور دھوکے میں جا پڑو گے۔

جو لوگ خوشحالی اور مسرت کے نام کی دُہائی تمہارے روبرو دے رہے ہیں وہ تمہیں جُل دے جائینگے۔ وہ لوگ خود اپنی شادمانی اور مسرت کے خواہاں ہیں اور تمہیں صرف اس غرض سے اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں کہ اُن کے اپنے راستہ میں جو روکیں حائل ہیں وہ دور کرنے کی طاقت اُنہیں ہو جائے جب ایک دفعہ تمہاری اعانت سے اُن لوگوں نے اپنے حقوق حاصل کر لئے تو وہ اُس سے خوشی حاصل کرنے میں پڑ جائینگے اور تمہارے حقوق حاصل کرنے کے لئے تمام کوشش چھوڑ بیٹھینگے۔

گذشتہ نصف صدی کی تاریخ اسی قسم کی ہے اور اس گذشتہ نصف صدی کا نام میٹریلزم (دہریہ پن) ہے۔

لیکن یہ خونریزی اور مصیبت کی عجیب غمناک داستان ہے۔ مینے خود اپنے ملک میں اِن لوگوں کو دیکھا ہے۔ جو لوگ خدا۔ مذہب۔ نیکی۔ فرض اور قربانی سب کے انکاری تھے اور صرف حق مسرت و حصول مسرت کا نام لیا کرتے تھے۔ میں نے اُنہی لوگوں کو دیکھا ہے کہ قوم اور آزادی کا نام لے کر اور سہم اہل ایمان کو جنہوں نے ناعاقبت اندیشی سے ان کی باتوں پر اعتبار کر لیا اپنے ساتھ ملا کر دلیرانہ طور پر لڑائی کے واسطے آگے بڑھے

مگر جونہی پہلی فتح حاصل ہوئی یا بزدلانہ طور پر مصالحت کر کے اپنی خوشی حاصل کرنے کا موقع اُن کو ملا وہ فوراً قوم سے کنارہ کر گئے اور اگلے ہی دن ہمارے جانی دشمن بن گئے۔ چند سال کی تکلیف اور خوف نے اُن کو ماندہ اور بے حوصلہ کر دیا۔

جن لوگوں کو کسی قانون فرض کا علم و یقین نہیں ہے اور نہ جن کا یہ اعتقاد ہے کہ کسی اعلےٰ طاقت نے انسان پر کوئی خدمت واجب ٹھہرائی ہے وہ کیوں آخر زندگی تک رنج و مصیبت برداشت کریں اور قربانی کی آگ میں جلا کریں؟

اور میں نے رنج و افسوس سے قوم کے بیٹوں کو جنہیں اُنہی لوگوں نے دہریہ پن کی تعلیم دی تھی دیکھا کہ وہ اپنی بے وقوفی اور بد تہذیبی سے یہ امید کرتے ہے کہ کسی مطلق العنان ظالم کی شرارت یا مفاد کی حمایت کرنے سے اُنہیں دنیاوی مسرت حاصل ہوگی اپنے مشن۔ اپنی آنیوالی حالت اپنے ملک اور اپنی ذات سے چھوٹے پڑ گئے۔

میں نے فرانس کے اہل حرفہ کو دیکھا ہے کہ دوم دسمبر کے کو پاس کھڑے بے پرواہی کی نگاہ سے دیکھا کئے۔ وجہ یہ کہ اُنہوں نے تمام اہم سوشیل سوالات کو دل سے نکال کر صرف دنیاوی خوشحالی کے ایک سوال پر اپنا خیال قایم کرایا تھا اور اپنی حماقت سے یہ باور کرنے لگے تھے کہ وہ شخص جس نے ان کے ملک کی آزادی کو برباد کیا تھا اپنے اُن وعدوں پر جو اُس نے ان لوگوں کے ساتھ کئے تھے قائم رہیگا۔

اب وہی لوگ رو رہے اور افسوس کر رہے ہیں کہ اُن کی آزادی بھی گئی اور وہ دنیاوی خوشحالی بھی جس کا اُن سے وعدہ ہوا تھا انہیں نصیب نہ ہوئی۔

جب تک خدا کو نہ مانا جائے۔ کسی اخلاقی قانون کا یقین نہ ہو۔ اور

جب تک اخلاق اور قربانی کی روح موجود نہ ہو محض اُن لوگوں کی پیروی کرکے جن کا کوئی ایمان نہیں۔ جو صداقت کا ادب نہیں کرتے۔ پاکیزہ زندگی نہیں رکھتے۔ اور نہ سوائے اپنی رائیوں پر غرور و نخوت کرنے کے کوئی اور ایسی چیز رکھتے ہیں جسے وہ اپنا رہنما بنا سکیں۔ میں اپنے دلی اعتقاد سے آپ لوگوں سے کہتا ہوں ایسے اشخاص کی پیروی کرکے آپ کبھی کامیاب نہ ہونگے۔ آپ لوگ چاہے حاصل کرلیں لیکن آپ وہ حقیقی **عظیم انقلاب** جو پرجوش انانیّت کا نتیجہ اور فریب نہ ہو بلکہ دینی اعتقاد کا نتیجہ اور فریب نہ ہو بلکہ دینی اعتقاد کا نتیجہ ہو۔ ایسا انقلاب جسکی میں اور آپ یکساں آرزو کرتے ہیں آپ لوگ ہرگز حاصل نہیں کرسکتے۔

ہر ایک سوشیل تغیر و تبدل کا اعلےٰ مقصد تمہاری اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور ترقی ہونا چاہئے اور یہی اُس سے امید کیجائے۔

آپ محض انسان کے بنیادی مسکن کی آرائیش کرکے اُس کی تقدیر کو تبدیل نہیں کرسکتے جب تک آپ اپنی سوسائٹی کو اس بات کا یقین نہ کرادیں آپ اپنے اتفاق سے پیداوار کو اچھی کرسکتے اور سب کی آسودگی اور فارغ البالی کے موجب بن سکتے ہیں تب تک آپ اُسے اس امر کی ترغیب نہیں دیسکتے کہ تنخواہ اور اجرت کا طریقہ موقوف کرکے اُس کیجگہ ایسوسی ایشن کا طریقہ قایم کیا جاوے۔ اور یہ امر آپ اسی صورت سے ثابت کرسکتے ہیں کہ اپنے تدین۔ باہمی نیک نیتی۔ شوق محنت اور اپنی ذاتی قربانی کی صلاحیت سے آپ اپنی ایسوسی ایشن قایم کریں اور اُسے چلاکر دکھلائیں۔

ترقی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے میں ترقی کی صلاحیت ثابت کریں۔

تاریخ۔ ترقی۔ ایسوسی ایشن۔ یہ تینوں چیزیں نہایت متبرک ہیں

بیس سال ہوئے ہیں میں نے لکھا تھا۔

"میں خدا کی اُس بلند آواز کو مانتا ہوں جو زمانہ ملے گزشتہ نوع انسان کی عام تاریخ کے توسط سے ہم تک پہنچا رہے ہیں اور یہ آواز مجھے سکھلاتی ہے کہ کنبہ۔ قوم اور نوع انسان یہی تینوں وہ دائرے ہیں جن میں سب کی بھلائی اور اپنی اور دوسروں کی اخلاقی کاملیت یا یوں کہنا مناسب ہوگا کہ دوسروں کے ذریعہ سے اپنی اخلاقی کاملیت کے واسطے محنت کرنا ہر فرد بشر کا مقدر مقرر ہوا ہے"

"یہ آواز مجھے سکھلاتی ہے کہ انسان جس قدر جسمانی محنت کرتا اور دنیا کی صورت تبدیل کرنے میں جس قدر حصہ لیتا ہے جائداد اُس کا ظہور ہے جس طرح پولیٹیکل دنیا کے انتظام میں اُس کا حصہ فرینچایز (رائے دینے کے حق) سے ظاہر ہوتا ہے۔

"یہ آواز مجھے سکھلاتی ہے کہ کسی منفرد شخص کا حسن و قبح خدا اور انسان کے روبرو اُس استعمال پر منحصر ہے جو شخص مذکور ان حقوق کا کرتا ہے اور یہ مجھے سکھلاتی ہے کہ یہ تمام چیزیں سرشت انسانی کا جزو ہیں اور جوں جوں یہ اُس مقصد کے زیادہ نزدیک پہنچتی ہیں کہ ہماری روحیں پہلے سے دیکھ رہی ہیں توں توں یہ برابر ترمیم و تبدیل ہوتی رہتی ہیں لیکن ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ یہ کبھی منسوخ یا معدوم ہو جائیں۔

یہ آواز مجھے سکھلاتی ہے کہ کمیونزم کے خواب یعنے شخص منفرد کی ہستی کا کُل سوسائٹی کی ہستی میں فنا و معدوم ہو جانا نسل انسانی کی زندگی کے نقش بر آب ماجرات ہیں جو ہر ایک بڑے دماغی اور اخلاقی خرخشہ کے وقت نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ عیسائی مردوں اور عورتوں کی خانقاہوں کی صورت میں دیکھا جاتا ہے یہ خواب صرف ایک بہت ہی چھوٹے پیمانے پر پورے ہو سکتے ہیں۔

میرا اعتقاد ہے کہ مخلوق آلہی کی زندگی ابدالآباد تک ترقی کرنے والی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ انسانی خیال اور فعل ترقی پذیر ہیں اور انہوں نے نہ صرف زمانہ ماضی میں ترقی کی ہے بلکہ زمانہ آئندہ میں بھی کرینگے میرے اعتقاد کے مطابق اس امر کی مطلق ضرورت نہیں ہے کہ زمانہ آئندہ کی ترقی کی صورت اور طریقہ قائم کیا جائے۔ بلکہ اسبات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ترقی کے تمام راستوں کو کھول دیا جائے اور یہ اسطرح پر ہوسکتا ہے کہ نوع انسان کو سچی مذہبی تعلیم سے مستفیض کیا جائے یہ تعلیم اُنہیں ترقی کی تکمیل کے قابل بنادیگی۔

میرا اعتقاد ہے کہ اگر ہم انسان پر اُن چیزوں کا انبار کردیں۔ جن سے خوشی ملتی ہے اور صرف حصول مسرت کو اُس کی زندگی کا مقصد ٹھیراویں تو اس طرح ہم انسان کو کبھی بھی زیادہ لائق زیادہ محبت کرنے والا۔ زیادہ شریف یا زیادہ حق پرست نہیں بناسکتے جو درحقیقت اس دنیا پر ہمارا اعلےٰ مقصد اور انجام ہے۔

میرا اعتقاد ہے کہ ہمارے پاس ترقی حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ایسوسی ایشن کا ہے اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ پیدا کرنے والی طاقتوں کے فعل کو کئی گنا زیادہ کردیتی ہے بلکہ اس سبب سے بھی کہ یہ طبع انسانی کے تمام مختلف ظہوروں کو متحد کرنے اور ایک منفرد شخص کی زندگی کو کُل کی مجموعی زندگی کے ساتھ منسلک کرنے کا میلان رکھتی ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ ایسوسی ایشن سے صرف آزاد اشخاص اور آزاد قوم میں جو اپنے مشن کو سمجھتیں۔ اور اُس کے پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں نیک نتیجہ پیدا ہوگا اور کسی میں نہیں۔

میں اسے ٹھیک نہیں سمجھتا کہ ہر ایک انسان محض شکم پروری اور کسی میں نہیں۔

میں اسے ٹھیک نہیں سمجھتا کہ ہر ایک انسان محض شکم پروری اور دن پورے کرنے کے لئے اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ جسمانی مشقت میں مصروف رہے۔ بلکہ اُسے اس قابل ہونا چاہئے کہ جسمانی حوایج رفع کرنے کے بعد وہ کچھ مُہلت اپنی فطرت کی اعلےٰ قوا کی تربیت کے لئے نکال سکے لیکن جس وقت میں ان لوگوں کی باتیں سنتا ہوں جو آپ سے کہتے ہیں کہ حصول خوشی آپکا حق ہے اور دنیاوی بہبود آپ کا مقصد تو میں ڈر جاتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کی تعلیمات صرف خودغرض لوگ پیدا کرتے ہیں۔ اور کہ یہ ہی وہ مسائل ہیں جنہوں نے فرانس میں ہر ایک عمدہ خیال ہر ایک طرح کی قربانی۔ اور آنے والی بزرگی کے ہر ایک عہد و پیمان کو برباد کر دیا ہے اور وہی صورت یہ مسائل اٹلی میں پیدا کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔

جو نقص اس وقت نوع انسان کی زندگی کو خراب کر رہا ہے وہ ایک ایسے مشترک ایمان اور ایک ایسے مشترک خیال کی کمی ہے جس کو تمام انسان مانتے اور قبول کرتے ہوں۔ اور جو زمین کو آسمان کے ساتھ اور کُل عالم کو خدا کے ساتھ جوڑ دے۔ اس قسم کے مشترک ایمان سے محروم رہ کر انسان بے جان مادہ کے روبرو جھکتا اور ذاتی مفاد کے بت کی پرستش کر رہا ہے۔ اور بادشاہ۔ شہزادے اور خراب حکومتیں اس جہنمی پرستش کی بانی مبانی ہوئی ہیں۔ یہ خوفناک قاعدہ کہ ہر ایک صرف اپنی حفاظت کرے یہ انہی لوگوں کی ایجاد ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس سے نفس پرستی کو ترقی ہوگی اور نفس پرست اور غلام میں صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ جاتا ہے"

اے اٹلی کے اہل حرفہ۔ اے بھائیو! اس راستہ سے رُک جاؤ! دیکھو آپکی آیندہ حالت کا دار و مدار صرف اسی ایک بات پر موقوف ہے۔

آپکو جو سمجھانے کی خدمت سپرد ہوئی ہے وہ اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ ہم سب خدا کی اولاد اور انسان ہو کر ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اور یہ بات آپ اسی طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ اپنی اصلاح کریں اور اپنا فرض بجا لائیں۔

جہاں تک میرے امکان میں تھا میں نے آپ کو جتلا دیا ہے کہ آپکے فرائض کیا ہیں۔ ان سب میں سے اہم وہ فرائض ہیں جو آپ پر اپنے ملک کی نسبت واجب ہیں۔ آپ کی موجودہ حالت صرف اسی طریق سے درست ہو سکتی ہے کہ آپ قوم کی پولیٹیکل زندگی میں حصہ دار ہوں جب تک آپ کو یہ استحقاق حاصل نہ ہو آپ کی حاجات اور خواہشیں کبھی ٹھیک ٹھیک ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

جس دن آپ نے بہت سے فرانسیسی سوشلسٹ لوگوں کی پیروی کی اور سوشیل سوال کو پولیٹیکل سوال سے علیحدہ کر دیا اور یہ کہنے لگے خواہ ہمارے ملک کا طرز حکومت کیسا ہی ہو ہم اپنی آزادی خود حاصل کر لینگے۔ اسی دن آپ سمجھ لیں کہ آپنے خود اپنی سوشیل فلاح کا ہمیشہ کے لئے فتوے دیدیا۔

اب میں تمہیں الوداع کہتا ہوں مگر آخر میں آپ کو ایک اور فرض بھی یاد دلاتا ہوں جو بمقابلہ اُن فرائض کے جن سے اپنے ملک کی آزادی اور اتحاد کو حاصل کرنا اور قائم رکھنا آپ پر واجب ہوا ہے ہرگز کم سنجیدہ نہیں ہے۔

آپ کی کامل آزادی صرف ایک اصول کی کامیابی پر مبنی ہو سکتی اور محفوظ رہ سکتی ہے اور وہ اصول انسانی کُنبے کا اتحاد و اتفاق ہے۔ اس وقت نصف انسانی کُنبہ۔ وہ نصف جس سے تمہیں روحانی اور جسمانی تشفی اور تسلی ملتی ہے جس کو بچپن کی ابتدائی تعلیم تفویض ہے

ایک عجیب متضاد طریق سے اسی لفظ کو کیا سول - کیا پولیٹیکل اور کیا سوشیل طور پر غیر مساوی بیان کیا جاتا اور نصف حصہ سے اتحاد سے خارج رکھا گیا ہے ۔

اب لوگ جو ایک دینی صداقت کے نام سے اپنے حقوق اور آزادی کے خواہاں ہیں یہ آپ لوگوں کا ہی کام ہے کہ آپ ہر ایک موقع پر اور ہر ذریعہ سے اس تمیز منافی اتحاد کی مخالفت کریں ۔

پس لازم ہے کہ اہل مرد کی آزادی کے سوال کے ساتھ آزادی نسواں کے سوال کو بھی ضرور ہی شامل کیا جائے اس سے آپ کی کوششوں کو ایک عالمگیر صداقت کا رتبہ حاصل ہو جائیگا ۔

تمام شد

The duties of man